یا اللہ جل جلالہ
یارسول اللہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم
ایمان کی پہچان
سید چراغ النبی شاہ صاحب نقشبندی گیلانی جماعتی

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایمان کی پہچان

تصنیف لطیف

فخر السادات

امام الاولیا، شہزادہ غوث اعظم

قبلہ پیر سید چراغ النبی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

گیلانی نقشبندی جماعتی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب .... ایمان کی پہچان

مصنف .... امام الاولیا، شہزادہ غوث اعظم فخر السادات پیر سید قبلہ چراغ النبی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گیلانی نقشبندی جماعتی

تعداد 1000/-

ناشر .... خلف الرشید سجادہ نشین دربار عالیہ چراغیہ فخر السادات، مخدوم اہلسنت کوکب طریقت پیر سید قبلہ زمرد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ۔ جماعتیہ نذیریہ چراغیہ کہروڑپکا شریف ضلع لودھراں

طبع .... باراول 2010ء

طابع .... چراغیہ پرنٹرز رائل پارک لاہور / موبائل: 0301-6926950 0321-6906484 042-36147097

کمپوزنگ .... محمد عبداللہ نقشبندی۔ چراغوی۔ جماعتی
محمد اشفاق گولڑی 0300-4124811

قیمت 150/-

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ نقشبندیہ چراغیہ وارڈ نمبر 7/4 چاندنی چوک کہروڑپکا شریف ضلع لودھراں
فون نمبر: 0608-342782 موبائل نمبر: 0300-6903299

آستانہ عالیہ پیر سید زمرد حسین شاہ صاحب گیلانی نقشبندی جماعتی
مکان نمبر 9۔ ڈبلیو بلاک گلی نمبر 1۔ طارق بن زیاد کالونی ساہیوال
فون نمبر: 040-4465753 موبائل: 0300-6903299

جامعہ چراغیہ زمردیہ نقشبندیہ ماڈل کالونی (جہاز گراؤنڈ ساہیوال)
فون نمبر:- 040-4954753

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، اعلحضرت، عظیم البرکت
قبلہ عالم، امیر ملت الحاج حافظ
پیر سید
جماعت علی شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ
محدث علی پوری
علی پور سیداں ضلع نارووال

فخرِ امیر ملت ولی نعمت عظیم البرکت مجدد دین وملت
قبلہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی
جماعتی نقشبندی
محدث علی پوری
علی پور سیداں ضلع نارووال

پیر سید مجدد دین وملت قبلہ حضرت عظیم البرکت ولی نعمت
شاہ
نذیر حسین
رحمۃ اللہ علیہ
گیلانی نقشبندی جماعتی

فخر السادات
امام الاولیا، شہزادہ غوث اعظم
قبلہ
پیر سید چراغ النبی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
گیلانی نقشبندی جماعتی

قبلہ پیر سید زمرد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی
گیلانی نقشبندی
جماعتی

انتساب

فقیر اپنی اس عاجزانہ کوشش کو سرکار دو عالم ﷺ نور مجسم۔ صاحب لولاک فخر موجودات محمد مصطفیٰ ﷺ احمد مجتبیٰ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہوئے اپنے

پیر و مرشد

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، اعلحضرت، عظیم البرکت قبلہ عالم، امیر ملت الحاج حافظ پیر سید

جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری علی پور سیداں ضلع نارووال

اور

قبلہ عم محترم الحاج ولی نعمت پیر سید قبلہ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت

نذیر حسین شاہ صاحب گیلانی نقشبندی جماعتی

رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّأَةَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ

حمد

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود وعطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب میری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ ہو

(از اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا محمد احمد رضا خان بریلویؒ)

نعت شریف

ثنائے مصطفیٰ ﷺ میں مَیں زباں کھولوں تو کیا بولوں

رہوں ذکرِ نبی ﷺ میں رات دن صلِ علٰے بولوں

رہے وردِ زباں کلمہ تمہارا یارسول اللہ ﷺ

یہ خواہش ہے کہ جو بولوں تیری مدح و ثنا بولوں

خدا نے نور سے اپنے بنایا نورِ احمد ﷺ کو

بتاؤ پھر بشر بولوں یا نورِ کبریا بولوں

احد میں اور احمد ﷺ میں فقط اک میم کا پردہ

خدا سے پھر محمد ﷺ کو بھلا کیسے جدا بولوں

اگر عشق محمد ﷺ میں میری یہ جاں نکل جائے

تو دل سے آفریں بولوں زباں سے مرحبا بولوں

میرا ایمان ہے جب بھی پکارا کملی ﷺ والے کو

وہ آتے ہیں وہ سنتے ہیں زباں سے جو ندا بولوں

محمد ﷺ ہیں قریب مومن کے انکی جان سے زیادہ

یقیں جس کو نہ قرآں پر چراغ اس کو میں کیا بولوں

منقبت

جو بھی مرشد کے میرے آیا آستانے پر
جو بھی مانگا وہ ہی پایا آستانے پر

دل سے مانگوارے دیوانوں رورو کے یہاں
دیکھنا ملتا ہے پھر کیا آستانے پر

دُکھ زمانے کے ہیں اتنے کہ چین ملتا نہیں
قرار دل نے ہے پایا آستانے پر

درد و دکھ بھی تو بدل جاتے ہیں راحت میں یہاں
ہے مزہ زیست کا آیا آستانے پر

پیارا پیارا میرا پیارا ہے کتنا پیارا وہ
دیکھ کے جس کو سرور آیا آستانے پر

کتنا پیارا اور حسیں چہرہ ہے دلبر کا میرے
دیکھ کے جس کو سرور آیا آستانے پر

جب بھی دن آتے ہیں عرس مبارک کے زمرّد
نور ہی نور ہے چھا یا آستانے پر

نہ ملا ہم کو کسی سے بھی وہ پیار زمرّد
جو یہاں آ کے ہے پایا آستانے پر

عرض حال

فقیر نہ ہی کوئی ادیب ہے اور نہ کوئی خاص علمیت کا دعویٰ ہے۔ یہ چند اوراق جو ''ایمان کی پہچان'' پر لکھے ہیں یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم اور میرے پیرومُرشد قبلہ عالم امیر ملت حافظ الحاج پیر سیّد جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظرِ کرم اور میرے عم محترم الحاج پیر سیّد نذیر حسین شاہ صاحب گیلانی نقشبندی جماعتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دُعاؤں کا صلہ ہے ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''ایک وقت آئے گا کہ دین میں تہتّر (۷۳) فرقے ہو جائیں گے صرف ایک جنتی ہوگا باقی تمام جہنمی ہوں گے۔ اگر غور کریں تو وہ وقت اب آ گیا ہے۔ آج دین کو عقل کے ترازو میں تولا جا رہا ہے، حق اور باطل کو سمجھنے اور جاننے کے باوجود بھی بعض لوگ اپنی من مانی کرتے ہوئے ہٹ دھرمی کا شکار ہو گئے ہیں فقط ضد اور شخصیت پرستی رہ گئی ہے، دین سے جیسا لگاؤ ہونا چاہیے تھا وہ نہیں رہا، آج بات بات پر شرک و بدعت کے فتوے لگائے جا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ایک کتابچہ ''درسِ توحید'' فقیر کی نظر سے گزرا۔ مصنف نے اپنے خیالات و نظریات کا اظہار کرتے ہوئے امتِ مسلمہ کی اکثریت کو شرک جیسے گناہ کبیرہ کا مرتکب قرار دیا ہے، اس کا تذکرہ آگے آئے گا۔

فقیر کی اس تصنیف ''ایمان کی پہچان'' کو اگر آپ غور سے تعصب اور شخصیت پرستی سے بالاتر ہو کر ایمان داری اور حق پرستی کو مقدم رکھتے ہوئے مطالعہ کریں گے تو انشاء اللہ ضرور مستفیض ہوں گے خدا شاہد ہے فقیر کی یہ ہرگز منشا نہیں کہ کسی بھائی کی دل آزاری کی جائے یا دل دُکھایا جائے، مقصود صرف اور صرف حقیقت واضح کرنا ہے تاکہ گم گشتہ راہ بھائیوں کا عقیدہ درست ہو جائے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی اور عبادت کی قبولیت کا انحصار صحیح عقیدہ پر ہے۔

عقیدہ کے متعلق حدیث پاک ہے، سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ''کسی کا ظاہری اسلام تم کو مسرور نہ بنائے جب تک اس کی قلبی حالت اور عقیدہ سے پوری واقفیت حاصل نہ ہو''۔

الحاج قبلہ پیر سیّد نذیر حسین شاہ صاحب گیلانی نقشبندی جماعتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مصنف کے حقیقی چچا ہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بلند پایہ ولی اللہ ہو گزرے ہیں قبلہ عالم حافظ امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ ان کے فیضان نظر اور نگاہ عنایت سے مصنف کو علی پور شریف کی حاضری اور غلامی کا شرف حاصل ہوا۔ 1947ء میں قیام پاکستان کے موقع پر اپنے پیرومرشد کے حکم پر بروالہ سیداں ضلع حصار سے ہجرت فرما کر کہروڑ پکا شریف میں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ شعبہ درس وتدریس سے منسلک تھے۔ جامعہ عربیہ غوثیہ کہروڑ پکا شریف آپ کی دینی خدمات کا لازوال شاہکار ہے۔ جہاں سے ہزاروں علماء فارغ التحصیل ہو کر پاکستان اور غیر ممالک میں بھی دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں آپ نے مورخہ 27 نومبر 1956ء 23 ربیع الثانی 1376 ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں۔ قبلہ پیر سیّد چراغ النبی شاہ گیلانی نقشبندی دامت برکاتہم عالیہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ مزار مبارک کہروڑ پکا شہر کے مشرق میں پیلی کوٹھی والے قبرستان میں واقع ہے۔ آپ کے بڑے بھائی سیّد کرم حسین شاہ جماعتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (والد مصنف) بھی آپ کے قریب مدفون ہیں ہر سال 26,27 نومبر مصنف کے زیر انتظام عظیم الشان طریقے سے عرس مبارک کا اہتمام ہوتا ہے۔ قبلہ پیر سید چراغ النبی گیلانی نقشبندیؒ کا وصال 2004ء کو ہوا اب یہ دونوں عرس 26,27 نومبر کو ہی صاحبزادہ پیر سید زمرد حسین شاہ گیلانی نقشبندی دامت برکاتہم عالیہ کے زیر انتظام منعقد ہوتے ہیں۔ جس میں ملک کے ہر حصے سے زائرین شمولیت فرما کر فیض یاب ہوتے ہیں۔

(یہ یہود، ہنود اور نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازش ہے۔ اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے؛ مصنف: حافظ سراج الدین جودھپوری)

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن. وَالْعِقبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

امابعد۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کی حمد وثنا اور اس کے حبیب پاک بے قراروں کے قرار، کل جہاں کے سردار، عرب وعجم کے تاجدار حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں درود وسلام کے بعد زمین سے لیکر آسمان تک اگر ہم بغور نگاہ دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ کائنات میں ہر شے کو خدائے قدوس نے انسان کے لیے تخلیق فرمایا ہے، یہ ہوا، یہ فضا، شمس وقمر، شجر وحجر، دشت وجبل، غرض ہر شے خدائے قدوس نے انسان کے تابع فرمان بنائی ہے پہاڑوں کی چوٹیاں اس نے سر کی ہیں۔ سینہ سمندر کو اس نے چیرا ہے، طوفانی موجوں کو اس نے قبضے میں کیا ہے۔ ٹیلی ویژن کی لہریں اور بجلی کی تیزی سب اسکی غلام ہیں۔

مگر اے برادر! غور طلب بات یہ ہے کہ سب کچھ تو انسان کے لیے پیدا کیا گیا مگر انسان کو کس لیے پیدا کیا گیا؟ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید انسان خورد ونوش اور عیش وعشرت کے لیے پیدا ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے پیدائش اور تخلیق انسانی کا مقصد ومدعا دولت جمع کرنا اور بڑی بڑی عمارتیں بنانا سمجھ لیا ہے۔ بعض جام وشراب میں مست زندگی کی حقیقتوں سے بے بہرہ ہیں لیکن قرآن مجید میں انسان کی تخلیق کی غرض وغایت تو کچھ اور ہی بتائی ہے۔ جیسا کہ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن. (الزاریات ۵۲)

ترجمہ: اور میں نے جن اور انسان اس لیے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بیکار اور نکما پیدا نہیں کیا بلکہ اپنی بندگی اور عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، جس شخص نے اپنے فرائض کو سمجھا اور اس جہان میں آنے کی غرض وغایت کو جانا وہ نفع میں رہا اور جو نہ سمجھ سکا اور ربِ ذوالجلال کی بندگی سے کنارہ کش رہا وہ بدنصیب اور نقصان میں رہا۔

اے برادر! ذرا غور کر، کائنات کی ہر اک شے جسے بھی آپ غور سے دیکھیں گے وہ اپنے خالقِ ازلی اور مالکِ حقیقی کی حمد وثنا بیان کر رہی ہے۔ اسکی عظمت وبزرگی کے گیت گا رہی ہے، لیکن صرف اور صرف تو ہی ہے کہ جس نے اپنے

آپ کو خود ساختہ تصورات میں گم کر دیا ہے، تو بے حقیقت دُنیا کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اس ناپائیدار دُنیا اور اس کے مصنوعی رنگوں کو اپنا سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ پیارے! یہ تیری سراسر بھول ہے۔ تجھے اس بات کا احساس کیوں نہیں کہ دُنیا فانی ہے۔ اور جو چیز فانی اور فنا ہونے والی ہو اس سے دل نہیں لگایا جاتا۔

اے غافل انسان! خیال کر کہ وقت کا ایک ایک لمحہ تجھے فنا کی طرف لیے جا رہا ہے۔ تیری زندگی کا چراغ فنا کی تند و تیز آندھیوں کی لپیٹ میں ہے۔ موت کے تھپیڑے ہر روز انسان کو ابدی نیند سلا رہے ہیں۔ عمر کی دیوار ہر روز گرتی جا رہی ہے۔ موت قریب سے قریب تر آ رہی ہے، اور جب آتی ہے تو کوئی قاصد نہیں بھیجتی اور نہ ہی مہلت دیتی ہے، ہر سانس تیرا آخری سانس ہو سکتا ہے۔ لیکن تو ہے کہ غفلت کی نیند سو یا ہے۔

غفلت میں نہ گزار تو اب سانس ایک بھی　　شاید یہی ہو سانس تیرا سانس آخری
(ا) طالبؔ جو یادِ حق میں گزرتا ہے ایک سانس　　بہتر ہزار سانس سے ہے سانس ایک ہی

پیارے! تیری حقیقی دولت تیرے سانس ہیں انکی قدر کر، ان گنتی کے چند سانسوں کو یادِ الٰہی میں صرف کر، یہ دنیا ایک سرائے ہے یہاں جو مسافر بھی آتا ہے، کچھ نہ کچھ کھو کر ہی جاتا ہے۔ تو اگر عقل مند ہے تو اس سرائے کی حقیقت کو سمجھ اور اپنے اعمال کا توشہ تیار کر تا کہ تو جب اس سرائے سے جائے تو یہ سامان تیرے ساتھ جائے۔ اعمال کی دولت ہی پائیدار ہے۔ ورنہ اس دنیا میں تو دارا اور سکندر جیسے نامور بھی باقی نہ رہے۔ ایسے بھی آئے جنہوں نے خدائی تک کے دعوے کئے۔

چھوڑ کر دنیا ہزاروں نام والے چل بسے　　ڈال کر کفنی گلے نازوں کے پالے چل بسے
کیا ہوئے وہ لوگ جو دنیا میں آفت ڈھا گئے　　کیا ہوئے وہ لوگ جو خود کو خدا کہلا گئے
خاک میں جب مل گئے ثابت ہوا سب خاک تھا　　کیا بڑھاپا، کیا جوانی، کیا لڑکپن کا شباب

(مصنف)

اس دنیا کا تو پیارے روزِ آفرینش سے یہ طریقہ رہا ہے کہ انسان کو اپنی مصنوعی اور فانی رنگینیوں میں پھنسا کر ایسا گراتی ہے کہ تحت السریٰ تک اسے کوئی سہارا نہیں ملتا، پیارے! اس دنیائے ناپائیدار کی رنگینیوں میں ہزار ہا بلائیں پوشیدہ ہیں جو انسان کو نگلنے کے لیے ہر وقت منہ پھاڑے ہوئے ہیں۔ بچو اور اپنے فرائض کو پہچانو غنیمت جانو زندگی کو، یہ زندگی پیارے ایک امانت ہے۔ جس کی دی ہوئی ہے اس نے ضرور ایک دن واپس لینی ہے، یہ ہمیں کسی مقصد کے لیے دی گئی ہے، وہ ہے رب کی پہچان، جس شخص نے اپنے رب کی پہچان کی، اپنے جہاں میں آنے کے مقصد کو سمجھا اپنے رب

تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں دل کو لگایا، وہ نفع میں رہا، جو اس فانی دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو گیا اور اپنے خواہشات کا غلام بنا رہا، وہ خسارہ میں رہا۔

ہے زیبا تجھے اس کی کر بندگی　　یہی ہے تیرا مقصدِ زندگی

(مصنف)

(۱) حضرت قبلہ ڈاکٹر شیخ اللہ دتہ طالب کنجاہی نقشبندی جماعتیؒ 1886 میں قصبہ کنجاہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے ڈاکٹری کی سند حاصل کی۔ بطور ڈاکٹر فوج میں شمولیت اختیار فرمائی۔ 1909 میں قبلہ عالم امیر ملت حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوریؒ سے بیعت اختیار فرمائی، خلافت پانے کے بعد افواج برطانیہ میں تبلیغ وارشاد کا سلسلہ جاری رکھا جو کہ بعض اوقات انگریزوں کی ناراضگی کا سبب بھی بنا لیکن آپ نے اپنی مساعی جمیلہ جاری رکھیں۔ آپ نے پاکستان، ہندوستان، برما، جزائر انڈیمان، ایران، سعودی عرب، مصر، فرانس اور برطانیہ میں تبلیغی خدمات انجام دیں۔ تحریک شدھی اور تحریک پاکستان میں قبلہ عالمؒ کے ادنیٰ سپاہی کے طور پر نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ 3 مارچ 1958 بروز پیر وصال فرمایا۔ مزار مبارک کنجاہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

پیارے! ہمت باندھ، اپنی قوتِ ارادی کو مضبوط کر، کمزوری کو اپنے دل سے دور رکھ، اپنے اندر دلیری اور شجاعت پیدا کر اگر کچھ ناکامی بھی ہوتی ہے تو گھبرا مت، از سرِ نو، تازہ دم، طاقت اور جواں مردی سے پھر سے اُٹھ کھڑا ہو، اپنے نفس پر ملامت کر، اپنے رب سے رشتہ جوڑ، پھر اپنے دل کے دریچے سے جھانک اور قدرت کے جلووں کو دیکھ، اپنے ظرف کو خواہشات نفسانی سے خالی کر، پھر توبہ کے پانی سے دھوڈال، کیا خبر موت کا فرشتہ کس وقت آجائے اور تو ہاتھ ہی ملتا رہ جائے۔

اے برادر! انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ ایک جسم دوسری روح، جب تک جسم اور روح کا تعلق ہے انسان انسان ہے۔ جب روح اس جسم سے جدا ہو جاتی ہے پھر انسان، انسان نہیں رہتا بلکہ خاک کا ڈھیر رہ جاتا ہے۔ صرف روح ہی ایک ایسی لطیف شے ہے جو اس انسانی ڈھانچے کو شکل انسانی میں لیے پھرتی ہے۔ پیارے ہر شخص کی زندگی کی عمارت اس کے عقیدہ کی بنا پر قائم ہوتی ہے۔ فاسد عقیدہ زندگی کی عمارت کو فاسد کر دیتا ہے۔ ہر قوم کی تہذیب اور اس کا معاشرہ اس وقت تک اصلاح پذیر نہیں ہو سکتا جب تک اسکا عقیدہ درست نہ ہو۔

اے برادر! دین سے بیگانگی، خراب سوسائٹی اور گندے ماحول کا نتیجہ ہے۔ آج جسے دیکھو ایک ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہے۔ خود غرضی، نفس پرستی، غرور تکبر اور جاہ وجلال کا ہر طرف دور دورہ ہے۔ مکاری اور عیاری عام ہے۔ فیشن پرستی نے گھر کے گھر اُجاڑ دیے ہیں۔ ساس بہو کے جھگڑے سے لیکر بیٹیوں کے دوپٹوں تک سب کچھ اس معاشرے میں ہو رہا ہے۔ یہاں تو چاقو مہنگا ہے اور انسان کا خون سستا ہے۔ آج کا انسان اپنی خواہشات کا غلام ہو کر رہ گیا ہے۔ آج کا انسان خود اپنی آنکھوں میں ذلیل ہو رہا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہے۔ مذہب سے دُوری اور دین سے بیگانگی کا، ورنہ ایک وہ زمانہ تھا کہ دُنیا تیرا لوہا مانتی تھی، تُو توحید اور شمعِ رسالت کا پروانہ تھا، فتح ونصرت تیرے قدم چومتی تھی، جب تک تیرے دل میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت موجزن تھی تو سارے عالم پر چھایا رہا کسی کو تیرے سامنے دم مارنے کی مجال نہ تھی اور جب سے تو نے احکامِ خداوندی اور اپنے دین سے بے پروائی برتنا شروع کی اسی وقت سے زندگی کے ہر موڑ پر تجھے پریشانی کا سامنا ہو رہا ہے۔ مکاری وعیاری اور مفاد پرستی عام ہے۔ انصاف نام کو نہیں۔

انصاف مٹ چکا ہے ایمان مٹ رہا ہے ظالم کا بول بالا نادار پٹ رہا ہے
حیوانیت کے پردے عقلوں پہ پڑ رہے ہیں انسانیت کا جوہر، افسوس لٹ رہا ہے
حرص وطمع کے بدلے اپنے ہوئے پرائے رشتہ حقیقی اپنے بھائی کا کٹ رہا ہے
شیطاں نے تجھ کو ناداں ایسا کیا ہے گمراہ ہاتھوں سے تیرے دامن نیکی کا چھٹ رہا ہے

کچھ فکر کر لے پیارے تھوڑی سی زندگی میں پل پل میں سانس تیرا روزانہ گھٹ رہا ہے
اک دن فرشتہ آ کر ایسے دبوچ لے گا جیسے کہ فاختہ پر شکرا جھپٹ رہا ہے
دنیا میں اے چراغ اب کس پر کریں بھروسہ جب گھر کو گھر ہی اپنے مٹانے پہ ڈٹ رہا ہے

پیارے! اٹھ حقیقت کو جان اور اپنے **ایمان کو پہچان**

اپنے خدا سے لو لگا اور پھر سے اپنے دل میں عشقِ حبیبِ خدا ﷺ کو اجاگر کر کہ صرف اور صرف اسی ذریعے سے تو کامیاب ہو سکتا ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

(علامہ اقبال)

فقیر نے اس کتاب "**ایمان کی پہچان**" میں اپنے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان کو غور سے پڑھ۔ انشاء اللہ، اللہ کے فضل اور اس کے حبیب و محبوب ﷺ کے صدقے تجھے **ایمان کی پہچان** ضرور نصیب ہو گی۔

کلمہ طیبہ

اے برادر! ایمان کے معنی ہیں صدق دل سے یقین کرنا اور توحید و رسالت کو صمیمِ قلب سے مان لینا۔ جس کا دوسرا نام عقیدہ ہے۔ عقیدہ کے عام معنی پختہ اور اصولی خیالات کے ہیں۔ یعنی پختہ خیالات انسان کے ارادہ اور عمل کے محرک ہوتے ہیں۔ خیال کے بغیر ارادہ اور عمل کا ظہور ناممکن ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ جب بھی معمار مکان یا عمارت بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو بنانے سے پہلے اس کا خیال اپنے دل میں لیے ہوئے ہوتا ہے۔ پھر یہی خیال اسے ارادہ پر مجبور کرتا ہے۔ اور بعد میں عمل کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ عمل کا دارومدار ارادے پر ہے اور ارادہ دل میں پیدا ہوتا ہے۔

دل جسمِ انسانی میں ایک ایسی شے ہے جو تمام انسانی کائنات پر حکمران ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دل ہی کو تمام اعضائے انسانی میں اچھائی و برائی، نیکی و بدی کا مرکز قرار دیا ہے۔ حضورِ اکرم، نورِ مجسم، سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "انسان کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہے تو سارا جسم درست ہے اور اگر وہ خراب ہے تو سارا جسم خراب، سن لو کہ وہ دل ہے۔

اے برادر! کلمہ طیبہ یعنی **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

یہ کلمہ دین اسلام کی بنیاد ہے۔ اسلام کا پہلا رکن ہے۔قلعہء اسلام میں داخل ہونے کا اجازت نامہ ہے ایک عہد ہے ایک اقرار ہے۔اس کے دو جزو ہیں۔ پہلا توحید، دوسرا رسالت۔

پہلا کلمہ شریف پڑھتے ہوئے ایک مسلمان اپنی زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرتا ہے۔ کہ اے اللہ! تو ہی میرا معبود حقیقی ہے۔ تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو ہی عبادت کے لائق ہے۔ تیرے سوا کوئی ایسی ذات نہیں جس کی عبادت کی جائے میں صرف اور صرف تیری ہی عبادت اور بندگی کروں گا۔ دوسرا نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اعتراف کرتے ہوئے اقرار کرتا ہے کہ بیشک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دوستو! لفظ ''ہیں'' سے مراد ہے کہ موجود ہیں یعنی نبی کریم ﷺ موجود ہیں۔ حاضر و ناظر ہیں، ہر جا پہ آپ ﷺ کی جلوہ نمائی ہے۔ ایک سچے مسلمان کا یہی عقیدہ ہونا چاہیے۔ جس قدر بھی بزرگانِ سلف، محققین، محدثین اور اولیاء اللہ گزرے ہیں، سب کا یہ عقیدہ تھا اور آج بھی ہے۔ میرے بعض دوست اور بھائیوں کو اس میں اختلاف ہے۔ وہ حضور سرکارِ دوعالم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے قائل نہیں۔ (اس کی بحث آئندہ صفحات میں آ رہی ہے)

ہاں تو فقیر عرض کر رہا تھا کہ کلمہ طیبہ کو بہ تصدیق قلب پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس عہد پر قائم رہے اور ثابت قدم رہے، دل سے اللہ تعالیٰ کو وَحدہٗ لاشریک تسلیم کرے کہ وہ ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ مالک ہے ہم مملوک، وہ خالق ہے ہم مخلوق، وہ رازق ہے ہم مرزوق، وہ ہمارا رب ہے ہم اس کے بندے، دوسرا یہ کہ ماسوائے خدا کے ہر مخلوق سے افضل و اکرم ذات، حضور نبی اکرم ﷺ کی ہے۔ آپ ﷺ کی نورانیت اور روحانیت ہر جگہ جلوہ نما ہے۔ آپ ﷺ مُختارِ عام ہیں۔ رب تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو کُلی اختیار ہے۔ جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔ (تشریح آئندہ صفحات میں)

اے برادر! اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی آپ ﷺ کے مثل پیدا نہیں کیا۔ حضور ﷺ کے فضائل و کمالات بے شمار ہیں۔ آپ ﷺ جیسا آج تک زمانے کی آنکھ نے نہ دیکھا ہے نہ دیکھے گی۔ رب کریم نے آپ ﷺ کو بے مثل و بے مثال پیدا فرمایا ہے کس کی مجال کہ حضور ﷺ کی صفت و ثنا کما حقہٗ بیان کر سکے، اگر ساری دنیا بھی جمع ہو کر ہر آن ہر گھڑی حضور ﷺ سے اظہار عقیدت اور ان کے فضائل و محاسن کے بیان میں مصروف رہے تو یہ صرف ان کی مدح و ستائش کے سمندر میں سے ایک قطرے کی مانند ہو گا بلکہ اس سے بھی کم، آپ ﷺ کے اوصافِ لامتناہی کا تذکرہ طاقتِ بشری سے باہر ہے۔

ہم حنفیوں کے امام الائمہ، سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؓ قصیدۃ النعمان میں فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ الْبِحَارَ مِدَادُهُمْ　　وَالشُّعْبُ اَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَاكَا

لَمْ يَقْدِرِ الثَّقَلَانِ يَجْمَعُ نَذْرَهُ　　اَبَدًا وَّمَا اسْطَاعُوْ لَهٗ اِدْرَاکَ

ترجمہ: خدا کی قسم اگر تمام دریا سیاہی ہو جائیں اور تمام درختوں کی شاخیں قلم بنا دی جائیں، دونوں جہاں کے جن اور انسان حضور ﷺ کے فضائل و کمالات کو بیان کرنا شروع کر دیں تو وہ ہرگز نہ کر سکیں گے بلکہ ادراک تک نہ کر سکیں گے۔

جن محبانِ نبی ﷺ اور عاشقانِ رسولِ عربی ﷺ نے اپنے وقت اور مقام پر اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق جو کچھ بھی ثنائے حبیبِ کبریا ﷺ کی ہے وہ دراصل آقائے دو عالم، تاجدارِ عرب و عجم، محبوبِ خدا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک جھلک ہے۔ ایک کرن ہے، ورنہ حقیقت محمدی ﷺ کو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

يَا اَبَابَكْرٍ لَمْ يَعْرِفْنِيْ حَقِيْقَةً سِوَاء رَبِّيْ

ترجمہ: اے ابوبکر! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

صفت و ثنائے حبیب اور ذکر فضائل و کمالات رسولِ مقبول ﷺ انسانی طاقت اور ہمتِ بشری سے باہر ہیں۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم　　کہ آں ذات پاک مرتبہ دانِ محمد است ﷺ

ترجمہ: غالبؔ ہم نے نبی اکرم ﷺ کی تعریف اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دی ہے کیونکہ وہی ذات پاک صحیح طور پر محمد رسول اللہ ﷺ کے مرتبہ سے واقف ہے

حقیقت میں اس گلشن عالم کی تمام بہاریں ایک سچے اور نورانی پھول کی خوشبو اور چمک دمک سے ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا محمد احمد رضا خان بریلویؒ کیا خوب فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو　　جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

اے برادر! طالبانِ مولائے کریم کے لیے ضروری ہے کہ محبوبِ خدا، حضور پرنور، سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پہ دل و جان سے قربان ہوتے رہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کا دار و مدار حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع اور محبت پر ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنز الایمان)

ایک اور مقام پر ارشاد پاک ہے۔

مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَا عَ اللّٰہ (النسا ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنز الایمان)

وہ جس کو ملے ایمان ملا ایمان تو کیا رحمٰن ملا

حقیقت تو یہ ہے کہ پیکرِ ناز و ادا، مرقعِ حسن و جمال، محبوبِ خدا ﷺ ذاتِ ستو دہ صفات کے ساتھ خدائے لم یزل کو حد درجہ پیار ہے، کتنا ناز ہے دیکھو کتنے پیارے اور ناز بھرے انداز میں اپنے محبوب کو مخاطب کیا جا رہا ہے۔ مثلاً

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ، یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ، یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِر، یَا اَیُّھَا الْمُزَمِّلُ

ترجمہ: اے (پیارے) نبی/اے (پیارے) رسول/اے (چادر) بالا پوش اوڑھنے والے، اے (کالی کملی والے) جھرمٹ مارنے والے (کنز الایمان)

ارشاد ہے۔اے میرے محبوب تیری کالی کالی زلفوں کی قسم جو تیرے چہرۂ انور پر آ کر پڑتی ہیں۔اے محبوب تیرے رخِ انور کی قسم، پیارے تیرے شہر کی قسم، ایک جگہ خود حضور ﷺ کی جان کی قسم کھائی ہے۔

لَعَمْرُکَ (سورۃ ۱۵۔۷۲)

اس میں نہایت احسان و بزرگی ہے۔اور انتہائی تعظیم ہے۔جس طرح محب اپنے محبوب کی قسم کھاتے وقت کہتا ہے پیارے تیرے سر کی قسم! تیری جان کی قسم (مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ ۱۲۶) محبت اور پیار کا ایک اور انداز بھی ملاحظہ فرمائیے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ (سورۃ ال عمران آیت ۸۰)

روز میثاق ہے اللہ کریم تمام ارواح انبیاء علیہم السلام کو ارشاد فرماتے ہیں۔ دیکھو تمہیں کتاب و حکمت اور نبوت سے نواز کر دنیا میں بھیج رہا ہوں لوگ تمہارے فرمانبردار ہوں گے۔عین ایسی حالت میں جب تمہاری نبوت کا آفتاب پوری آب و تاب سے چمک رہا ہو، میرا محبوب احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفیٰ ﷺ جلوہ گر ہو جائے تو تم فوراً معہ اپنی امت کے میرے محبوب کے اُمتی اور فرمانبردار ہو جانا اور مدد فرمانا اور اپنے دین کو فوراً اُسی وقت منسوخ کر دینا۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے اقرار کیا پھر سب کو ایک دوسرے پر گواہ بنایا اور پھر خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی ان پر شاہی گواہی ثبت فرمائی، اللہ اللہ، یہ عہد و پیمان، ایک دوسرے پر گواہ بنانا اور خود خدائے قدوس کا گواہوں میں شامل ہونا یہ سب کیا راز ہے۔ حالانکہ

رب تعالیٰ کو حضور ﷺ کا کسی نبی کی موجودگی میں بھیجنا بھی مقصود نہ تھا بلکہ اپنے محبوب کو نبی آخر الزماں، خاتم النبیین بنا کر بھیجنا منظور تھا، پھر یہ سب کچھ کیا تھا، معلوم ہوا کہ سب شانِ محبوبیت تھی جسے ظاہر کرنا مقصود تھا۔ تا کہ تمام انبیاء اللہ کے محبوب کی عظمت و رفعت کو جان لیں اور ان کے گن گائیں اور دنیا میں جا کر بھی اپنی اپنی اُمت میں اللہ کے محبوبِ پاک، صاحب لولاک ﷺ کا ذکر خیر کریں، تورات، زبور اور انجیل میں حضور کی آمد اور نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ خود قرآن پاک نے بھی اس بات کی گواہی دی ہے۔ موسیٰؑ نے اُمتی ہونے کی تمنا کی تھی۔

چوں بشانش نگاہ موسیٰؑ کرد　　اُمتی شدنش تمنا کرد

ترجمہ: جب موسیٰؑ نے آپ ﷺ کی عظمت شان پر نگاہ کی تو حضور ﷺ کا اُمتی ہونے کی تمنا کی۔ انجیل میں آپ ﷺ کی عظمت کا بیان تھا، مولانا روم فرماتے ہیں۔

بود در انجیل نام مصطفیٰ　　آں سرِ پیغمبراں بحرِ صفا

طایفہ نصرانیاں بہرِ ثواب　　چوں رسیدندے بداں نام وخطاب

بوسہ دادندے برآں نام شریف　　رونہا دندے بداں وصفِ لطیف (مثنوی مولانا روم دفتر اوّل صفحہ ۱۰۲)

ترجمہ: انجیل میں محمد ﷺ کا نام مبارک تھا۔ جو پیغمبروں کے سردار اور صفا کے سمندر ہیں۔ عیسائیوں کی ایک جماعت ثواب کے لیے جب اس نام اور خطاب پر پہنچتے اس متبرک نام کو بوسہ دیتے۔ اس پاک تعریف پر منہ رکھ دیتے یعنی چومتے۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ نے محبوبِ خدا کی تشریف آوری کی ان الفاظ میں بشارت دی ہے۔

وَمُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَد (الصّف ۶)

ترجمہ: اور اُس رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔ (کنز الایمان)

اے برادر! حضور ﷺ کی شان، عظمت و رفعت اور بلندیِ مقام کو بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

بیاں ہو کس سے کمال محمد ﷺ عربی　　ہے بے مثل جمال محمد ﷺ عربی

آپ قاسم کائنات ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام کائنات کی ڈور آپ ﷺ کے مقدس ہاتھ میں دی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کے درِ اقدس پر جو بھی آتا ہے۔ اپنی جھولی اور دامنِ مراد کو گوہر مقصود سے بھر کر لے جاتا ہے۔ خالی کبھی نہیں لوٹا دربارِ رسالت کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ حدیثِ پاک میں ارشادِ رسول ﷺ ہے۔

وَاللہُ یُعْطِیْ وَاَنَاقَاسِمٌ　(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا محمد احمد رضا خان بریلویؒ نے کیا خوب ترجمہ کیا ہے۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق ہے اس کا کھلاتے یہ ہیں

اس کی بخشش ان کا صدقہ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

مذکورہ بالا مختصر سی حدیث میں حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں قاسم ہوں، اس میں تقسیم کی کوئی قید نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر چیز کی تقسیم حضور ﷺ کے سپرد ہے۔ مانگنے والا جب چاہے جس وقت چاہے جو چاہے اور جس قدر چاہے مانگے، ملے گا۔

وہ خالقِ کل، یہ مالکِ کل ہر چیز ہے ان کے قبضہ میں ہے شاہی دونوں عالم میں سلطان مدینے والے کی

(مصنف)

خالقِ کل نے آپ ﷺ کو مالکِ کُل بنا دیا دونوں جہاں ہیں آپ ﷺ کے قبضہ و اختیار میں

(احمد رضا بریلوی)

ربیعہ بن کعبؓ سے روایت ہے کہ ایک شب میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں وضو کے لیے پانی پیش کیا حضور ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا:

عَنْ رَ بِیْعَه بِنْ کَعْبِ اَ سلِمیُ قَالَ کُنْتُ بَیْتُ مَعَ رَسُوْ لِ الله ﷺ فَاَتَیْتُه بِوَضُو ئِه وَ حَا جَتِه فَقَا لَ لِیُ سَلُ قَالَ فَقُلْتُ اَسْئَلُکَ فِیْ الْجَنَّةِ فَقَال اَوَ غَیْرَ ذَ لِکَ قُلْتُ هُوْذَاکَ (صحیح مسلم)

ترجمہ: سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمیؓ سے مروی ہے۔ فرمایا میں حضور پُر نور ﷺ کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لیے آبِ وضو وغیرہ ضروریات لایا۔ ارشاد فرمایا "مانگ کیا مانگتا ہے" کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی، میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا کچھ اور، عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے۔

یہ حدیث پاک رسالہ خدام الدین "جو کہ مولانا احمد علی لاہوری کی یاد میں شائع ہوتا ہے"

۱۹ جنوری ۱۹۶۸ کے شمارہ میں صفحہ نمبر ۸ پر نقل کی گئی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے خوش ہو کر (ربیعہ سے) فرمایا مانگ! کیا مانگتا ہے۔ فرماتے ہیں یہاں یہ شرط نہ تھی کہ فلاں چیز مانگو اور فلاں نہ مانگو۔ پھر مانگنے والے نے کیا مانگا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا "کچھ اور" میں نے عرض کیا! بس یہی ایک تمنا ہے۔ آپ ﷺ نے

فرمایا کہ پھر نوافل کثرت کے ساتھ پڑھتے رہا کرو۔

گویا یہ درخواست تو تمہاری پوری ہوگی کچھ اور بھی تمنا ہے تو بتاؤ عطا کریں گے اس لیے کہ لفظ کچھ اور، اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ جو مانگو گے ملے گا۔ ظاہر ہے کہ اتنا بڑا دعویٰ وہی کر سکتا ہے جو سب کچھ کا مالک و مختار ہو۔ یہاں اشعتہ المعات میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کسی مخصوص چیز کے مانگنے کو نہیں فرمایا بلکہ فرمایا جو چاہو وہ مانگو، یہاں عموم ہے۔ ثابت ہوا کہ کارخانہ عالم کی باگ ڈور سرکارِ دوعالم ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ گناہ ومعصیت میں گھرے ہوئے لوگوں کو قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُو ا اَنْفُسَھُمْ جَآءُ وکَ فَاسْتَغْفَرُ اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّ سُو لُ لَوَجَدُ واللّٰہَ تَوَّاباً رَّحِیْماً

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ (کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ یہی وہ بارگاہ ہے۔ جہاں سب کی بگڑی بنتی ہے۔ اور مشکلیں حل ہوتی ہیں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا محمد احمد رضا خان بریلویؒ فرماتے ہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر　　جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اے برادر! اللہ تبارک وتعالیٰ کو کسی نے نہیں دیکھا لیکن حضور ﷺ کے جمالِ پرانوار کی بدولت ہیں وہ پہچانا جاتا ہے حضور ﷺ بہترین مخلوق ہیں۔ امام الانبیاء ہیں، مظہرِ نورِ خالقِ حقیقی ہیں۔ اولیت کا سہرا بھی آپ ﷺ ہی کے سر ہے۔ رب تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے آپ ﷺ کے نور مبارک کو پیدا فرمایا۔ پھر آپ ﷺ کے نور سے تمام کائنات معرضِ وجود میں آئی۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

یَاجَابِرُ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرِ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ

ترجمہ: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اس حدیث پاک کے ضمن میں مولانا اشرف علی تھانوی اپنی تصنیف ''نشر الطیب'' پہلی فصل کی پہلی روایت صفحہ نمبر ۶ پر بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں مجھے خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نورِ الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا

اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا۔ (نشر الطیب۔ صفحہ نمبر ۶)

نہ بحر و بر تھے نہ شجر و حجر تھے نہ سدرہ کی بلندیاں تھیں نہ سمندر کی گہرائیاں تھیں۔ چاند تاروں کی جھلملاہٹ نہ ہواؤں میں سرسراہٹ تھی۔ نہ دُعا تھی نہ دوا تھی، نہ نباتات تھے نہ جمادات۔ الغرض سوائے وحدہ لاشریک کی ذات کے کچھ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''میں ایک مخفی خزانہ تھا جب مجھے منظور ہوا کہ میں پہچانا جاؤں (میں اپنے آپ کو ظاہر کروں) تو میں نے اپنے نور سے اپنے محبوب ﷺ کا نور پیدا فرمایا'' حدیث قدسی

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔ ایک حصہ سے قلم پیدا کیا دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے (نشر الطیب صفحہ ۷)

حدیث قدسی ہے کہ ظاہراً نور محمدی سے عبارت ہے اور حقیقت روح اکثر محققین کے قول پر مادہ سے مجرد ہے۔ اور مجرد کا مادیات کے لیے مادہ ہونا ممکن نہیں۔ پس ظاہراً اس نور کے فیض سے کوئی مادہ بنایا گیا ہے۔ مادہ کے چار حصے کیے گئے اور اس مادہ سے پھر کسی جزو کا بننا اس طرح ممکن ہے کہ وہ مادہ اس کا جزو نہ ہو بلکہ کسی طریق محض اس کا سبب خارج عن الذات ہو۔

حدیث قدسی ہے ''اے میرے نبی ﷺ اگر ہم تمہیں پیدا نہ کرتے تو ہم کسی بھی شے کو پیدا نہ فرماتے''

حقیقت تو یہ ہے کہ حق کی صفات کا ادراک اور عرفان اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک حضور ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ پوری طرح نسبت اور محبت نہ ہو جائے حضور پاک کا ارشاد گرامی ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

ترجمہ: تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک تم مجھے اپنی اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز اور محبوب نہ کرلو۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی محبت اور اطاعت کے بغیر نہ تو ہم خدا کو راضی کر سکتے ہیں اور نہ کوئی عبادت قبول ہوسکتی ہے۔ ایمان کی پہچان اور اس کے کامل ہونے کے لیے پہلی اور لازمی خصوصیت یہی ہے کہ حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ سچے اور صاف دل کے ساتھ محبت کی جائے اور خلوصِ نیت کے ساتھ ان کی اطاعت کی جائے پیارے! محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو عاشق کو مجبور کرتا ہے کہ وہ محبوب کی ہر ادا پر قربان ہو جائے۔ عاشق کی آنکھ محبوب کے نقص تلاش نہیں کرتی اور زبان عیب بیان نہیں کرتی بلکہ عاشق کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ہر لمحہ اور ہر گھڑی اس کے محبوب کی یاد اور عظمت و

ثنا کے بیان میں گذر جائے۔

رسالہ خدام الدین لاہور کے شمارہ بابت ۱۷اپریل ۱۹۶۴ کے صفحہ نمبر ۱۳ پر محبت کی بڑی خوبصورت تشریح کی گئی ہے۔

محبت کی دنیا میں عقل کے فیصلے معتبر نہیں ہوتے یہاں دل کی حکمرانی ہوتی ہے۔ دل کے مفتی نے اقلیمِ محبت میں کبھی غلط فتویٰ نہیں دیا یہ ہمیشہ صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ عقل والہانہ انداز سے اطاعت کے لیے کبھی نہیں دوڑ سکتی اس کی خواہش تو یہی ہوتی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اسے پوجا جائے محبت کا اضطراب ایک نعمت ہے۔ عقل سے سکون حاصل نہیں ہوتا۔ عقل تو خود مضطرب ہے۔ عقل جتنی بڑھتی جاتی ہے۔ اضطراب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور محبت جب معراج کمال حاصل کر لیتی ہے تو تسکین روح کا سامان بن جاتی ہے۔ محبت بے سروسامان ہونے کے باوجود بھی مطمئن ہوتی ہے اور عقل ساز وسامان کی فراوانی کے باوجود سکون کی دولت سے محروم رہتی ہے۔ محبت کی فطرت میں یہ ہے کہ وہ محبوب کی بارگاہ میں سب کچھ نثار کر دینا چاہتی ہے۔ ایثار وقربانی کا ظہور ہی اس وقت ہوتا ہے۔ جب محبت کو عروج نصیب ہوتا ہے۔ قربانی مال کی ہو یا جان کی اس اعتبار سے قربانی دے گی، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان محبت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے بعد اپنی بڑی سے بڑی قربانی کو بھی بے حقیقت سمجھنے لگتا ہے۔ یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب محبت صدیق بنتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی رگوں میں محبت موجزن نہ ہوتی تو دنیا کو وہ حیرت انگیز مظاہر دیکھنے کیسے نصیب ہوتے جن کی یاد دلوں میں ایک نئی زندگی پیدا کر دیتی ہے۔ ان کو حضور کی ذات سے یہ عشق نہ ہوتا تو وہ دل و جان سے کبھی آپ ﷺ پر فریفتہ نہ ہوتے۔ عقل کسی سے تعلق قائم رکھنے میں ذرا سا خسارہ بھی دیکھ لے تو دامن کھینچ لیتی ہے۔ لیکن محبت کی یہ فطرت نہیں ہوتی وہ سود وزیاں سے بے نیاز ہوتی ہے۔ محبت کی دنیا کے انداز ہی نرالے ہوتے ہیں۔ عقل کی ایک دلیل کو دوسری دلیل سے توڑا جا سکتا ہے۔ لیکن محبت کی مستی اور سرشاری سے مغلوب ہو کر جو وضع قائم کر لی جائے وہ ہزار دلیل سے بھی نہیں توڑی جا سکتی۔ دل جب محبت کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے تو اس کے پیش نظر آسانیاں نہیں ہوتیں، مصائب و ابتلا کے طوفان محبت کی آتش شوق کو اور ہوا دیتے ہیں اور جذبات کو ابھارتے ہیں۔ محبت ایک خالص روحانی کیفیت ہے۔ اس لیے وہ مادی رکاوٹوں کو برداشت نہیں کرتی، راستہ خواہ کیسا ہی کٹھن ہو محبت ہمت نہیں ہارتی، جذبہء فدائیت ایک فطری چیز ہے۔ محبت کا فیضان ہے محبت کے بغیر اسے کیسے سمجھا اور سمجھایا جا سکتا ہے۔

شمع کے سامنے جل کر خاک ہو جانا پروانے کے عشق کی معراج ہے۔ مسلسل تڑپنے، رقص کرنے اور جان دینے میں اس کو جو مزا آتا ہے انسانی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے ذریعے اسکو دوسروں کے ذہن نشین نہیں کیا جا سکتا اور نہ اسکی کیفیت سمجھ میں آ سکتی ہے محبت کی حقیقت سے آگاہی تو اس میں مبتلا ہونے کے بعد ہوتی ہے۔ محبت کی لذتیں اور

کیفیتیں تو ان خاصانِ بارگاہ کو نصیب ہوتی ہیں۔جنہیں قدرت نے عشق کی دولت سے نوازا ہوتا ہے۔عشق نہ ہو تو ایثار مشکل ہو جاتا ہے۔عشق ہو تو جان دینا بھی آسان ہوتا ہے۔عشق خواہ صدقِ خلیل کی صورت میں ہو یا صبرِ حسین کی صورت میں، تمام نقصانات کو برضا و رغبت برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔نہ آتش نمرود اسکی حرارت کو چھین سکتی ہے اور نہ ہی یزید کی شقاوت اس کے عزم کو متزلزل کر سکتی ہے۔سہولتیں دونوں جگہ میسر ہو سکتی تھیں۔امتحان خلیلؑ کے وقت بھی اور امتحان حسینؓ کے وقت بھی لیکن عشق نے کسی سہولت کو قبول نہ کیا۔مولانا ذکریا صاحب تبلیغی نصاب میں فضائل تبلیغ کے سلسلہ میں صفحہ ۲۹ سطر ۲۱ پر ابوداؤد کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں۔''عاشق ہمیشہ معشوق کا تابعدار ہوتا ہے''

نشر الطیب میں مولانا تھانوی صفحہ ۳۰۵ پر رقمطراز ہیں''سن رکھ اے عاشقِ مصطفیٰ ﷺ کے تو عشق میں خوب ترقی کر اور اپنی زبان کو خوشبوئے ذکر نبوی سے خوب معطر کر اور اہلِ بطالت کی کچھ پرواہ مت کر، کیونکہ علامت حبِ الٰہی کی اسکے حبیب کی محبت ہے۔صفحہ ۲۸۹ پر مزید فرماتے ہیں''آپ کے نام کی قربِ مقام کی، کلام کی، احکام کی، سب کی تعظیم واجب ہے۔اس لیے محبت کے لیے ادب بہت ضروری ہے۔رحمتِ کائنات کے مصنف مولانا زاہد الحسینی فرماتے ہیں''رسول کریم ﷺ کی تعظیم بجالانا ہر مسلمان پر فرض ہے''رحمت کائنات صفحہ نمبر ۳۰۔

مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضور آقائے دو عالم روحِ دو عالم، جانِ دو عالم اور ایمانِ دو عالم ﷺ کی الفت و محبت، ادب و احترام اور عقیدت کامل کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے　　اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(علامہ اقبال)

حاظر و ناظر

اے برادر! اہل ایمان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں اور ہر جگہ حضور کی جلوہ نمائی ہے۔بعض حضرات کو اس پر اعتراض ہے۔پیارے! اگر تعصب کو چھوڑ کر عقیدت و محبت کی نگاہ سے غور فرمائیں تو ان حضرات کو کھلی حقیقت واضح نظر آئے گی۔ہم ہر روز کلمہ شریف پڑھتے ہیں جسے کلمہ طیبہ بھی کہتے ہیں۔اس میں ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور سرکارِ دو عالم احمد مجتبےٰ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دوستو! جب ہم لفظ ''ہیں'' پرغور کرتے ہیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ موجو ہیں کیونکہ ''ہیں'' سے مراد موجود ہونا ہے۔ لفظ ''ہیں'' سے انکار نہیں تو اس بات کو بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ لفظ ''ہیں'' حاضر اور موجودگی پر دلالت کرتا ہے۔ ماضی میں بھی ہیں، حال میں بھی ہیں اور مستقبل میں بھی ہیں۔

اے برادر! ذرا خیال کر کہ ہمارے آقا و مولا حضور سرکارِ دو عالم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آیا ہے اور نہ آئے گا، آپ ﷺ جب تشریف لائے تو سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں اور کتابیں منسوخ ہو گئیں۔ آپ ﷺ کی نبوت اور آپ ﷺ پر اتری ہوئی آسمانی کتاب (قرآن مجید) قیامت تک باقی رہے گی۔ یہ کیسے ممکن ہو کہ نبوت تو قائم رہے اور صاحب نبوت نہ ہو۔ کتاب موجود رہے اور صاحب کتاب موجود نہ ہو۔

اے برادر! سورۃ کہف میں ارشاد خداوندی ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ

(الکھف ۲۸ پارہ نمبر ۱۵)

ترجمہ: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوا کی جو لوگ خالص اللہ کی رضا کے لیے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے لیے خداوند کریم کی طرف سے حضور نبی کریم ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا اور ان پر خالص توجہ دینا ثابت ہے۔ ایک لمحہ کے لیے بھی آپ ﷺ کی توجہ ان سے دور نہیں وہ ذکر کرنے والے لوگ کہیں بھی اور کسی بھی جگہ کیوں نہ ہوں۔

ارشاد باری ہے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَه

(الانعام ۵۲ پارہ نمبر ۷)

ترجمہ: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے ہیں۔ (کنز الایمان)

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا **(النجم ۲۹ پارہ نمبر ۲۷)**

ترجمہ: تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا۔ (کنز الایمان)

وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُه **(العمران ۱۰۱)**

ترجمہ: اور تم کفر کیسے کر سکتے ہو حالانکہ تم کو اللہ تعالیٰ کے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ اور تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں۔ (اشرف علی تھانوی)

(۲):اور تم کیونکر کفر کرو گے تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اسکا رسول تشریف فرما ہے۔(کنزالایمان)
مولانا تھانوی نے تفسیری حاشیہ پر ''فائدہ'' کے تحت یہ بھی درج کیا ہے ''قرآن مجید تا حیات موجود، حیات النبی ثابت''
ہمارا نفاق و جدال کیسا تعجب انگیز و مقلب بکفر ہے۔

اے برادر! جمہور اہلسنت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حیات ہیں۔ حاضر و ناظر ہیں۔ ہر جگہ آپ ﷺ کی جلوہ نمائی ہے۔ پیارے ! ہمارے نبی پاک ﷺ تمام کائنات کے نبی ہیں۔ جمادات کے نبی ہیں، حیوانات کے نبی ہیں، بحر و بر کے نبی ہیں، شجر و حجر کے نبی ہیں، سدرہ کی بلندیوں کے نبی ہیں، سمندروں کی گہرائیوں کے نبی ہیں، ہمارے نبی ہواؤں کے نبی ہیں، فضاؤں کے نبی ہیں۔ ہمارے نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے بھی نبی ہیں۔
آپ ﷺ رحمۃ للعٰلمین ہیں۔

ماسوائے اللہ کے کائنات کے ذرہ ذرہ پر آپ ﷺ کی رحمت ہے۔آپ ﷺ موجود ہیں تو آپ ﷺ کی رحمت بھی موجود ہے۔ اگر آپ ﷺ ہی موجود نہ ہوں تو آپ ﷺ کی رحمت کہاں ہو گی یہ کائنات تو بنی ہی آپ ﷺ کے لیے ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے اور کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ کائنات تو موجود ہو اور جس کے لیے بنائی گئی ہو وہ موجود نہ ہو۔

پیارے! اس کائنات ارضی و سماوی سے ہمارے نبی کریم تاجدارِ عرب و عجم ﷺ کا رابطہ اور تعلق ایک لمحہ کے لیے بھی منقطع ہو جائے تو اس دنیائے موجودات کا سارا نظام ہی درہم برہم ہو کر رہ جائے ،آپ ﷺ موجود ہیں تو یہ سب کچھ موجود ہے۔ جب آپ ﷺ نہ تھے تو کچھ نہ تھا، ایک ذاتِ باری موجود تھی۔ اگر سچ پوچھیں تو اصل کائنات حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی ہے۔آپ ﷺ ہی کا جاننا، پہچاننا، سب کچھ جاننا ہے، یہی عین ایمان ہے۔

پیارے! درخت کی جسقدر بھی شاخیں، پتے اور پھل ہیں ان میں جو تر و تازگی ہے وہ اس درخت کی جڑوں (اصل) کی وجہ سے ہے جڑیں زندہ ہیں تو جڑوں کا تعلق تمام شاخوں، پتوں، پھل اور پھولوں سے ہے۔ اگر جڑیں خشک ہو جائیں، ختم ہو جائیں تو پھر اس درخت کی شاخیں پتے، پھل اور پھول سب ہی مرجھا جائیں گے۔

اس کائنات کے ذرے ذرے میں حضور نبی کریم ﷺ کا نور موجود ہے اور اس نورِ محمدی کی چمک دمک اس وقت تک ہے جب تک حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ موجود ہے۔ اگر اس کائنات سے حضور ﷺ کا تعلق نہ رہے تو پھر، پیارے! یہ کائنات کیسے باقی رہے گی، حضور ﷺ کی ذاتِ مقدسہ موجود ہے، پیارے روشنی اس وقت تک رہتی ہے جب تک سورج چاند یا گھروں میں بلب، لیمپ موجود ہوں، اگر یہ نہ ہوں تو تاریکی ہی تاریکی ہے۔حضور نبی کریم ﷺ

موجود ہیں تو یہ کائنات بھی روشن ہے، ارشاد خداوندی ہے:

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط (التوبہ ۱۰۵)

ترجمہ: اور تم فرماؤ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان (کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں جہاں حاضر و ناظر کا ذکر ہے وہاں مراتب کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بعد ازاں محبوب خدا حضور رسولِ مقبول ﷺ پھر وہ جو اللہ کے پیارے بندے اور مومن ہیں یعنی اولیائے اکرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِم (الحزاب ۰۶)

ترجمہ: نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ (کنزالایمان)

رسالہ خدام الدین بابت مارچ ۱۹۴۸ میں مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ یوں درج ہے ''رسول اللہ ﷺ مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیو بند نے اس آیت کا مطلب ''تحذیر الناس'' کے صفحہ ۱۷ پر یوں کیا ہے ''صورت اس کی یہ ہے کہ

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِم

بعد لحاظ صلہ من انفسھم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہوا۔

ہم جانتے ہیں کہ ہماری جان ہم سے قریب تر ہے لیکن بفرمان الٰہی بمطابق بیان مولانا نانوتوی حضور ﷺ ہماری جانوں سے بھی قریب ہیں۔ جو اقرب ہو۔ کیا وہ حاضر و ناظر اور موجود نہ ہوگا؟

اے برادر! یوں تو قرآن پاک میں اور بھی بہت سی آیات حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات اور حاضر و ناظر کے متعلق موجود ہیں لیکن طوالت یا تفصیل سے گریز کرتے ہوئے فقیر اسی پر اکتفا کرتا ہے۔

اب اسی موضوع پر چند احادیث بھی ملاحظہ فرما لیجئے اور خود ہی فیصلہ فرما لیجئے کہ حقیقت کیا ہے۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهٗ. (صحیح بخاری، مسلم شریف)

ترجمہ: میں ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوں جس نے قرضہ چھوڑا، تو لازم ہے مجھ پر کہ میں ادا کروں۔

اس حدیث پاک میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اپنے حاضر و ناظر ہونے کے بارے میں خوب حل فرمایا ہے۔ اگر آپ مومن ہیں تو حضور ﷺ کا حاضر و ناظر جاننا اور سمجھنا آپ کے لیے ضروری ہے۔ اس لیے ''**لِکُلِّ مُؤْمِنٍ**'' کی قید ہے۔ اور آپ ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا ''جو شخص مجھے خواب میں دیکھے گا وہ مجھے جلد ہی جاگتے میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری شکل نہیں بن سکتا

(صحیح بخاری، مسلم شریف)

احادیث کے بعد اکابرین اُمت کے اقوال و نظریات بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ہمارے مسلک کے امام، امام اعظم، ابو حنیفہؒ قصیدۃ النعمان شعر نمبر ۴۵ میں فرماتے ہیں:

وَاِذْ سَمِعْتُ فَعَنْکَ قَوْلًا طَیِّبًا   وَ اِذَنَظَرْتُ فَمَا اَرٰی اِلَّا کَا

ترجمہ: جب میں کوئی بات سنتا ہوں تو یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی کی طرف سے کلام مبارک سنتا ہوں اور جب میں دیکھتا ہوں تو آپ کے سوا مجھے کچھ اور نظر نہیں آتا۔

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ''حضور انور ﷺ نے یقیناً موت کا مزا چکھا اور رحلت فرما گئے لیکن بعد از اں حق تعالیٰ نے آپ کو زندہ فرما دیا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ کہ خدا کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم ہوں کہ وہ مجھے چالیس دن سے زیادہ قبر میں رکھے۔ نیز حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہ السلام کے جسموں کو کھائے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ حیات جسمانی، دنیاوی اور اس بدنی حیات کے ساتھ زندہ ہیں جو آپ ﷺ رکھتے تھے۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۵۸) ابن ماجہ کی مکمل حدیث آئی ہے)

اس طرح راحت القلوب یعنی جذب القلوب (تاریخ مدینہ) میں حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ صفحہ نمبر ۲۱۳ پر لکھتے ہیں غایت المرام میں شہرستانی امام الحرمین سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ زندہ ہیں۔ اور جو لوگ آپ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں آپ ﷺ اس کو خود سنتے ہیں اور شفاء السقام میں حضرت بسکیؒ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی موت دائمی نہیں ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ذائقہ موت کے بعد زندہ فرما دیا اور ملکیت کا انتقال وغیرہ اس موت کے ساتھ مشروط ہے۔ جو دائمی ہو اور یہ حیات شہداء کی حیات سے اعلیٰ اور اکمل ہے۔

اس کتاب ''راحت القلوب'' کے صفحہ نمبر ۲۱۲ پر حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ کتاب الاعتقاد میں امام

بیہقی فرماتے ہین کہ انبیاء علیہ السلام کی ارواح قبض کرنے کے بعد ان پر واپس کردی جاتی ہیں اور یہ سب خدا کے نزدیک شہداء کے مثل زندہ ہیں اس کتاب الاعتقاد میں امام بیہقی کہتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام کی ارواح قبض کرنے کے بعد ان پر واپس کردی جاتی ہیں۔ اسی طرح آگے چل کر اس کتاب راحت القلوب کے صفحہ نمبر ۲۱۷ پر فرماتے ہیں کہ '' آنحضرت ﷺ کے فضائل میں آیا ہے کہ کوئی ایسا پیغمبر نہیں ہے جس کو تین دن کے بعد قبر سے نہ اُٹھا لیتے ہوں سوائے میرے کہ میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ میں قیامت کے دن تک اپنی اُمت ہی میں رہوں گا۔ تا کہ یہ لوگ بحکمِ باری تعالیٰ:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط (انفال ۳۳)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(نزول بلا سے محفوظ رہیں)۔

مولانا اشرف علی تھانوی تو عالم بیداری میں غیر مومن کا حضور ﷺ کو دیکھنا تسلیم کرتے ہیں فرماتے ہیں '' خواب کیا چیز ہے حضور ﷺ کو تو غیر مومن لوگوں نے بیداری میں دیکھا ہے مگر کیا ہوا بعضے اشد کافر رہے تو خواب ہی میں دیکھ کر کون سا قرب بڑھ سکتا ہے۔ یا کون سی قرآن کی دلیل ہے۔ ایک صاحب کے اس سوال پر کیا کافر بھی حضور ﷺ کو خواب میں دیکھ سکتا ہے؟ جواباً فرمایا '' کہ جب بیداری میں اسکا دیکھنا ممکن ہے تو خواب میں کیا امتناع ہے۔ (الافاضات الیومیہ جلد پنجم صفحہ ۵۱) اے برادر! اور سنیئے مولانا زاہد الحسینی (دیوبندی) لکھتے ہیں '' جب کہ نبی علیہ السلام پر موت طاری ہوگی اس اس موت سے بھی نبوت پر اثر نہ پڑے گا بلکہ وہ اب بھی اسی طرح نبی ہیں جس طرح جہان میں نبی تھا جیسا کہ نیند کے وقت بھی نبی رہتا ہے۔ موت کو بھی نیند کا بھائی کہا گیا ہے۔ (رحمت کائنات صفحہ ۱۰۸)

یعنی جس طرح نبی علیہ السلام کی نیند اور عام انسانوں کی نیند بظاہر ایک جیسی ہے مگر عام لوگوں کا نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر انبیاء علیہ السلام پر نیند اثر انداز نہیں ہوتی، اس لیے وہ نیند کے بعد وضو کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، اسی طرح عام انسانوں اور انبیاء علیہ السلام پر موت آجاتی ہے موت سے عام انسانوں کے تمام کمالات سلب ہوتے ہیں لیکن نبی اسی طرح نبی رہتا ہے، موت کی وجہ سے انبیاء کرام کی نبوت معزول سمجھ لینا غلط فہمی ہے، اگر موت کی وجہ سے نبوت (معاذ اللہ) دور ہو جاتی تو اب ہم کلمہ طیبہ میں جو اقرارِ رسالت کر رہے ہیں یہ عقیدہ نہ ہوتا بلکہ ایک گزشتہ بات کی خبر ہوتی یعنی آج بھی '' محمد رسول اللہ '' کے معنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں نہ ہوتا بلکہ محمد ﷺ، اللہ کے رسول تھے (نعوذ باللہ)۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ شریعت اور اُمت موجود رہے اور نبی غیر موجود۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے حبیبِ اکرم، نورِ

مجسم،فخرِ دوعالم ﷺ کے صدقہ اور وسیلہء جلیلہ سے مسلمانوں کو ایسے عقیدہ سے محفوظ رکھے (آمین) ثم آمین بحرمت خاتم النبین ﷺ۔

یہی مصنف مزید لکھتے ہیں ''صحیح مذہب یہ ہے کہ انبیاء کرام زندہ ہیں حقیقی دنیاوی زندگی کے ساتھ'' رحمت کائنات صفحہ ۱۳۲ علماء کرام کی کافی تعداد سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے عالم بیداری میں شرف زیارت حاصل کیا اور آپ ﷺ سے ان امور کے متعلق دریافت فرمایا جو ان کے نزدیک قابل غور تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان کی رہنمائی فرمائی جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا درست نکلا۔ (رحمت کائنات صفحہ نمبر ۱۴۱)

شیخ ابوالعباس فرماتے ہیں ''اگر ایک چشم زدن کے لیے میرے آنکھوں کے سامنے سے رسول اللہ ﷺ کا جمالِ جہان آرا اوجھل ہو جائے تو میں اپنے آپ کو اہل اسلام میں شمار نہ کروں گا اور یہ دوامی مشاہدہ حضوری پر محمول ہے۔
(مدارج النبوت جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۲۶)

مولانا حسین احمد مدنی نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی حیات نہ صرف روحانی ہے بلکہ جو عام مومنوں کی ہے۔ یعنی جسمانی بھی ہے اور حیات دینوی بھی بلکہ بہت سی وجہ کی بنا پر اس سے قوی تر ہے۔ (رحمت کائنات ۱۴۳)

علامہ انور شاہ صاحب فرماتے ہیں ''آنحضرت ﷺ کی روح مبارک اپنے شاہی بدن کے ساتھ رونما ہوا کرتی ہے اور یہ زیارت بیداری میں بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ نیند میں ہوتی ہے۔ اور میرے نزدیک آپ ﷺ کا بیداری میں دیکھنا ہوسکتا ہے جس کے نصیب میں اللہ کریم کر دیں۔ جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ آپ نے بائیس مرتبہ حضور ﷺ کو دیکھا (بیداری میں) اور آپ سے چند احادیث کے بارے میں پوچھا اور حضور ﷺ نے ان کی تصحیح بھی فرمائی۔

اسی طرح امام عبدالوہاب شعرانی نے بھی لکھا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی زیارت کی اور آپ کے سامنے بخاری شریف پڑھی۔ آپ کے ساتھ آٹھ ساتھی بھی تھے جن کے نام تک امام شعرانی نے بتائے ہیں ان آٹھ دوستوں میں سے ایک حنفی بھی تھا، امام شعرانی نے وہ دُعا بھی تحریر فرمائی جو بخاری شریف کے ختم پر تھی۔ بس آپ کا جاگتے ہوئے دیکھ لینا ثابت ہے۔ اس کا انکار کرنا نادانی ہے۔ صحیح مسلم میں ایک روایت میں تصریح موجود ہے کہ مجھ کو بیداری میں بھی دیکھ لے گا۔ (رحمت کائنات ۱۴۳)

رحمتِ کائنات کے مصنف نے صفحہ نمبر ۱۷۳ پر مولانا قاسم نانوتوی صاحب کا عقیدہ بھی نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں انبیاء کرام کو انہی اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان گوہر

فشاں سے صحابہ کرام کوفرمایا کہ اللہ کا نبی زندہ ہی رہتا ہے یہ بات تمام صحابہ کرام تک پہنچ گئی اور سب صحابہ کرام کا اسی پر اتفاق ہوگیا۔(رحمت کائنات صفحہ ۲۵)

رسالہ خدام الدین ۱۹۶۸ صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں کہ ''حضور اکرم ﷺ کے بھی اس قسم کے واقعات ہیں کہ بغیر نوم کے بھی اللہ والوں کو آپ کی ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔

مولانا احمد علی لاہوری کا حاضر و ناظر ہونا

رسالہ خدام الدین ۱۴ اگست ۱۹۴۶ صفحہ آٹھ پر تحریر ہے کہ ''ایک دفعہ حج میں گرمی کی وجہ سے میدان عرفات میں کثرت سے اموات واقع ہوئیں۔ والدہ مرحومہ نے جب یہ اخباری خبر سنی تو انہیں مولانا حبیب اللہ کی سخت فکر لاحق ہوئی اتنی زیادہ کہ کھانے پینے اور آرام وغیرہ کو ترک کر دیا لیکن حضرت پورے طور پر مطمئن تھے۔ ہماری والدہ نے ایک روز عشاء کی نماز کے بعد جو آئے تو ان سے کہا کہ مجھے اتنی پریشانی ہے اور آپ آرام کرتے کھاتے پیتے اور بڑے مطمئن نظر آتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا ہمیں اللہ نے اطمینان بخشا ہے کیوں نہ آرام کریں اور کھائیں پیئیں۔ والدہ نے کہا کہ مجھے بھی مطمئن کریں اور میرے رنج و غم کو کم کریں۔ حضرت نے فرمایا کس طرح تمہیں اطمینان ہوسکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جوابی تار بھی دیا ہے۔ اس کا ابھی تک کوئی جواب نہیں اور مجھے تو فکر ہونی ہی چاہیے کم از کم مجھے یہ تو پتہ چلے کہ وہ زندہ ہے یا نہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ الحمد اللہ زندہ ہے انہوں نے پوچھا کہ اس وقت کیا کر رہا ہے حضرت نے فرمایا اس وقت آرام کر رہا ہے اور اسی طرح دوسرے دن عشاء کی نماز کے بعد والدہ نے پوچھا کہ کیا کر رہا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ اس وقت فلاں کام میں مصروف ہے۔ علی ہذا القیاس اکثر و بیشتر پوچھتی رہتیں۔ حضرت انہیں فرماتے رہتے۔ ڈھائی تین ماہ بعد جب عمرے پر جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے دن اور تاریخیں نوٹ کی ہوئی تھیں اور ان سے یہ بتلائے بغیر ان دنوں کے مشاغل وغیرہ معلوم کیئے کہ وہ سب باتیں اسی طرح ٹھیک نکلیں جس طرح حضرت نے فرمائی تھیں بعد میں ہم نے ان کو بتایا کہ یہ صورت حال پیش آئی اور اس میں حضرت نے فلاں فلاں دن یہ بتلائی تھی جس کی آپ کی زبان سے تصدیق ہوگئی ہے۔

مولانا ذکریا صاحب سہارن پوری اپنے تبلیغی نصاب فضائل درود شریف صفحہ نمبر ۱۴۰، ۱۴۱ پر فرماتے ہیں:

حافظ ابونعیم، حضرت سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ باہر جارہا تھا۔ میں نے ایک جوان کو

دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے۔ یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ میں نے اس سے پوچھا کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے۔ یا محض اپنی رائے سے، اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا سفیان ثوریؒ اس نے کہا کیا عراق والے سفیان؟ میں نے کہا ہاں، کہنے لگا تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے میں نے کہا ہاں ہے۔ اس نے پوچھا کس طرح معرفت حاصل ہے۔ میں نے کہا اللہ رات سے دن نکالتا ہے دن سے رات نکالتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے اس نے کہا، کہ کچھ نہیں پہچانا، میں نے کہا پھر تو کس طرح پہچانتا ہے۔ اس نے کہا کہ کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں پھر اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے۔ اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کر سکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے۔ جو میرے کاموں کو انجام دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ تیرا درود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہوگیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا ہاتھ مبارک میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا، انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اُٹھایا کرے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھا کر　(تبلیغی نصاب فضائل درود شریف صفحہ نمبر ۱۴۰، ۱۴۱)

جناب رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ جب مرض موت میں مبتلا تھے تو بتقاضائے بشریت فرمایا۔ بچوں کی صغرسنی کا تردد تھا۔ اسی وقت جناب رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تو کیوں فکر کرتا ہے جیسی تیری اولاد ویسی میری اولاد، پھر آپ کو اطمینان ہوگیا، مولانا نے فرمایا کہ شاہ صاحب کی اولاد عالم ہوئی۔

(حکایت اولیا، صفحہ نمبر ۱۸)

مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے فرمایا کہ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ اور اپنی ردا مبارک میں مجھے ڈھانپ کر کبھی مجھ اندر لاتے ہیں۔ کبھی باہر لے جاتے ہیں۔ سوتے اور جاگتے اکثر اوقات یہی منظر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ کہ حضور ردائے مبارک میں لیے رہتے ہیں اور الگ کرنا نہیں چاہتے۔

(حکایت اولیا، صفحہ نمبر ۲۱۵)

مولانا رفیع الدین صاحب دیوبندی فرماتے ہیں کہ ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب

نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرے میں بلایا (جو دارالعلوم دیوبند میں ہے) مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرہ کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا۔ فرمایا کہ واقعہ یہ ہے۔ کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی صاحب جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہوگیا اور میرا لبادہ تر بتر ہوگیا اور فرمایا کہ محمود الحسن سے کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے۔ بس میں نے یہ کہنے کے لیے بلایا ہے مولانا محمود الحسن نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔

(حکایت اولیاء صفحہ نمبر ۲۲۲، ۲۲۳، حکایت ۲۴۶)

غور فرمایئے قارئین! اب میرے وہ بھائی، وہ دوست کیا کہیں گے؟ جبکہ خود بانی مدرسہ دیوبند اپنے جسدِ عنصری کے ساتھ مرنے کے بعد حاضر ہو رہے ہیں۔ اور جب حضور سرکارِ دو عالم نورِ مجسّم، ہادیِ کل، فخرِ رسل ﷺ کے متعلق ہم عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ آپ حاضر و ناظر ہیں اور جہاں چاہیں تشریف فرما ہو سکتے ہیں تو وہ میرے بھائی اس عقیدے کو جھٹلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ باطل ہے۔ لہٰذا اب انصاف آپ پر موقوف ہے اور توجہ کریں، سوچیں کہ عقیدہ کے لحاظ سے کون حق پر ہے، کچھ اور حقائق ملاحظہ فرمائیں۔

دیوان محمد یٰسین مرحوم جو حضرت نانوتوی کے خدام میں سے تھے انکا ذکر بالجہر مشہور تھا۔ ہر وارد و صادر ان کے ذکر سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکتا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ: ایک دفعہ چھتہ کی مسجد کے شمالی گنبد کے نیچے ذکر بالجہر میں مصروف تھا۔ کہ حضرت مسجد کے صحن میں شمالی جانب مراقب اور متوجہ تھے اور توجہ کا رخ میرے ہی قلب کی طرف تھا، اسی اثنا میں مجھ پر ایک حالت طاری ہوگئی اور میں نے بحالت ذکر دیکھا کہ مسجد کی چار دیواری تو موجود ہے مگر چھت اور گنبد وغیرہ کچھ نہیں ایک عظیم الشان روشنی اور نور ہے جو آسمان تک فضا میں پھیلا ہوا ہے۔ یکا یک میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت اتر رہا ہے۔ اور اس پر جناب رسول کریم ﷺ تشریف فرما ہیں اور خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر چہار کونوں پر موجود ہیں وہ تخت اترتے اترتے بالکل میرے قریب آ کر مسجد میں ٹھہر گیا اور حضرت محمد ﷺ نے خلفاء اربعہ میں سے ایک سے فرمایا کہ بھائی ذرا مولانا محمد قاسم کو بلا لو وہ تشریف لے گئے اور مولانا کو لیکر آ گئے۔ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا مدرسہ کا حساب لایئے۔ عرض کیا حضرت حاضر ہے اور یہ کہا کر حساب بتلانا شروع کیا اور ایک ایک پائی کا حساب دیا۔ حضرت محمد ﷺ کی خوشی اور مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ حضرت محمد ﷺ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا مولانا، اب اجازت ہے؟ حضرت نے عرض کیا جو مرضی مبارک ہو اس کے بعد وہ تخت آسمان کی طرف عروج کرتا

ہو انظروں سے غائب ہو گیا۔ (حکایت اولیاء صفحہ نمبر ۳۸۳،۳۸۴) حکایت ۴۳۹

حضرت ملا علی قاریؒ نے فرمایا

ہم نہیں کہتے کہ آنحضرت ﷺ روضہ اقدس کی چار دیواری میں محبوس اور محصور ہیں بلکہ عالم سفلی اور عالم علوی میں بامرِ تعالیٰ جہاں چاہیں ورود و نزول فرماتے ہیں۔ شہداء جن کا مرتبہ انبیاء کرام سے بہت ہی کم ہے۔ وہ عرش سے فرش تک اللہ کی اجازت سے اپنے روحانی وجود سے سیر کرتے ہیں تو سید دو عالم ﷺ کو کیا رکاوٹ ہے۔ یہ تو کسی نے بھی نہیں کہا کہ انبیاء کرام کی قبور مبارکہ خالی ہیں یا ان کے ارواح مقدسہ کا تعلق اجسام مبارکہ کے ساتھ نہیں۔

(رحمت کائنات صفحہ ۲۰۷، ۲۰۸)

اے برادر! اب اعتراض کرنے والے احباب یہ کہیں گے کہ اگر مان لیا جائے کہ جناب رسول کریم ﷺ کی حیات مبارک از قبیلِ حیات دنیوی ہے۔ تو آپ کہاں سے کھاتے اور پیتے ہیں۔ کیونکہ خوراک کے بغیر تو زندگی محال ہے۔ اس سوال کا جواب بھی رحمت کائنات کے صفحہ ۲۱۰، ۲۱۱ پر موجود ہے۔ لکھا ہے:

حیات کے لیے اس خوراک کا ہونا ضروری نہیں جو ہم کھاتے ہیں۔ آخر فرشتے بھی تو زندہ ہیں۔ قرآن پاک کی رو سے شہداء زندہ ہیں اصحاب کہف زندہ ہیں۔ وہ کیا یہی خوراک کھاتے ہیں۔ پھر اس دنیا میں جبکہ سید دو عالم سرور دو عالم ﷺ تشریف فرما تھے۔ اس وقت بھی آپ کئی روز تک بظاہر کچھ نہ کھاتے تھے مگر اپنے رب کے ہاں سے کھایا کرتے تھے جس کو مادی انسان نہ سمجھ سکتے تھے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ کہ ہمارے صحابہ کرام میں سے بعض نے صوم وصال رکھنے کی اجازت طلب کی (یعنی رات کو بھی افطار نہ کرنا) تو آپ نے منع فرمایا۔ اس پر صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ خود بھی صوم وصال رکھتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ وَاَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَ یَسْقِیْنِیْ

ترجمہ: تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہو میں تو اس طرح رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ (متفق علیہ)

دوستو! جب حضور ﷺ رات کو اپنے رب کے پاس ہوتے ہیں۔ وہی انہیں کھلاتا پلاتا ہے۔ نیز آپ اس عالم ناسوت میں بھی موجود ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ آپ کی ہر جا پہ جلوہ نمائی ہے۔

یہ ارشاد گرامی واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کے رزق کا معاملہ دوسرے معاملات کی طرح عام انسانوں سے علیحدہ اور ممتاز ہے۔ یہ سب وساوس اور خطرات دراصل اس لیے پیش آتے ہیں کہ انبیاء کرام کو عام انسانوں

سے ہر معاملے میں ممتاز اور جدا نہیں سمجھا جاتا۔

جنت جن کے قدموں میں ہو جن کی جوتیوں کے صدقے میں جنت ملتی ہو ان کو جنت کی کیا ضرورت ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ. (متفق علیہ)

ترجمہ: میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغیچہ ہے۔ (متفق علیہ)

مدینہ منورہ میں مولانا مدنی کے جاری کردہ مدرسہ کے ناظم کا مکتوب اور حاضر و ناظر کا ثبوت: یعنی ۱۹۶۵ کی جنگ میں حضور نبی کریم ﷺ کی شمولیت

ستمبر ۱۹۶۵ میں یہاں جس روز حملہ ہوا اس شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے۔ اور روضہء اقدس سے جناب حضرت محمد ﷺ بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب السلام سے تشریف لے گئے۔ بعض حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس قدر جلدی میں گھوڑے پر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا پاکستان میں جہاد کے لیے اور ایک دم برق کی مانند بلکہ اس سے بھی کہیں تیز روانہ ہو گئے پیچھے پیچھے مواجہہ شریف سے ہی پانچ حضرات اور اسی راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہو کر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے۔

محمد انعام کریم صدیقی دیوبندی ناظم و مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ یوم پنجشنبہ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ ہجری ۲۴ ستمبر ۱۹۶۶ء شائع کردہ دار العلوم کراچی نمبر ۳۰ (رحمت کائنات: آخری ورق)

سماعت قرآن کے لیے حضور ﷺ کی تشریف آوری

فرماتے تھے ایک روز دو بزرگ اور حضرت سید عبداللہ صاحب دونوں قرآن مجید کا دورہ کر رہے تھے کہ کچھ لوگ عرب صورت سبز پوش گروہ در گروہ ظاہر ہوئے۔ ان کے سردار نے مسجد کے قریب کھڑے ہو کر ان قاریوں کی قرات کو سنا اور کہا

بَارَکَ اللّٰہُ اَدَّیْتَ حَقَّ الْقُرْاٰنَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ برکت دے آپ نے قرآن مجید کا حق ادا کر دیا۔

اورمراجعت فرمائی ان عزیزوں کی عادت تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت آنکھیں بند کر لیتے تھے۔اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب سورۃ مکمل کر لی تو سیّد عبداللہ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے ان کی ہیبت سے میرا دل کانپ اُٹھا لیکن قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے میں کھڑا نہیں ہوا۔سیّد عبداللہ نے کہا اس قسم کے لوگ تھے۔ کہ جب ان کا سردار پہنچا تو میں بیٹھا نہ رہ سکا، میں نے اٹھ کر ان کی تعظیم کی، اسی گفتگو میں تھے۔ کہ ایک اور آدمی اسی واقعہ کا آیا اور کہا گذشتہ شب آنحضرت ﷺ اپنے صحابہؓ کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور اس حافظ کی جو مجمع جنگل میں کھڑا ہوا ہے۔تعریف فرماتے تھے۔اور فرماتے تھے کہ علی الصبح میں اس سے ملوں گا اور اس کی قرات سنوں گا آپ تشریف لائے تھے یا نہیں اور اگر تشریف لائے تھے تو کہاں گئے، ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو دائیں بائیں بھاگے لیکن کوئی نشان نہ ملا، راقم الحروف کا گمان ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ اس واقع کے بعد مدت دراز تک اس جنگل سے خوشبو آتی تھی۔ (انفاس العارفین صفحہ۲۴،۲۵)

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا کرے تو نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجا(☆۱) کرے پھر یوں کہا کرے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

ترجمہ: اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

جب مسجد سے نکلا کرے تب بھی حضور ﷺ پر سلام بھیجا کرے (☆۲) (تبلیغی نصاب۔فضائل درود شریف صفحہ نمبر ۵۹)

یہ کشف والہام نہیں حقیقت ہے

بعض لوگ ایسے واقعات کو صرف کشف یا الہام وغیرہ کہہ دیتے ہیں حالانکہ یہ حقیقت میں دیکھنا اور سننا ہے جس طرح ہم حقیقی طور پر دیکھتے اور سنتے ہیں۔حضرت عمدۃ الاولیاء، استاذی، مہاجر مدنی ومولانا سیّد بدر عالم قدس سرہ، نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمیں اس کا کیا حق ہے؟ اگر ہماری آنکھیں چند چیزوں کو نہیں دیکھتی ہیں۔ہم ان کے لیے بھی تاویلیں تراشنے بیٹھ جائیں۔بعض لوگوں نے اس مغالطہ میں تمام کی تمام جگہ آپ کے چشم دید حالات کو کشف کہہ ڈالا۔

(رحمت کائنات صفحہ۱۵۱)

(☆۱)اس فرمان نبوی کی روشنی میں مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا ایسے پڑھیں "بِسْمِ اللہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" اور باہر نکلتے وقت دُعا اس طرح ہوگی "بِسْمِ اللہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَ رَحْمَتِکَ

(☆۲) تمام مسلمان بھائیوں سے گذارش ہے کہ اپنی دعاؤں کو اس حدیث پاک کی روشنی میں درست کریں، اور مسجد میں داخل ہونے یا باہر نکلنے کی لکھی ہوئی دُعاؤں میں بھی مسنون طریقہ سے سلام کا اضافہ فرمائیں۔

دوستو! کبھی کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا میں ایسے واقعات کو بھی ظاہر کر دیتا ہے جو حیات بعد الممات کی کھلی دلیل بن جاتے ہیں۔ جیسے زید بن خارجہؓ کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ صحابی حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ (خلافت) میں فوت ہوئے۔ فوت ہونے کے کافی دیر بعد کفن منہ سے ہٹا کر باتیں کرتے رہے۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب نے اپنی کتاب (اکفار الملحدین) کے صفحہ ۲ پر اس کو بیان فرمایا ہے۔ اور اس کی تفصیل سعودی عرب کے محقق مورخ احمد بن عبدالمجید عباسی نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ منورہ عمدۃ الاخبار میں یوں بیان فرمائی کہ نعمان بن بشیر سے روایت ہے۔ کہ جب زید بن خارجہ کی وفات ہوئی تو حضرت عثمان غنیؓ کی تشریف آوری کا انتظار تھا۔ کہ حضرت زید بن خارجہؓ نے دو دفع اپنے چہرہ سے کفن کا کپڑا دور کر کے دو دفعہ السلام علیکم کہا اور وہ کہتے ہیں۔ میں نماز پڑھ رہا تھا تو میں نے تعجب سے سبحان اللہ کہا۔ زید بن خارجہؓ بولے تم سب خاموش ہو کر ادھر کان لگاؤ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (رحمت کائنات صفحہ ۹۰،۹۱)

اے برادر! حاضر وناظر کے مسئلہ پر اور بھی بہت کچھ دلائل و براہین بمعہ حوالہ پیش کیے جا سکتے ہیں۔ مگر طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ (مصنف)

اختیارات (فصل اوّل)

اے برادر! قبل ازیں عرض کیا جا چکا ہے کہ دین کو سمجھنے کے لیے عقیدے کا درست ہونا بہت ضروری ہے آج کے دور میں مسلمانوں کی حالت ہمارے سامنے ہے جس طرف بھی دیکھو بے دینی، گمراہی اور باطل پرستی کا دور دورہ ہے۔ لوگوں نے اپنے وہم وگمان کے مطابق اپنے گرد دائرے بنا لیے ہیں اور مذہب و دین کی حقیقت کو بھی وہ اپنے بنائے ہوئے دائروں میں بند کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی سوچوں اور خود ساختہ سانچوں میں اسلام اور بانی اسلام ﷺ کو ان کے مقام، ان کی عظمت، اور ان کی رفعت کو دیکھنا چاہتے ہیں اور بس یہ فتنہ پردازیاں اور بے دینی وگمراہی کی تاریک آندھیاں اسلام کی نورانی کرنوں کو بجھا نہیں سکیں۔ خود ذلت ورسوائی کی موت مرتی چلی گئیں اسلام اور بانی اسلام ﷺ کی حفاظت اور عظمت وناموس کی نگہ کا ذمہ خود خدا نے لیا ہے اس ایک طرف یہ سب طاقتیں اکٹھی ہو کر اپنے باطل خیالات کو عملی جامہ پہنانا بھی چاہیں تو اللہ کریم کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جس کا بڑا واضح اعلان موجود ہے۔

وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (الانشراح ۴)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (کنز الایمان)

اے برادر! درس توحید کے مصنف حافظ سراج الدین جودھپوری لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو نفع ونقصان

کی قدرت نہ تو خود بخود ہے اور نہ خدا کی بخشی ہوئی۔(درسِ توحید صفحہ ۹)

آگے چل کر لکھتے ہیں ''بھلائی، برائی، نفع و نقصان کا اختیار اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں خواہ وہ نبی ہو یا ولی، امام ہو یا شہید، غوث ہو یا قطب، جن ہو یا فرشتہ، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور میں نفع و نقصان کی قدرت از خود یا خدا کی بخشی ہوئی جاننا اور ماننا شرک ہے۔(درسِ توحید صفحہ ۱۶)

قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے۔ کہ درسِ توحید وہ کتاب ہے جس کی مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب اور مولانا محمد متین صاحب الخطیب دونوں نے تائید و تصویب کی ہے۔

خداوند تبارک و تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے بھلا بتائیے اب کیا کہا جا سکتا ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ شرک اور انکار کیسے ہو سکتا ہے اللہ رحم فرمائے۔ آمین

اے برادر! یہ تو ناسمجھ سے ناسمجھ اور معمولی عقل و ہوش رکھنے والا مسلمان بھی اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء کرام فرشتوں جنوں اور انسانوں کو بڑی بڑی طاقتیں اور قوتیں عطا فرمائی ہیں اور پھر خود آقائے نامدار، مدنی تاجدار، بے قرار دلوں کے قرار، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کمالات اختیارات اور اعلیٰ مراتب کا تو کہنا ہی کیا ہے ان کا احاطہ تو درکنار ادراک کرنا بھی آدمی کے بس کی بات نہیں ارشادِ خداوندی:

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ، وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ، ط

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول ﷺ نے ان کو دیا، اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ﷺ۔(کنز الایمان)

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (الاحزاب ۳۷)

ترجمہ: جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔(کنز الایمان)

مزید ارشادِ خداوندی ملاحظہ فرمائیں:

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ ۷۴)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول ﷺ نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔(کنز الایمان)

اے برادر! ذرا غور کرو۔ کیا یہ خداوند قدوس کی دی ہوئی طاقت نہیں؟ یقین جانو کہ ذاتی اور حقیقی طاقت تو رب تعالیٰ ہی کی ہے۔ لیکن یہ پاکیزہ ہستیاں اسکی مظہر ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے تمام اوصاف و کمالات ذاتی ہیں قدیم ہیں اور لامحدود ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام، اولیائے عظام، ملائکہ اور تمام مخلوق کے اوصاف

وکمالات اور اختیارات اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ہیں ہر مومن مسلمان کا یہی عقیدہ ہے اور یہ ہرگز شرک نہیں ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑی سخت غلطی ہوئی ہے۔ میں حالت روزہ میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہوں میں کیا کروں۔ آقا! میں بہت پریشان ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک غلام آزاد کر، عرض کیا میری یہ طاقت نہیں۔ ارشاد ہوا دو ماہ کے روزے رکھو عرض کیا حضور ﷺ یہ بھی میرے لیے مشکل ہے۔ دربارِ نبوی ﷺ سے حکم ہوا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ عرض کیا اے حبیب خدا ﷺ یہ بھی میری طاقت سے باہر ہے، پھر کملی والے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ۔ کچھ دیر کے بعد ایک عورت کھجوروں کی ایک ٹوکری لے کر بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئی، حضور ﷺ نے وہ ٹوکری اس شخص کو دے دی اور فرمایا جاؤ اسے غریبوں میں تقسیم کر دو تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا، وہ شخص فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی سرکار اس وادی میں مجھ سے زیادہ غریب اور کوئی نہیں، اگر حضور کا حکم ہو تو میں ہی نہ استعمال کرلوں۔ کملی والی سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جاؤ تم ہی کھالو تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (صحیح بخاری، مسلم شریف)

دیکھا پیارے! اس کا کفارہ اسی کو کھلایا جا رہا ہے اور کفارہ بھی ادا ہو رہا ہے کیا یہ رب تعالیٰ کی بخشی ہوئی طاقت نہیں؟ حالانکہ کفارہ کی ادائیگی شریعت میں واجب ہے۔ یہ صرف حضور ﷺ کو اللہ کی دی ہوئی قدرت ہے کہ شریعت کے واضح حکم کفارہ میں اپنا مخصوص حکم نافذ فرمایا۔ ربیعہ بن کعبؓ سے حضور ﷺ کا فرمانا، مانگو جو کچھ مانگتے ہو پھر ان کا مانگنا اور حضور ﷺ کا عطا فرمانا، اس بات کی واضح دلیل ہے۔ کہ خداوند قدوس نے حضور سرکار دو عالم ﷺ کو بہت طاقت بخشی ہے۔ اور آپ اپنے غلاموں اور عقیدت مندوں کو عطا فرماتے ہیں۔

زید بن مسلمؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت قتادہؓ کی آنکھ پھوٹ کر رخسار پہ آ پڑی، کیا حضرت قتادہؓ کسی ڈسپنسری میں گئے،؟ کسی طبیب یا ڈاکٹر ماہر امراضِ چشم کے پاس گئے؟ کسے مشکل کشا سمجھا؟ نہیں بلکہ آپ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے پھر پھوٹی ہوئی آنکھ کے ڈھیلے کو اپنے مبارک ہاتھ سے آنکھ کے اندر رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے دست مبارک پھیرا، آنکھ اسی وقت درست ہوگئی۔ حجتہ اللہ البالغہ صفحہ ۴۸۴ امام طبرانی نے معجم کبیر میں لکھا ہے۔ حضرت اسما بنت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زانوے مبارک پر اپنا سر اقدس رکھے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابھی عصر کی نماز ادا کرنی تھی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سورج غروب ہوتا بھی دیکھ رہے تھے۔ فرض بھی ان کے سامنے اور محبت رسول ﷺ بھی ان کی نظر میں ہے۔ محبت کا پلہ بھاری رہا اور سورج غروب ہو گیا حضور ﷺ کو بیدار ہونے پر

معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر فوت ہوگئی۔ حضور ﷺ نے دست ہائے مبارک دُعا کے لیے اُٹھائے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی:

اللّٰهُمَّ اِنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيْ طَاعَتِكَ وَ طَاعَةَ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ. (ضیاءالنبی جلد چہارم ۳۱۲۔۳۱۷)

ترجمہ: اے الٰہ الحاکمین! علیؓ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ سورج کو واپس لوٹا دے۔ یعنی اس نے میری خدمت اور اطاعت میں نماز قضا کر کے اپنے امتی ہونے کا حق ادا کر دیا اور اب میرا نبی ہونے کا حق یہ ہے کہ علی نماز قضا نہ پڑھے بلکہ ادا پڑھے۔

چنانچہ سورج فوراً واپس لوٹ آیا۔ حضرت علیؓ نے نماز عصر ادا فرمائی، پیارے! یہاں پر ہمیں چند باتیں معلوم ہوئیں، غور فرمایئے گا۔

اوّل: یہ معلوم ہوا کہ مقام محبت، عبادت سے بھی بلند ہے۔

دوم: یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اطاعت، رب تعالیٰ کی اطاعت ہے، اس لیے آپ نے دعا میں فرمایا کہ ''علی کرم اللہ وجہہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں رہا'' یہاں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تو تھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہاں تھی اس کا فیصلہ خود رب تعالیٰ نے کر دیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ (النساء۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنزالایمان)

سوم: یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حضور ﷺ پر نماز کا قربان کر دینا نماز کی حقیقت کو واضح کر رہا ہے۔ پیارے! ظاہراً نماز ہمارے دین کا ستون ہے اور اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے حقیقت میں محبوب خدا ﷺ کی اداؤں کا نام ہی نماز ہے۔ حضور ﷺ کی حقیقت کو جاننا، پہچاننا اور آپ ﷺ کی محبت میں گم ہو جانا ہی معراج ہے۔ قرآن مجید فرقانِ حمید میں نماز کا حکم آیا ہے لیکن یہ کہیں قرآن حکیم نے نہیں بتایا کہ نماز کس طرح ادا کی جائے۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ ہی تمام احکام الٰہی کی مکمل تفسیر ہے۔ آپ ﷺ کا طریقہ اور ادائے نماز ہی مقبول درگاہ الٰہی ہے۔ پیارے! کفارِ مکہ کا آپ ﷺ کی سچائی اور حقانیت کے لیے آسمانی معجزہ طلب کرنا اور آپ ﷺ کا انگشت مبارک کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بخشی ہوئی طاقت نہیں تو اور کیا ہے؟

بزار اور ابونعیم نے بریدہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ آپ مجھے کچھ دکھلا دیں تاکہ میرے یقین میں اضافہ ہو۔ پوچھا کیا دیکھنا چاہتے

ہو اس نے کہا آپ ﷺ اس درخت کو اپنے پاس بلایئے آپ ﷺ نے فرمایا تم جاؤ اور اسے بلاؤ اعرابی درخت کے پاس پہنچا اور اس سے کہا رسول اللہ ﷺ تجھ کو طلب کرتے ہیں۔ وہ درخت ایک طرف کو جھکا کہ اس کی جڑیں علیحدہ ہو گئیں۔ پھر دوسری طرف جھکا اور اس طرف کی جڑیں علیحدہ ہو گئیں اور وہ درخت رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے **"السلام علیک یا رسول اللہ"** کہا۔

اعرابی نے یہ معجزہ دیکھ کر کہا کہ مجھے کافی ہے۔ آپ ﷺ نے درخت سے فرمایا کہ واپس چلا جا چنانچہ درخت واپس جا کر اپنی جگہ پر جم گیا اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو اذن دیجئے کہ میں آپ ﷺ کے سر مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دوں آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور اس نے آپ ﷺ کے سر اور پاؤں کو بوسہ دیا، پھر اس نے کہا مجھے اجازت دیجئے، میں آپکو سجدہ کروں آپ ﷺ نے فرمایا کسی انسان کو سجدہ نہیں کیا جا سکتا۔

(خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۶۰)

اس روایت سے ایک تو یہ ظاہر ہوا کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ خداوند تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ اور انبیاء کرام علیہم اجمعین کو بڑے بڑے اختیارات اور طاقتیں دی ہوئی ہیں اسی لیے اعرابی نے نشانی طلب کی اور حضور ﷺ نے اس کی خواہش اور طلب کو پورا فرمایا دوسری یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ بزرگوں کے قدموں کو بوسہ دینا جائز ہے۔ (تفصیلی بحث آئندہ باب میں ہوگی)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھے ایک اعرابی آیا آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اس نے کہا اپنے گھر جا رہا ہوں آپ نے پوچھا کیا خیر کا کوئی ارادہ ہے اس نے پوچھا کہ وہ کیا خیر ہے آپ نے فرمایا تم گواہی دو اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اس کے بندے ہیں۔ اعرابی نے پوچھا جو بات آپ فرماتے ہیں اس پر کون گواہ ہے۔ آپ نے فرمایا! یہ درخت شاہد ہے اس درخت کو بلایا (وہ صحرا کے کنارے پر تھا) وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا آپ ﷺ کے پاس آ گیا آپ ﷺ نے اس سے تین مرتبہ گواہی لی اور وہ جو آپ ﷺ کہتے وہی کہتا جاتا بعد ازاں درخت اپنی جگہ پر واپس ہو گیا اعرابی نے کہا اگر میری قوم کے لوگوں نے میری بات مانی تو میں انہیں ساتھ لے کر آؤں گا ورنہ میں خود واپس آ جاؤں گا اور آپ ﷺ کے پاس رہوں گا۔ (خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۶۱، ۶۲۔ کتاب الشفاء جلد اول صفحہ ۲۶۶)

ایک چڑیا کا بارگاہِ رسالت میں فریاد کرنا۔ ہرنی کا قصۂ درد سنانا اور کفارِ مکہ کا حضرت عمارؓ کو آگ میں ڈالنا اور حضور ﷺ کی دُعا سے آگ کا حضرت ابراہیمؑ کی طرح ٹھنڈا ہو جانا۔ حضور ﷺ کے اختیارات کے مظاہر ہیں۔

ایک موقع پر حضور ﷺ کا ایک برتن میں اپنا دستِ مبارک رکھنا تھا کہ پانی کے فوارے پھوٹ پڑے (بخاری شریف) ایک خشک کنویں میں حضور ﷺ نے کُلّی فرمائی ،فوراً کنویں کا پانی ابل پڑا۔ یہاں تک کہ پانی منڈیر سے باہر نکلنے لگا۔ (بخاری شریف)

ایک ٹوٹے ہوئے ہاتھ کو لعابِ دہن لگا کر جوڑ دینا اور ایک جلے ہوئے ہاتھ پر پھونک مار کر شفایاب کر دینا یہ سب خدا کی دی ہوئی طاقت ،فضیلت اور اختیارات نہیں تو اور کیا ہے؟ اب کوئی شخص ان حقائق سے منہ موڑ کر اپنی آنکھیں خود ہی بند کر لے تو اس کو کون سمجھا سکتا ہے۔

نہ بیند برز شپرہ چشم چشمہء آفتاب راچہ گناہ

ترجمہ: اگر دن کو چمگاڈر کی آنکھ نہ دیکھے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ مسلمانوں کا قافلہ مدینہ منورہ کے باہر آ کر ٹھہرا اتفاق سے ان کے پاس پانی ختم ہو گیا۔ سرکارِ دو عالم نورِ مجسم نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ قافلہ میں پہنچے قافلے والوں نے پانی نہ ملنے کے متعلق عرض کیا تو کملی والے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا اس پہاڑ پر جاؤ وہاں ایک حبشی غلام اپنے آقا کیلیے پانی کا مشکیزہ بھر کے لیے جا رہا ہے اس کو ہمارے پاس بلا لاؤ، لوگ اس حبشی کو لے آئے اس کا رنگ سیاہ تھا ۔حضور ﷺ نے فرمایا اس کے مشکیزے کو کھول کر اپنے برتنوں کو پانی سے بھر لو سب نے اپنے برتن بھر لیے ان مین سے ایک نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اپنے برتن تو بھر لیے لیکن غلام کا مشکیزہ تو خالی ہو گیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا'' فکر نہ کرو اس کا مشکیزہ بھی خالی نہیں رہے گا آپ ﷺ اُٹھے اور اپنا دست مبارک اس مشکیزے پر رکھ دیا۔ پھر کیا تھا آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے فوارے بہہ نکلے۔ غلام یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور عرض کرنے لگا حضور ﷺ مجھے جلدی اپنی غلامی میں قبول فرما لیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کو کلمہ پڑھایا اور اسلام میں داخل فرما لیا، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے حبشی! مانگ کیا چاہتا ہے حبشی نے عرض کی کہ مجھے تخت و تاج اور دنیا کی دولت کی خواہش نہیں میری صرف ایک خواہش ہے کہ میرے کالے رنگ کو سفید اور میری بدصورت کو خوبصورت بنا دیجئے۔

کملی والے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا اچھا تو آؤ ہمارے قریب حبشی قریب آیا، آقا ﷺ نے یوں رنگ چڑھایا کہ آپ ﷺ نے اپنا دستِ اقدس اس غلام حبشی کے چہرے پر پھیرا، چہرہ بدرِ منیر کی طرح چمک اُٹھا وہ حبشی کالے سے گورا ہو گیا۔

اے برادر! ذرا سوچ اور ٹھنڈے دل سے غور کر، کیا یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی دی ہوئی بخشی ہوئی طاقت نہیں؟

دیگر انبیاء اکرام، اولیائے عظام فرشتوں اور جنات کی طاقتیں بھی جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہیں ان سے کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا اور یہ ہرگز شرک نہیں ہو سکتا۔

حضرت عیسیٰ کا اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنا مٹی کے بنے ہوئے پرندوں میں روح پھونکنا اور پرندے کا زندہ ہو کر اُڑ جانا، مادرزاد اندھے کو بینا کر دینا اور پھر آپ کا فرمانا کہ میں بتاؤں کہ تمہارے گھروں اور کوٹھیوں میں کیا رکھا ہے اور تم کیا کھا کر آئے ہو؟

حضرت اسماعیلؑ کی ایڑی سے چاہِ زم زم کا جاری ہونا اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے تبرک بن جانا۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا عصائے مبارک مار کر بارہ چشمے جاری کر دینا اور عصائے مبارک کو دشمنوں کے لیے سانپ بنا دینا۔

حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں آ کر لوہے کا موم ہو جانا، کیا یہ سب کچھ خدا کی دی ہوئی طاقت نہیں، اور ان سے انکار کیسے ممکن ہے، فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

کیا فرشتے دنیائے عالم کے انتظامات پر مامور نہیں، کیا وہ فرشتہ نہیں جو پہاڑوں پر مقرر ہے اور تمام پہاڑ اس کے قبضہ وتصرف میں ہیں، جس کو رب کی طرف سے حکم ہے کہ جو کچھ محمد مصطفیٰ ﷺ حکم فرمائیں ان کا حکم بجالاؤ۔

(مدارج النبوۃ، جلد اول صفحہ ۱۲۳)

اے برادر! وہ بھی تو فرشتہ ہی تھا جس نے حضرت مریم کے پاس آ کر کہا، اے مریم! میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں، تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں، اسی طرح فرشتہ ہوا چلاتا ہے، کوئی پانی برساتا ہے، کوئی روح قبض کرتا ہے، ان سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔

وہ جن ہی تھا جس نے اتنی دور سے تخت بلقیس کو دربار برخاست ہونے سے پہلے حضرت سلیمانؑ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی پیشکش کی تھی اور وہ کون تھا جو چشم زدن میں تختِ بلقیس کو لے آیا یعنی اتنی دور گیا اور آیا بھی اور پھر لطف یہ کہ اپنی جگہ سے غائب بھی نہیں ہوا، وہ ایک مرد قلندر ولی اللہ اور رب کا دوست آصف بن برخیا تھا۔

اے برادر! یہ تو ان کے غلاموں کی شان ہے پھر نبی کی شان کیا ہوگی، اور نبیوں کے نبی سیّدالانبیاء محبوبِ کبریاء حبیبِ خدا، احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان ارفع و اعلیٰ کا کوئی ادراک کر سکتا ہے۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گردانند ز راہ

ترجمہ: اولیاء کرام کو اللہ کی طرف سے یہ طاقت عطا ہوئی ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو راستے سے واپس لا سکتے ہیں۔

علامہ اقبال علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو　　ید بیضی لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زورِ بازو کا　　نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اے برادر! ہر انسان کو معلوم ہے، اور ہر ایک بخوبی جانتا ہے کہ ضروریاتِ زندگی میں انسان کو ایک دوسرے کی مدد درکار ہے۔ ایک دوسرے کو باہمی تعلقات سے نفع و نقصان پہنچتا ہے۔ ایک دوسرے کی مدد سے انسان کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ ان حقائق سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ کیسے شرک ہو سکتا ہے۔

عزیز من! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ توحید کے مفہوم کو کون سمجھ سکتا ہے، یہ وہ جماعت ہے جس کے بارے میں خدا نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ (المجادلۃ ۲۲)

ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ (کنزالایمان)

ان ہی حضرات والاصفات کا یہ عقیدہ تھا کہ خدا ہی شافی اور حقیقی مددگار ہے مگر اس عقیدہ کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام حضور سرورِ دو عالم ﷺ سے مدد مانگتے اور مشکل میں پکارتے تھے۔ اور اپنے عمل کو شرک و بدعت نہ سمجھتے تھے۔ کیا ان کا خدا پر بھروسہ نہ تھا کیا وہ خدا کو کارساز نہیں سمجھتے تھے، اور اصل میں دین اسلام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ جماعتِ صحابہ ہی نے کما حقہ سمجھا۔ انہیں معلوم تھا کہ حضور سرورِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ ہی کے لیے بنایا ہے۔

بنا کر ساری کائنات کو یہ رب نے فرمایا　　سنبھالو اے میرے محبوب یہ سب کچھ تمہارا ہے (مصنف)

جماعتِ صحابہ کا ایمان و یقین تھا کہ جو کچھ ہوگا وہ اللہ کے حبیب ﷺ کی وساطت سے ہوگا، جب بھی کوئی صحابی بیمار یا زخمی ہوا وہ کسی طبیب یا جراح کے پاس نہیں گیا، کسی مشکل میں کسی اور کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا، صرف اور صرف سرورِ دو عالم ﷺ کے درِ اقدس پر دستک دی، مشکل میں ان ہی سے مدد طلب کی۔

پیارے! مشکل میں مدد کرنا، دستگیری فرمانا، حاجتیں بر لانا، تندرستی عطا فرمانا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں دیا ہے، یہ ہرگز ہرگز شرک نہیں ہے یہ میرے ان بھائیوں کی غلط فہمی ہے۔ جو اسے شرک سمجھتے ہیں۔

وہ خالقِ کل یہ مالکِ کل ہر چیز ہے ان کے قبضہ میں　　ہے شاہی دونوں عالم میں سلطان مدینے والے کی

پیارے! صحیح عقیدہ یہی ہے کہ جب بھی کوئی مشکل آ جائے مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں ہر طرف سے نا اُمیدی ہو جائے، ظاہری وسائل منقطع ہو جائیں تو اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے بندوں کی طرف رجوع کرے انہیں مشکل میں پکارے ان کی وساطت سے اللہ تعالیٰ مشکل حل فرماتے ہیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا، خشک سالی ہوگئی پانی کی ضرورت پڑی تو ایک بھی صحابی نے براہِ راست خدا کو نہ پکارا بلکہ دربارِ رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پانی ختم ہے کملی والے آقا ﷺ نے اپنی انگشت ہائے مبارک برتن میں رکھ دیں اور پانی کے چشمے اُبل پڑے لوگوں نے وضو بھی کیا اور پیاس بھی بجھائی۔

انگلیاں ہیں فیض پر، ٹوٹے پیا سے جھوم کر

ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے اس بیٹے کو جنون ہے اور جنون کا دورہ اس کو صبح و شام کھانے کے وقت پڑتا ہے۔ اور کھانا بے حلاوت ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اس کے سینے پر پھیرا اور اس کے لیے دُعا کی، اس نے ایک قے کی، جس میں درندے کے کالے بچے کی مثل کوئی شے نکلی اور وہ شفایاب ہو گیا۔ (خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ نمبر ۱۱۵)

شمر بن عطیہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت اپنے نوجوان لڑکے کو لیکر آئی اور عرض کی کہ اس نے اپنی پیدائش کے دن سے آج تک کوئی بات نہیں کی آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ نمبر ۱۱۳)

حبیب بن لیساقؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنگ میں شریک ہوا میرے شانے پر تلوار کی ایسی ضرب لگی کہ میرا ہاتھ لٹکنے لگا، میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے اس زخم پر لعاب دہن لگا دیا اس سے میرا زخم بھر گیا اور میں اچھا ہو گیا اور جس شخص نے مجھے تلوار ماری تھی میں نے ہی اسے قتل کیا۔

(خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ نمبر ۱۱۵)

طبرانی نے عبداللہ بن انیسؓ سے روایت کی ہے کہا ہے کہ ستیز بن رزام یہودی نے میرے چہرے پر تلوار ماری جس سے میرے سر کی ہڈی یا اس کے اوپر کا پردہ کٹ گیا یا دماغ پر زخم لگا میں آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے میرے زخم پر پھونک ماری جس سے میرا زخم ٹھیک ہو گیا۔

معاویہ بن الحکمؒ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے میرے بھائی علی بن الحکمؒ نے خندق کے اوپر سے اپنا گھوڑا کدانا چاہا مگر وہ نہ کود سکا اور ان کی پنڈلی خندق کی دیوار سے کچلی گئی ہم ان کو گھوڑے پر لیکر آپ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے ان کی پنڈلی پر دستِ مبارک پھیرا وہ گھوڑے سے اترے بھی نہیں تھے کہ اچھے ہو گئے۔ (خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ نمبر ۱۱۷)

فتوح الشام کے صفحہ ۲۶۵ پر درج ہے کہ خالد بن ولیدؓ نے کہا بہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے جس وقت سر منڈوایا تھا میں نے کچھ موئے مبارک ان کی پیشانی سے لیے تھے۔ پس فرمایا محمد مصطفیٰ ﷺ نے کہ تم ان بالوں کا کیا کرو گے؟ میں نے عرض کی کہ رکھوں گا میں اے رسول اللہ ﷺ۔ اور اعانت طلب کروں گا میں ان سے اپنے دشمنوں کی لڑائی میں، پس فرمایا تھا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے کہ ہمیشہ فتح یاب رہو گے، جب تک یہ بال تمہارے پاس رہیں گے، پس رکھ لیا تھا میں نے بالوں کو آگے کی طرف اپنے تاج میں، پس نہیں ملاقی ہوا میں کسی جماعت سے کبھی، حالانکہ وہ کلاہ سر پر تھا مگر یہ کہ شکست دی میں نے اس جماعت کو اور یہ سب برکت رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ راوی نے بیان کیا ہے کہ خالد بن ولیدؓ نے مضبوط باندھا تاج کو اپنے سر پر ساتھ سر بند سرح کے اور حملہ کیا ''نسطور بطریق'' پر اور بلند کیا تلوار کو اس کے شانوں پر پس کاٹ ڈالا دوسرے شانے تک اور ارادہ دوسرے وار کا اس پر کیا، پس حملہ کیا اسکے ساتھیوں نے اور کھینچ کر لے گئے اسکو اپنی طرف، پس ہلاک ہوا وہ ان کے بیچ میں اور ٹوٹ گئیں ہمتیں ان لوگوں کی جو باقی تھے اور اس طرح کے واقعات کی موجودگی میں تاریخ گواہ ہے۔ کہ میدانِ جنگ میں انہوں نے کبھی شکست نہیں کھائی۔ یہ مضمون مختلف الفاظ سے ''کتاب الشفاء، جلد دوم صفحہ ۱۱۰'' پر بھی ہے۔

اختیارات (فصل دوم)

اے برادر! اس فصل دوم میں فقیر یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ ہمارے معترضین جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام اور امام الانبیاء ﷺ کے کمالات و اختیارات کے قائل نہیں، اسی طرح اولیائے عظام اور بزرگان دین کے بارے میں بھی ان کے اسی قسم کے نظریات ہیں۔

اے برادر! اللہ کریم نے انبیاء کرام اور سرکارِ دو عالم، روحِ دو عالم جانِ دو عالم احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بے شمار اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ اپنے پیاروں کو عطا کردہ اختیارات سے انکار ممکن ہی نہیں، اس فصل میں اولیائے عظام اور بزرگانِ دین کے اختیارات، طاقت توسل اور فیض سے متعلق بحث ہو گی اپنے انہی بھائیوں کے

پیشواؤں کی تصانیف سے حوالہ جات درج کیے جائیں گے۔

عزیز من! ایک طرف یہ حضرات انبیاء اولیاء کے اختیارات کے ذکر پر اعتراضات کی بارش کرنے لگتے ہیں تو دوسری جانب جب اپنے بزرگوں کے فضائل و محاسن کی بات ہوتی ہے۔ تو وہ اعتراضات ختم ہو جاتے ہیں، اور خوبیاں بن کر منظر عام پر آتی ہیں۔ فقیر نے اپنے انہی دوستوں کی کتابوں کے حوالے دے کر مختلف مسائل کو پیش کر دیا ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ حقیقت کیا ہے۔

فریاد رسی: حضور نبی کریم ﷺ اپنی اُمت کی دادرسی کرتے ہیں۔ (فضائل درود شریف صفحہ ۱۳۸ مصنف مولانا زکریا سہارنپوری)

مدینہ منورہ کی مٹی میں شفا ہے

آنحضرت ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ مدینہ کی گرد و غبار ہر مرض کی دوا ہے۔ (رحمت کائنات صفحہ ۲۸)

اکابرین دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے دربارِ رسالت مآب ﷺ میں اس طرح منظوم فریاد کرتے ہوئے اپنی عقیدت کا اظہار اور نبی مکرم، نورِ مجسم کے کمالات کا اعتراف بایں الفاظ کیا ہے؟

دونوں جہانوں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا
کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یارسول

کیا ڈر ہے اس کو لشکرِ عصیاں و جرم
تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یا رسول

(گلزار معرفت صفحہ ۳)

اے رسولِ کبریا! فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ ﷺ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ)

شفیع عاصیاں ہو تم، وسیلہء بیکساں ہو تم تمہیں چھوڑا اب کہاں جاؤں بتاؤ یارسول اللہ ﷺ
جہاز اُمت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں بس اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ ﷺ

(گلزار معرفت)

محمد ﷺ ہے ممدوحِ ذاتِ خدا محمد ﷺ کا ہو وصف کس سے ادا
محمد ﷺ سا مخلوق میں کون ہے اس کا طفیل ہے یہاں جون ہے

محمد ﷺ خلاصہ ہے کونین کا — محمد ﷺ وسیلہ ہے دارین کا

مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب (بانی مدرسہ دیو بند)

حضور سرکارِ دوعالم ﷺ کے دربار گوہر بار میں یوں فریاد کرتے ہیں:

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامئی کار

جو تو ہی نہ پوچھے تو کون پوچھے گا — ہے کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

رِجا و خوف کی موجوں میں ہے اُمید کی ناؤ — جو تو ہی ہاتھ لگائے تو ہوئے بیڑا پار

(قصائد قاسمی)

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

دستگیری کیجئے میرے نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

جز تمہارے ہے کہاں میرے پناہ — فوج کلفت مجھ پہ آغالب ہوئی

میں ہوں بس اور آپ کا دریا رسول — اب غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

(نشر الطیب صفحہ ۱۹۴)

نعلین مبارک کا توسل

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں، کہ نقشہ نعلین مبارک سرور دوعالم فخرِ بنی آدم ﷺ نہایت قوی البرکت اور سریع الاثر ہے۔ اس کے توسل سے اپنی حاجات، معروضات جناب باری تعالیٰ میں قبول کرائیں اس کے بعد توسل کا طریقہ یوں ارشاد فرماتے ہیں بہتر ہے۔ کہ آخر شب میں اُٹھکر وضو کر کے تہجد میں جس قدر ہو سکے پڑھے اس کے بعد گیارہ بار درود شریف، گیارہ بار کلمہ طیبہ اور گیارہ بار استغفار پڑھکر اس نقشہ کو باادب سر پر رکھے اور بہ تضرع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی! میں جس مقدس پیغمبر ﷺ کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لیے ہوں ان کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں الٰہی! اس نسبتِ غلامی پر نظر فرما کر ببرکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرمایئے مگر خلاف شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے پھر سر پر سے اسکو اتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اسکو محبت سے بوسہ دے۔

اشعارِ ذوق وشوق بغرض یادِ عشق محمدِ ﷺ پڑھے انشاء اللہ عجیب کیفیت پائے گا۔ (زادسعید صفحہ ۴۸، نیل الشفا صفحہ ۲)

محمد ﷺ نام رکھنے کی نیت کرنا

محمد ﷺ نام رکھنے کی نیت کرنا یہ نیت کر لیجئے کہ بچہ کا نام محمد ﷺ رکھوں گا انشاء اللہ لڑکا پیدا ہو گا۔

(المظفر الجلی باللہ فالعلی حصہ اول صفحہ ۲۵)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں ایک ایسا شخص بھی ہو گا جس کی شفاعت سے کثرت سے لوگ جنت میں جائیں گے قبیلہ ربیعہ و مضر کی طرح (یعنی بہت کثرت سے) داخل کئے جائیں گے اور اس کا نام (اویس قرنیؒ ہو گا) (خدام الدین ۱۹ جون ۱۹۶۴، صفحہ ۱۵)

توسل اور مزارات پر جانا جائز ہے

بزرگوں کے مزار پر حاضری کے وقت اگر یہ کہا جائے اور وسیلہ قرار دیا جائے کہ اے خدا! بحرمت فلاں بزرگ یا بوسیلہ فلاں بزرگ میری فلاں حاجت کو پوری فرما تو یہ جائز ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام جلد اوّل صفحہ ۳۶۲)

اللہ قسم کو پورا کرتا ہے

روایت ہے حضرت انسؓ سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بہت سے پریشان بال، غبار میں اٹے ہوئے پرانے کپڑے والے جن کی پرواہ نہ کی جائے اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ پوری کر دے۔ (مشکوٰۃ ترمذی، بیہقی)

طاقت و تصرف اولیاء اللہ

روم کا ایک عنین صاحب آدم جو اپنے ملک سے بغرض علاج آیا تھا آپ (حضرت شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا کہ میری بیوی بوجہ میرے نامرد ہونے کے طلاق مانگتی ہے۔ میں کچھ مدت مقرر کر کے بغرض علاج آیا ہوں اور کہہ آیا ہوں کہ اگر اتنی مدت تک واپس نہ آیا تو تجھ کو تین طلاق اور اس مدت میں اب ایک یا دو تین دن ہی رہ گئے ہیں۔

اب وہاں کس طرح پہنچوں آپ اس شخص کو ایک کوٹھڑی میں لے گئے اور آنکھیں بند کرائیں، اس نے دیکھا میں اپنے مکان کے صحن میں کھڑا ہوں۔ (قصص الاکابر جلد اوّل صفحہ ۱۲)

ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا'' مجھے روز مقرر وظیفہ پائیں قبر سے ملا کرتا ہے۔ (امداد المشتاق صفحہ نمبر ۱۱۷)

اولیاء کرام سے مدد طلب کرنا

فرمایا کہ ایک بار مجھے مشکل پیش تھی اور حل نہ ہوتی تھی میں نے حطیم میں کھڑے ہو کر کہا کہ تم لوگ تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیاء اللہ کے یہاں رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی پھر تم کس مرض کی دوا ہو یہ کہہ کر میں نے نماز نفل شروع کر دی۔ میرے نماز شروع کرتے ہی ایک کالا سا آدمی آیا اور وہ بھی پاس ہی نماز میں مصروف ہو گیا اور اس کے آنے سے میری مشکل حل ہو گئی جب میں نے نماز ختم کی وہ بھی سلام پھیر کر چلا گیا۔ (امداد المشتاق صفحہ نمبر ۱۲۱)

مولانا گنگوہی کی دُعا سے مشکل کشائی

مولوی محمد قاسم صاحب کمشنر بندوبست ریاست گوالیار ایک بار پریشانی میں مبتلا ہوا، اور ریاست کی طرف سے تین لاکھ کا مطالبہ ہوا، ان کے بھائی یہ خبر پا کر مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت مولانا نے وطن دریافت کیا، انہوں نے عرض کیا دیو بند: مولانا نے تعجب کے ساتھ فرمایا کہ گنگوہ میں حضرت مولانا کی خدمت میں قریب تر کیوں نہ گئے، اتنا دراز سفر کیوں اختیار کیا، انہوں نے عرض کیا حضرت یہاں مجھے عقیدت کھینچ لائی ہے مولانا نے ارشاد فرمایا کہ تم گنگوہ ہی جاؤ تمہاری مشکل کشائی رشید احمد گنگوہی کی دُعا پر موقوف ہے۔ میں اور تمام زمین کے اولیاء بھی اگر دُعا کریں گے تو نفع نہ ہوگا۔ (حکایات اولیاء صفحہ ۲۸۱، حکایت ۳۳۶)

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا کہنے پر اعتراض کرنے والے حضرات اگر رشید احمد گنگوہی کو مشکل کشا کہیں تو مقام فکر ہے کہ یہ بات ان علماء نے کہی اور لکھی ہے جنہیں آپ شرک و بدعت سے مبرّا اور صحیح العقیدہ تصور کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ ''مشکل کشائی'' پر غور کریں اور اپنے عقیدہ کی بھی اصلاح فرمائیں۔

قبر کی مٹی میں شفا

ایک دفعہ ہمارے نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا (مولانا یعقوب) کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اُسے ہی آرام ہو جاتا بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب ہی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم، کئی مرتبہ ڈال چکا۔ (حکایت اولیا، صفحہ ۲۹۵، حکایت ۳۶۵)

سمند میں آکر مدد فرمانا

ایک روز ارشاد فرمایا کہ قصبہ لوہاری میں جس جگہ حضرت میاں جیو نور محمد صاحب تشریف رکھتے تھے وہاں ایک مجذوب پنجابی رہتے تھے اور اتفاقاً اس جگہ حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی شہید تشریف رکھتے تھے وہ مجذوب اکثر حاجی

صاحب شہید کے خدام سے یوں کہا کرتے تھے کہ ''اوتمہارا حاجی بڑا بزرگ ہے، حاجی صاحب شہید جب بغرض زیارت حرمین شریفین عرب کو گئے تو ایک دن جہاز میں حضرت کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر سمندر میں گر گیا ذرا سی دیر گزری تھی کہ ایک ہاتھ سمندر میں سے لوٹا تھامے ہوئے نکلا اور لوٹا حاجی صاحب کے ہاتھ میں پکڑا کر غائب ہو گیا ادھر لوہاری میں ان مجذوب صاحب نے حضرت کے خدام سے فرمایا کہ'' تمہارے حاجی کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر سمندر میں گر گیا تھا میں نے ان کو لوٹا پکڑا یا، حضرت کے خدام نے سمجھا کہ بڑ ہانک رہے ہیں جب حاجی صاحب حج سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور لوہاری میں تشریف لائے تو کسی کو مجذوب کی یہ بات یاد آگئی، انہوں نے حضرت سے عرض کیا، آپ نے فرمایا سچ ہے بیشک یہ واقعہ جہاز میں پیش آیا مگر اس وقت وہ ہاتھ میری شناخت میں نہیں آیا کہ کس کا ہے۔ (حکایات اولیا، صفحہ ۳۹۱،۳۹۲)

لو، دنیا دیتا ہوں

خاکسار نے براہ راست مولانا احمد علی صاحب مونگیری سے سنا تھا کہ ان کے پیر و مرشد حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نے ایک دفعہ رُخصت کرتے ہوئے ایک مٹھی چنے آپ کی گود میں ڈال دئیے اور فرمایا لو، یہ دنیا دیتا ہوں۔ (سوانح قاسمی جلد سوئم صفحہ ۹۴)

حضور ﷺ کا ذکر و نعت تمام بیماریوں کی شفا

حضرت علامہ احمد شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں'' شفا شریف کا اسم اس کے مسمّٰی کے موافق ہے کیونکہ سلف صالحین فرماتے ہیں کہ اس کا پڑھنا بیماریوں کی شفا اور مشکلات کی گرہوں کے کھولنے میں مجرب ہے اور نبی اکرم ﷺ کی برکت سے اس میں ڈوبنے، جلنے اور طاعون کی مصیبتوں سے امان ہے اگر اعتقاد صحیح ہو تو مراد حاصل ہو جاتی ہے۔ (نسیم الریاض مطبوعہ بیروت، جلد اوّل صفحہ ۵۲)

قصیدۂ بردہ شریف کی بھی بے شمار برکات ہیں، علامہ شرف الدین بوصیریؒ کو فالج ہو گیا تھا۔ سارا بدن فالج زدہ تھا۔ صرف زبان چلتی تھی۔ آپ نے حضور ﷺ کی شان میں قصیدۂ بردہ شریف (نعت) لکھا، جناب محمد مصطفٰی ﷺ کی شان میں اور اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی۔

دوستو! ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح مولانا یعقوب کی قبر کی مٹی سے بیماریوں سے نجات ملتی ہے اور عوام الناس فیض حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا داتا گنج بخش، فریدالدین مسعود گنج شکر، بہاء الحق، زکریا ملتانی اور قبلہ عالم امیر ملت، الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ تعالیٰ علیہم کے مزارات پر حاضری دینے اور فیض یاب ہونے والوں کو قبر پرست کہنا درست نہیں۔ ان حضرات سے فیوض و برکات حاصل کرنے والے صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔

مستجاب الدعوات اور مشکل کشا

ایک دیندار شخص حافظ عبدالرحیم نامی آئے اور کہنے لگے تم مولانا خلیل صاحب سے واقف ہو؟ میں نے کہا خوب اچھی طرح، کہنے لگے مولانا کی ہستی اس وقت بے نظیر ہے بارہ سال ہوئے مجھے ایک مصیبت پیش آئی اور میں گھبرا گیا، غیبی مدد کہ ایک ردی کاغذ پڑا پایا اسکو اٹھا کر دیکھا تو اس میں لکھا تھا ''مولوی خلیل احمد مستجاب الدعوات ہیں اور ان کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی، اس وقت میں نے مولانا کو ایک جوابی خط لکھا اور اپنی مصیبت کا حل چاہا ادھر جواب آیا اُدھر میری مشکل حل ہوگئی۔ (تذکرۃ الخلیل صفحہ ۳۵۴، ۳۵۵)

مرشد کا توسل اور حل مشکلات

کبھی کبھی ایک انسان اپنے پیر و مرشد کو ان کی وفات کے بعد دیکھ لیتا ہے اور اس کی مصیبت میں رہنمائی فرماتے ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے مشکل کام ان کی برکت سے حل ہو جاتے ہیں۔ انشاء اللہ۔
(رحمت کائنات صفحہ ۸۸)

ٹوپی ڈالنے سے آگ بجھ گئی

اسرف علی تھانوی کے یہاں ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میاں جیو نور محمد صاحب کی بعض بعض کرامتیں بھی عجیب وغریب ہیں فرمایا ''جی ہاں'' ایک مرتبہ کسی کے کھیت میں آگ لگ گئی، کھیت والے نے آکر حضور سے شکایت کی، آپ نے ٹوپی اُتار کر دے دی کہ جلدی سے جا کر آگ میں ڈال دو، وہ لے جا کر آگ میں ڈال دی گئی اور آگ فوراً بجھ گئی۔ (بیس بڑے مسلمان صفحہ ۹۱)

گنے کے چھلکے چوس لو بارش آجائے گی

مولوی میاں محمد مرحوم سے جو حضرت میاں جیو کے حقیقی بھتیجے اور غلام حیدر صاحب کے فرزند تھے۔ روایت ہے کہ حضرت میاں جیو کے زمانہ میں ایک مرتبہ بارش کی سخت کھینچ ہوئی چند حضرات میاں جیو صاحب کی خدمت میں بغرض دُعا حاضر ہوئے حضرت اس وقت گنا چوس رہے تھے جب حضرت سے بارش نہ ہونے کی شکایت اور دُعا کی درخواست کی تو آپ نے آنے والوں سے جو حضرت صاحب سے انتہائی بے تکلف تھے فرمایا کہ اگر تم میرے گنے کے چھلکے چوس لو تو انشاء اللہ بارش ہو جائے گی۔ ان صاحب کو پہلے تو گنے کے چھلکے چوسنے سے ندامت سی ہوئی مگر آنے والوں کے اصرار پر ان صاحن نے حضرت کے چوسے ہوئے چھلکوں کو چوس لیا جس پر ابر رحمت اُٹھا اور خوب زور سے بارش ہوئی۔

(بیس بڑے مسلمان صفحہ ۹۱)

تھانوی صاحب کی پیدائش بزرگ کی دُعا کا نتیجہ تھی

مولانا اشرف علی تھانوی کے والد کے ہاں اولا دنرینہ زندہ نہ رہتی تھی اس کی ظاہری وجہ یہ تھی کہ موصوف جب ایک مرتبہ مرض خارش میں بُری طرح مبتلا ہوئے تھے تو مجبوراً کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے اسی دوائی کھالی جو قاطع نسل تھی مگر اس کی خبر جب مرحوم کی خوشدامن صاحبہ کو پہنچی تو وہ سخت پریشان ہوئیں اور حضرت حافظ غلام مرتضیٰ پانی پتی سے عرض کیا کہ میری لڑکی کے لڑکے زندہ نہیں رہتے ہیں۔ حافظ صاحب نے مجذوبانہ انداز میں فرمایا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کشاکش میں مرجاتے ہیں، اب کی باری علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دینا۔ اس معمہ کو کسی نے نہ سمجھا لیکن حکیم الامت کی والدہ تاڑ گئیں اور فرمایا کہ حافظ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ لڑکوں کی ددھیال فاروقی ہے اور ننھیال علوی اور اب تک جو نام رکھے گئے وہ ددھیال کی طرز پر تھے اب کے بار جب لڑکا ہو تو ننھیالی وزن پر نام رکھا جائے، جس کے آخر میں علی ہو، حافظ صاحب یہ سن کر ہنس پڑے اور فرمایا لڑکی بڑی ہوشیار ہے۔ میرا منشا یہی تھا پھر فرمایا انشاء اللہ اس کے دو لڑکے ہوں گے اور زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی رکھنا اور دوسرے کا اکبر علی، ایک میرا ہوگا اور وہ مولوی ہوگا دوسرا دنیا دار ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (بیس بڑے مسلمان صفحہ ۳۰۹)

اولیاء اللہ کے حکم پر دریائے جمنا کا راستہ چھوڑ دینا

میں نے اپنے والد صاحب سے ایک قصہ سُنا وہ فرماتے تھے کہ ایک شخص کو پانی پت ایک ضرورت سے جانا تھا راستے میں جمنا پڑتی تھی جس میں اتفاق سے ان دنوں طغیانی کی صورت تھی کہ کشتی بھی اس وقت نہ چل سکتی تھی یہ شخص بہت پریشان تھا لوگوں نے اس سے کہا کہ فلاں جنگل میں ایک بزرگ رہتے ہیں ان سے جا کر اپنی ضرورت کا اظہار کرو اگر وہ کوئی صورت تجویز کر دیں تو شاید کام چل جائے ویسے کوئی صورت نہیں ہے لیکن وہ بزرگ اوّل اوّل بہت خفا ہونگے انکار کریں گے اس سے مایوس نہ ہونا چاہیے، چنانچہ یہ شخص وہاں گیا اس جنگل میں ایک جھونپڑی پڑی ہوئی تھی اسی میں ان کے اہل وعیال بھی رہتے تھے اس شخص نے بہت رو کر اپنی ضرورت کا اظہار کیا کہ مقدمہ کی کل کو تاریخ ہے جانیکی کوئی صورت نہیں اوّل تو انہوں نے حسب عادت خوب ڈانٹا کہ میں کیا کر سکتا ہوں میرے قبضے میں کیا ہے اس کے بعد جب

اس نے بہت زیادہ عاجزی کی تو انہوں نے فرمایا کہ جمنا سے جا کر کہہ دو کہ ایسے شخص نے مجھے بھیجا ہے جس نے عمر بھر کبھی نہ کھایا نہ بیوی سے صحبت کی یہ شخص واپس ہوا اور ان کے کہنے کے موافق عمل کیا، جمنا کا پانی ایک دم رک گیا اور یہ شخص پار ہو گیا جمنا پھر سے حسب معمول چلنے لگی۔ (تبلیغی نصاب،فضائل صدقات صفحہ ۳۸۸)

اوتاد کی بدولت آفات سے حفاظت رہتی ہے

فرمایا کہ اوتاد جمع ہے وتد کی بمعنی میخ، چونکہ ان کی بدولت آفات وزلزلات سے حفاظت رہتی ہے۔ (امداد المشتاق صفحہ ۹۴)

پیر کا بینائی بخشنا

حضرت پیرانی صاحبہ آنکھوں سے بالکل معذور تھیں عورتوں کا ہجوم ہوا ان کی مدارت میں مشغول ہوئیں مگر بینائی نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان تھیں حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بطور ناز کہنے لگیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ولی ہیں۔کیا جانیں ہماری آنکھیں جب درست ہو جائیں تب ہم جانیں حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ باہر چلے گئے دُعا فرمائی ہو گی۔اتفاقاً حضرت پیرانی صاحبہ بیت الخلاء تشریف لے گئیں۔راستے میں دیوار سے ٹکر لگی وہاں غشی ہو گئی تمام جسم پسینہ پسینہ ہو گیا آنکھوں سے بھی بہت پسینہ نکلا ہوش آیا تو خدا کی قدرت سے دونوں آنکھیں کھل گئیں اور نظر آنے لگا۔
(قصص الاکابر جلد اول صفحہ ۱۴۱)

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

جناب مولوی محمود الحسن دیوبندی نے اپنے پیرومرشد کی شان کا کن الفاظ میں اظہار کیا ہے فقیر یہاں کیا عرض کر سکتا ہے! بات کہاں پہنچتی ہے آپ خود غور فرما سکتے ہیں۔ (مرثیہ از محمود الحسن در شان قاسم نانوتوی،سوانح قاسمی جلد سوم)

جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی

حضرت عبداللہ بن زبیر اور مالک بن سنان کا حضور ﷺ کے خون کا چوسنا،حضور ﷺ کا ارشاد فرمانا کہ جس کے خون میں میرا خون ملا ہے اسکو جہنم کی آگ چھو نہیں سکتی۔ (تبلیغی نصاب،حکایاتِ صحابہ صفحہ ۱۷۲،۱۷۳)

اے برادر! مندرجہ بالا اقوال،بیانات اقتباسات اور نظریات جو معترضین کی کتابوں اور اکابرین اُمت سے

نقل کئے ہیں۔اس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔کہ جناب سرورِ دو عالم، نورِ مجسم، ہادیِ کل، فخرِ رسل، سرکار دو جہاں، مدینے کے تاجدار، حبیبِ کردگار، محبوب پروردگار، سیّد الانبیاء، احمدِ مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے لیکر بزرگانِ دین تک (ہمارے معترضین کے نظریات کے مطابق بھی) بزرگوں کے استعمال کی چیزیں، ان کی گفتار، ان کی حرکات، ان کے لمحات، ان کی جائے رہائش، ان کی قبور کی مٹی، ان کے چوسے ہوئے گنے کے چھلکے غرضیکہ ان بزرگوں کے ساتھ جس چیز کی بھی نسبت ہو جائے یا انکے منہ سے جو نکل جائے وہ بات ہو کر رہتی ہے اور سائلوں کو فائدہ دیتی ہے۔اگر ہم اس بات کا دعویٰ کریں کہ بزرگان دین کا توسل جائز ہے۔ان سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ان سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کے حضور رو کر فریاد کی جاسکتی ہے۔اور آپ ﷺ دستگیری بھی فرماتے ہیں۔تو ہمیں معتوب جان کر فتوؤں کی بارش شروع کر دی جاتی ہے۔اور جب اپنے اکابرین کی باری آتی ہے تو دل کھول کر کرامات کا بیان ہوتا ہے۔کرشموں کی بات ہوتی ہے۔

دوستو! بزرگی حدود کی محتاج نہیں اور نہ ہی فرقہ بندی کی، یہ تو جامِ توحید و رسالت ہے جو پی لے اسکو نشہ چڑھ جاتا ہے میکدۂ رسالت سے جو بادہ خوار بھی پیئے گا۔اسے عشقِ نبی ﷺ کا خمار نصیب ہوگا، یہاں ماوشما کا تذکرہ فضول ہے۔اپنے اور بیگانے کی قید بے معنی ہے، حسب و نسب اور ذات پات کا مسئلہ بھی نہیں، وطن اور بے وطن کی بھی قید نہیں، یہاں تو دل میں سوز، تڑپ کسک اور اضطراب کی بات ہے۔لبوں پہ عشقِ نبی کے ترانوں کی بات ہے اور دل کی گہرائیوں سے پکارنے کی بات ہے جس نے بھی پکارا ہے رسالت مآب ﷺ نے دستگیری فرمائی ہے رومی کے ترانے، جامی کے نغمے، عطار کی آہیں، غزالی کی تانیں، فریدالدین گنج شکر کا زہد، حضرت داتا گنج بخش کی عبادت، شاہ رکن عالم کا تقویٰ، بہاء الحق زکریا ملتانی کی ریاضت اور امیرِ ملت حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کی سخاوت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم، سب کی سب عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی بازگشت ہی تو ہے کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو قصور بات کا نہیں بلکہ اس کی عقل نارسا کا ہے۔

بہر حال مندرجہ بالا عبارات اور حوالہ جات کی روشنی میں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ عقیدہ بالکل درست اور صحیح ہے کہ بزرگوں کی ذات اور صفات کا توسل جائز ہے۔خداوند قدوس نے ان ہستیوں کو بہت عظمت اور طاقت دی ہے۔اس کو اپنے بھی تسلیم کرتے ہیں اور بیگانے بھی۔

دوستو! ان دوستوں کی کتابوں کے اقتباسات اور حوالہ جات سے فقیر یہ ثابت کر چکا ہے کہ یہ حضرات بھی توسلِ انبیاء اکرام اور اولیاء عظام اور فیض مرشد کے قائل ہیں۔اگر یہاں طوالت کا خوف نہ ہوتا تو فقیر بزرگان دین کے

عشق،ان کی کرامات اور مشاہدات کو پیش کرتا اور یہ خود ایک ضخیم کتاب ہو جاتی۔ دوستو! اب تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اس مکتبہ فکر کے حضرات جہاں بزرگوں کی تعریف کرتے ہیں وہاں بات اس انداز سے بھی کرتے ہیں کہ بزرگوں کی توہین بھی ہوتی ہے ان کا ایک گروہ باقاعدہ اس میدان میں سرگرمِ عمل دکھائی دیتا ہے۔ بزرگان دین سے لے کر دربارِ رسالت مآب ﷺ تک ہر جگہ ان کا قلم بےادبی اور گستاخی کے ساتھ چلتا ہے۔ اور بغیر پرواہ کیے اور ادب کے لحاظ کے بغیر چلتا ہے۔ بعض اوقات اپنی عقلِ نارسا کے تحت، خود ساختہ توحید کے نشہ میں مقامِ رسالت کو بھی بھول جاتے ہیں۔ شاید یہ حضرات اس حقیقت سے بےخبر ہیں کہ توحید کو بغیر رسالت کے نہیں سمجھا جا سکتا اور رسالت کی بات اس وقت سمجھ میں نہیں آئے گی جب تک عقیدت اور ادبِ رسالت مآب ﷺ ملحوظ خاطر نہ ہو۔ حکیم الامت، شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے اور مزید شواہد کا ملاحظہ کرنے کے لیے ورق الٹیے اور اس حقیقت سے آشنائی حاصل کیجئے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

اے برادر! گذشتہ باب میں فقیر نے دیوبندی مکتب فکر کی کتابوں کے حوالہ جات سے یہ بات واضح کی ہے کہ یہ حضرات بھی توسلِ اولیاء کرام، بزرگانِ دین، انبیاءِ کرام اور فیضِ مرشد کے قائل ہیں۔ ان حضرات کے کام ان کے مرشدوں، استادوں، علماء کرام اور بزرگوں کی امداد کے توسل سے ہوتے رہے ہیں۔ نہ صرف انہوں نے فائدہ حاصل کیا بلکہ جمیع خلائق فیض یاب ہوئی۔

عزیزانِ ملت! اب تصویر کا دوسرا رُخ بھی انہی حضرات کی کتابوں کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

سن اے غافل صدا میری یہ ایسی چیز ہے جسکو
وظیفہ جان کر پڑھتے ہیں طائر بوستانوں میں

(اقبال)

اے برادر! حقیقت یہ ہے کہ میرے کئی بھائی فرقہ بندی اور گروہ بندی سے تنگ آ چکے ہیں اسی لیے حکیم الامت علامہ اقبال نے فرمایا:

وا نہ کرنا فرقہ بندی کے لیے اپنی زباں چھپ کے ہے بیٹھا ہوا ہنگامۂ محشر یہاں

کافی لوگ مولوی حضرات سے نفرت کرنے لگے ہیں ان کو اس بات سے چڑ ہے کہ فلاں وہابی ہے اور فلاں دیوبندی، یہ شیعہ ہے تو وہ سنی، مذہب بہت سیدھا سادہ ہے خدا اور اس کے رسولِ مقبول ﷺ کے احکام کو تسلیم کرتے ہوئے ان پر عمل کرنا ہی اصلی بات ہے۔

یہ بات درست ہے کہ احکام خداوندی کو رسول مقبول ﷺ کے طرز اور طریقے سے اپنا لینا ہی اصل دین ہے۔ لیکن ان کے ساتھ یہ ضرور یاد رہے کہ جس کے طریقوں کو اپنانا ہے جس کے نقش قدم کو اپنی منزلوں کا نشان بنانا ہے اس کی ذات، اس کے مرتبے اس کی عظمت اور اس کے مقام کے بارے میں بھی کچھ پتہ ہونا چاہیے۔ جب تک اس کے آداب کا پتہ نہ ہوگا عمل کیا ہوگا۔ بعض شاطر قسم کے لوگ بڑی چالاکی سے رسالت مآب ﷺ کے حضور بے ادبی کر جاتے ہیں اور سادہ لوح لوگ اس کی عیاری مکاری سے بے خبر رہتے ہیں۔ حالانکہ عاشق جس سے پیار کرتا ہے وہ بھلا کب اپنے محبوب کے خلاف کوئی بات سن سکتا ہے۔

اے برادر! یوں تو موئف درسِ توحید نے اور بھی بہت کچھ لکھا ہے اور اپنے پراگندہ خیالات کا اظہار کیا ہے جو تقویۃ الایمان کے مصنف شاہ اسمٰعیل دہلوی اور دیگر اکابرین دیوبند سے ملتے جلتے ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ مگر فقیر یہاں ایک بات کا ازالہ ضروری خیال کرتا ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

قدرت کاملہ وہ ہے جو کسی شخص سے نہ دبے اور خدا کے سوا کسی اور میں ہوسکتی تو امام حسینؓ اپنے دشمن کے مقابلے میں کبھی عاجز نہ ہوتے۔ (درسِ توحید صفحہ ۲۹)

مولوی صاحب نے یہاں حضرت امام عالی مقام کو کس قدر عاجز ثابت کرنے کی بھونڈی کوشش کی ہے مولوی موصوف اگر قدرت کاملہ پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو انداز کلام ٹھیک نہیں ہے۔ یہاں یزید کو طاقتور اور امام عالی مقام کو مغلوب اور عاجز ثابت کیا گیا ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ ساتھ ہی یہ عقیدہ ہے کہ کوئی کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ برائی و بھلائی کی قدرت نہیں رکھتا تو پھر یہاں حضرت امام حسینؓ کو عاجز اور یزیدیوں کو طاقتور دکھانا کس اصول پر مبنی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک رب تعالیٰ کی طرف سے یہ طاقت نہ تھی۔ پیارے! امام عالی مقام کی یہ صریحاً توہین اور بے ادبی ہے کیا ظلم وستم کا نام فتح ونصرت سمجھا گیا ہے کیا ایمان کے ساتھ حق وصداقت پر ثابت قدم رہتے ہوئے اپنی جان، مال اور اولاد کو اللہ کی راہ میں قربان کر دینا عاجزی کہلاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے والے بے سمجھ کو سمجھ دے اور محبت دے آمین۔ اے برادر! حضرت امام حسینؓ بلا

شبہ حق وصداقت پر قائم رہے اور آپ نے اپنی ثابت قدمی کا وہ مظاہرہ فرمایا کہ دشمنوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مغلوب کر دیا۔ اصل فتح وہ ہوتی ہے جو ظلم وستم کے خلاف، عدل وانصاف اور نیکی کا علم بلند کرتے ہوئے دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ تان کر ڈٹا رہے اور دشمن کی بے پناہ طاقت اور قوت اسکے عزم واستقلال سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے، مولوی صاحب نے کوئی ہوش کی بات نہیں کی یہ عاجزی نہیں بہت بڑی فتح وکامرانی ہے۔

تعصب چھوڑ ناداں دہر کے آئینہ خانے میں یہ تصویریں ہی تیری جن کو سمجھا ہے بڑا تو نے

(اقبال)

مرتبہ شہادت پانا، ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جو ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ مولوی صاحب کو قرآن مجید کا یہ ارشاد تو یاد ہی ہوگا'' جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوئے انکو مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ رب کے نزدیک رزق دئے جاتے ہیں اور بڑے آرام میں ہیں جو رب تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے۔ (آل عمران ۱۲۹، ۱۷۰)

اے برادر! خدا کی قسم، جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے، مومن اور ولی ہیں جو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قدرت اور طاقت سے اس عالم کو زیروزبر کر سکتے ہیں، مگر کرتے نہیں، کرنا اور نہ کر سکنے میں بہت فرق ہے۔ نہ کرنے سے یہ مراد نہیں لی جاسکتی کہ وہ کر نہیں سکتے، وہ طاقت وقدرت رکھنے کے باوجود طرح طرح کی تکالیف اُٹھاتے اور مصائب برادشت کرتے ہیں مگر اُف تک نہیں کرتے۔ ہر حال میں راضی رہتے ہیں۔ رضائے الٰہی کو بدرجہ اتم حاصل کرنا ہی خداداد قدرت ہے۔

پیارے! دنیا میں جتنے بھی انبیاء کرام علیھم السلام آئے جتنے بھی اللہ کے نیک بندے آئے کیا لوگوں نے انہیں تکالیف نہیں دیں؟ کیا وہ سب عاجز تھے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا. (المومن ۵۱)

ترجمہ: بیشک ہم ضرور اپنے رسولوں کی مدد کریں گے۔ (کنز الایمان)

اب بتایئے کہ کیا حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں کہ نہیں؟ اگر ہیں تو بتایئے کہ کفار کے مقابلہ میں رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کی مدد کی یا نہیں۔ اگر آپ کہیں کہ نہیں کی تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہِ تعالیٰ کا قرآن جھوٹا ہوتا ہے اور اگر آپ کہیں کہ مدد کی ہے تو پھر مولوی صاحب بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ اس کی مدد شامل حال ہوتے ہوئے بھی کفار اتنی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچانے میں کیسے کامیاب ہو گئے، کمال حیرت ہے مولوی صاحب

آپ کی سمجھ پر۔ امام عالی مقام اگر عاجز ہی تھے تو یزید پلید کی بیعت ہی کر لیتے کیا ضرورت تھی جنگ و جدل کرنے کی اور بچوں کو قربان کرنے کی۔ ان کا جامِ شہادت نوش فرمانا اس بات کی مکمل دلیل ہے۔ کہ آپ عاجز نہ تھے۔ آپ باطل کے سامنے سینہ تان کر کھڑے رہے مگر ظالم و جابر، فاسق و فاجر یزید پلید کی بیعت اختیار نہ کی۔

اپنے نانا سرکارِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ کے لائے ہوئے پیارے دین پر اپنا سب کچھ قربان کر کے یہ ثابت کر دیا کہ جو حق و صداقت کے علمبردار ہوتے ہیں وہ کبھی بھی باطل کے سامنے عاجز نہیں ہوتے اور نہ سرنگوں ہوتے ہیں بلکہ جان کی بازی لگا کر باطل کو نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ اور اسی کا نام فتح و کامرانی ہے۔ خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی ؒ نے ایسے مولویوں کی نفی فرماتے ہوئے نواسہ ءرسول کی شان بیان فرمائی:

شاہ است حسین بادشاہ است حسین   دیں است حسین دیں پناہ است حسین

سرداد، نداد دست، در دستِ یزید   حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

آیئے مولوی صاحب کے اپنوں سے پوچھیئے کہ کیا امام عالی مقام عاجز تھے کہ نہیں لکھا ہے '' کربلا کی سنگلاخ زمین اپنی تمامتر درشتی اور سختی کے باوجود حق کے علم کو سرنگوں نہ کر سکی یزید کی یزیدیت آج نگوں سار اور شرمسار ہے کہ وہ مکر و فریب اور شاطرانہ چالوں کے باوجود بھی حق کو مٹانے میں کامیاب نہ ہو سکی بلکہ حضرت امام حسینؓ کا کٹا ہوا سر، علی اکبر کی رگوں سے بہتا ہوا خون۔۔۔ اور جوان رعنا کی پنڈلی سے نچڑا ہوا لہو یہ نعرۂ حق بلند کرتا ہوا اغلغہ انداز ہوا کہ:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(خدام الدین ۲۴ جولائی ۱۹۶۴، صفحہ ۱۶)

مزید لکھتے ہیں'' امامین، شہیدین حسنین علیھم السلام اور ان کے ابوین طیبین کی محبت عین محبت نبی ﷺ ہے۔ ان کے فضائل یاد رکھنا، بیان کرنا اور ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا عین محبت نبوی ﷺ ہے۔

(خدام الدین ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۸، صفحہ ۱۴)

میرے عزیز! خود ہی فیصلہ فرمالیجئے ایک طرف حضرت حسینؓ کو عاجز اور دوسری طرف انکو کامیاب و کامران اور ان سے محبت عین محبت نبوی بتایا جا رہا ہے اور ایک طرف یزید کو کامیاب اور دوسری طرف نگوں سار اور شرمسار بتایا جا رہا ہے۔ یہ لوگ دین کو اپنی عقلِ نارسا کے ترازو میں تولتے رہے ہیں۔

پیارے! جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اسکے محبوب نبی کریم ﷺ کے راستے کو چھوڑ کر بھٹک جائیں اور دین کو اپنی عقل کے ترازو میں تولتے پھریں اور شانِ رسالت میں طرح طرح کی نکتہ چینیاں اور چہ میگوئیاں کریں آپ

انصاف سے بتائیں کہ کیا وہ مومن کہلانے کے حقدار ہیں۔نہیں، ہرگز نہیں۔مومن تو وہ ہیں جو صحیح معنوں میں توحید کے متوالے اور شمعِ رسالت کے پروانے ہیں۔ ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی اور اللہ کے محبوب سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم بلکہ ایمانِ دو عالم ﷺ پر قربان اور فریفتہ ہیں۔جو ہر وقت اپنے آقا کے حضور گلہائے درود و سلام نچھاور کرتے رہتے ہیں۔

اے برادر! اپنے آقا سرکارِ دو عالم تاجدارِ عرب و عجم ﷺ کی محبت و عشق کی شمع اپنے دل میں روشن کر، جو سانس بھی تیرا گزر رہا ہے اسکو غنیمت خیال کر۔اپنے رب کی یاد میں مشغول رہ اور حبیبِ کبریا، محبوبِ خدا ﷺ کی محبت میں زندگی گزار یہی ایقان ہے اور یہی ایمان ہے۔

اے برادر! اب ذرا انہی دوستوں کی کتب سے مزید حوالے بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ ان کی دورخی تصویر پوری طرح واضح ہو کر سامنے آجائے۔

ہویدا آج اپنے زخمِ پنہاں کرکے چھوڑوں گا لہو رورو کے محفل کو گلستاں کرکے چھوڑوں گا

دکھادوں گا جہاں کو جو میری آنکھوں نے دیکھا ہے تجھے بھی صورتِ آئینہ حیراں کرکے چھوڑوں گا

پیشتر ازیں کہ ان کے عقائد و نظریات پیش کروں یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض میرے دوست اور عزیزوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب یہ سنی شیعہ کے جھگڑے یہ وہابی دیوبندی اور بریلوی کے دن رات کے تصادم نے گھر گھر میں اختلافات ڈال دیے ہیں ایک خواہ مخواہ بے بنیاد جھگڑا کھڑا کیا ہوا ہے۔کہیں باپ دیوبندی ہے۔تو بیٹا سنی بریلوی، کہیں بیوی شیعہ عقائد رکھتی ہے۔تو خاوند وہابی غیر مقلد، دن رات کفر کی مشینیں چلتی رہتی ہیں۔ یہ سب ان مولویوں نے پکھنڈ اور کھانے پینے کا ڈھونگ بنایا ہوا ہے۔سب مسلمان کلمہ گو بھائی بھائی ہیں۔بس سیدھا سادہ مسلمان بن کر دنیا میں رہنا، وقت پر نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا صاحب استطاعت کے لیے حج کرنا کافی ہے۔ یہ حاضر و ناظر، علمِ غیب یہ نور و بشر کے جھگڑوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اللہ اللہ کرتے رہنا کافی ہے۔

پیارے! میرے ان دوستوں کا خیال غلط ہے۔میرے ان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ گل کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں۔صبح کے بعد شام بھی ہوتی ہے۔سچ کے مقابلے میں جھوٹ بھی ہوتا ہے دن کے مقابلے میں رات اور نور کے مقابلے میں ظلمت بھی ہوتی ہے اسی طرح حق کے مقابلے میں باطل بھی ہوتا ہے۔ پیارے حق کو حق اور باطل کو باطل ہی کہا جائے گا۔ جو لوگ اللہ کے فرمان اور نبی کریم رؤف الرحیم نورِ مجسم ﷺ کے ارشادات پر عمل پیرا ہیں وہ حق والے ہیں اور جو اس راستے سے بھٹک گئے وہ گمراہ ہوئے۔

دوستو! فقیر کا مقصد کسی بھائی کی دل آزاری یا دل دکھانا نہیں بلکہ حقیقت پیش کرنا ہے۔تاکہ صحیح معنوں میں

ایمان کی روشنی حاصل ہو جائے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے ضد، تعصب، ہٹ دھرمی سے سب کو محفوظ رکھے اور صحیح معنوں میں ایمان کی پہچان عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حاجی امداداللہ، برسوں حضور کی صورت مبارک میں

لکھتے ہیں کہ عبداللہ خاں صاحب مذکور کے ماموں صاحب نے کہا کہ سنا گیا ہے کہ حضرت حاجی امداداللہ حضرت محمد ﷺ کی صورت مبارک میں برسوں رہے ہیں کیا یہ سچ ہے؟ فرمایا کہ ہاں، میں نے یہ روایت ایک ثقہ سے سنی ہے اور ان کی نسبت غلط بیانی اور مبالغہ کا بھی خیال نہیں وہ خوش عقیدہ بلکہ متصلب شخص ہیں۔ ہمارے ہم عقیدہ ہیں اور علماء کی صحبت پائی ہے ان کی طرف مجھے یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ بدعتیوں کی طرح انہوں نے بلا تحقیق ایسی بات صرف شیخ کے ساتھ عقیدت ہونے کی وجہ سے مان لی ہو اور بات فی نفسہ محالات میں سے نہیں۔ اسی کے قریب ایک بات خود مولانا یعقوب صاحب سے سنی ہے۔ فرماتے تھے جب میں نے حدیث شروع کی تو مجھے بداہتہ معلوم ہوا کہ میں جناب رسول اللہ کے ساتھ متحد ہوں اور وہ علوم القا ہوتے تھے کہ اب نہیں ہوتے ان میں سے بعض علوم بیان بھی کئے تو عجیب عجیب علوم تھے جو کسب سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ (قصص الاکابر، جلد اوّل، صفحہ ۸۸، ۸۹)

اے برادر! ذرا غور فرمائیے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شکل وصورت میں برسوں رہنا اور مولانا یعقوب کا حضور ﷺ سے متحد ہونا اور پھر علوم کا القا ہونا وہ کون سے علوم تھے جو مولانا پر القا ہوئے پیارے ذرا سنجیدگی سے غور فرمائیے۔ مزید سنیے:

حضور ﷺ امداداللہ کے پیر کی صورت میں قبر سے باہر نکلے

مدینہ منورہ میں ایک دفعہ مسجد نبوی کے اس مقام سے جسے ریاض الجنتہ جنت کہتے ہیں سرور کائنات ﷺ کے مزار اقدس کے متصل مسجد نبوی میں اس جگہ واقع ہے جسے گویا آنحضرت ﷺ کا سرہانہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ صحیح حدیثوں میں اسکو جنت کے باغوں میں ایک باغ فرمایا گیا ہے بہرحال اسی رَوْضَة" مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّة۔ کے بارے میں حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ میں مراقب تھا مراقبہ میں ان پر منکشف ہوا کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مقدس سے بصورت میاں جیو (یعنی حاجی امداداللہ کے مرشد) نکلے اور عمامہ لپٹا ہوا اور تر یعنی بھیگا ہوا اپنے دست مبارک میں لیے ہوئے تھے میرے سر پر غایت شفقت سے رکھ دیا اور کچھ نہ فرمایا اور واپس تشریف لے گئے۔ (سوانح قاسمی جلد اوّل صفحہ ۸۵، ۸۶)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کیا یہ شان رسالتِ مآب ﷺ میں سخت توہین اور بے ادبی نہیں؟

زبان سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل بنایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو نے

مولانا قاسم فرشتہ تھا

میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان کا (مولانا قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند) دیکھا وہ شخص ایک مقرب فرشتہ تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا تھا۔ (حکایات اولیاء، صفحہ ۲۲، سوانح قاسمی، جلد اوّل صفحہ ۱۳۰)

گنگوہی، انسانی روپ میں فرشتہ تھا

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب انسانی شکل میں ایک فرشتہ تھے۔ (تذکرۃ الخلیل صفحہ ۶۰)

مولوی اسحاق انسانی صورت میں فرشتہ تھے

مولانا اسحاق صاحب کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا ہے۔ تاکہ لوگ ان سے مل کر فرشتوں کی قدر کریں۔ (حکایات اولیاء، صفحہ ۶۳، حکایت ۵۴)

میاں نور محمد سراپا نور ہی نور تھے

فرمایا میاں جی نور محمد صاحب حسین و نازک اور سراپا نور ہی نور تھے۔ چھوٹے قد کے تھے۔ (قصص الاکابر صفحہ ۴۰)

میاں خلیل احمد بھی نور

میاں خلیل احمد تو نور ہی نور ہیں ان میں نور کے سوا کچھ نہیں۔ (تذکرۃ الخلیل صفحہ ۳۵۹)

بڑے افسوس کی بات ہے۔ سمجھ نہیں آتی ہمارے ان دوستوں کو کیا ہو گیا ہے سوجھ بوجھ کہاں چلی گئی افسوس صد افسوس، ہمارے ان بھائیوں کے نزدیک ان کے اپنے اکابرین تو مقرب فرشتے اور نور ہی نور ہیں، مگر آقائے دو عالم، تاجدارِ عرب و عجم، حبیب رب العالمین ﷺ جن کے دم قدم سے یہ تمام بہاریں قائم و دائم ہیں۔ جن کے نور مبارک کو رب تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ ۱۵)

ترجمہ: بے شک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنز الایمان)

حدیث میں بھی موجود ہے خود اشرف علی تھانوی اپنی تصنیف نشر الطیب فی الذکر النبی میں صفحہ ۶ پر فرماتے ہیں

''حضرت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھ کو خبر دیجئے۔ کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی، آپ نے فرمایا۔ اے جابر سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ آگے پھر اسی کتاب کے صفحہ ۸، ۹ پر مولانا صاحب حضرت امام زین العابدینؓ سے ایک روات لکھ رہے ہیں۔ وہ اپنے والد حضرت امام حسینؓ اور وہ اپنے والد بزرگوار حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا مشکل کشاؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے کے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھا۔ اس تصنیف کے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں ''عبدالمطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول ﷺ کا نور ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔

دوستو! ذرا غور فرمائیے کہ قرآن پاک اور احادیث میں قطعی ثبوت ہونے کے باوجود بھی یہ میرے بھائی حضور نبی کریم ﷺ کی نورانیت میں شک وشبہ کریں تو کیوں؟ یہاں ایک اور بات قابلِ غور ہے کہ مولانا تھانوی وہ احادیث اپنے قلم سے لکھ رہے ہیں جب سے حضور ﷺ کا نور ہونا واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے لیکن ماہنامہ تعلیم القرآن بابت مارچ ۱۹۵۹ کے صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں ''حضور نوری نہیں تھے، نوری ملائکہ ہیں۔ حضور ﷺ خاکی تھے''۔

حضرات! یہ لوگ اپنے اکابرین کے متعلق جو عقیدہ رکھتے ہیں وہ تو آپ کے مطالعہ سے گزر چکا ہے کہ کوئی فرشتہ ہے تو کوئی مقرب فرشتہ کوئی نور علیٰ نور یعنی سراپا نور۔ لیکن آقائے دو عالم، نورِ مجسم، تاجدارِ عرب وعجم، سرورِ سینہ، آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کے نگینہ، محبوبِ خدا، حبیبِ کبریا احمدِ مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ حضور نور نہیں، خاکی تھے۔

اسمٰعیل دہلوی اپنی تصنیف ''تقویۃ الایمان'' میں صفحہ ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ اولیاء انبیاء وامام زادہ پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔

دیکھا پیارے! یہ ہے میرے ان دوستوں کا عقیدہ یہ سراسر انبیاء علیہم السلام اور حضور نبی کریم ﷺ، بزرگانِ دین، شہداء اور اللہ کے مقرب بندے جن میں تمام ہی اللہ کے نیک بزرگ بندے آجاتے ہیں سب کی سخت توہین اور بے ادبی ہے اگر کوئی شخص اپنے آقا کو، یا کسی بزرگ یعنی باپ، دادا کو اوبڑے بھائی کہہ کر پکارے تو کیا وہ گستاخ نہ ہو گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس کو ان حضرات نے کیا سمجھا ہے کیا جانا ہے؟ میرے آقا کی شان صحابہ کرام سے پوچھئے، ان کے حالات زندگی کا مطالعہ کیجئے ان کے قلب ونظر بلکہ ہر ہر عضو میں آپ کی کیا تاثیر، کیا ادب واحترام کیا

نہ ہے نہ ہوسکتی ہے۔(خدام الدین ۲۶ اپریل ۱۹۶۸)

غالب اور نعتِ مصطفیٰ ﷺ

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشیتم کہ آں ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

ترجمہ: غالب! ہم نے تو آقا علیہ السلام کی نعت اللہ پر چھوڑ دی ہے کیونکہ وہی ذات کما حقہ، اپنے محبوب کی شان کو جانتی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حبیب اللہ بنا کے بھیجے گئے۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ منبع مطلق، بے مثل و بے مثال اور عدیم النظیر ذاتِ اقدس ہے۔ اسی طرح اللہ کے محبوب ﷺ کو بھی اللہ کی ذات نے اپنے بعد عدیم النظیر، بے مثل اور بے مثال بنایا ہے پوری مخلوق میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں۔ اللہ تعالیٰ بے مثل خالق اور محبوب بے مثل مخلوق۔ اللہ خالق ہونے میں بے مثال، محبوب مالک ہونے میں بے مثال، وہ ربوبیت میں بے مثال یہ محبوبیت میں بے مثال، اللہ دینے میں بے مثال اور محبوب دلوانے میں بے مثال وہ فرش سے بلانے میں بے مثال یہ عرش پر جانے میں بے مثال، وہ محبّ بے مثال یہ حبیب بے مثال، وہ خدائی میں بے مثال یہ مصطفائی میں بے مثال ہیں۔

رسالہ خدام الدین ۱۷ جولائی ۱۹۶۴ کا ایک اور اقتباس پڑھیئے۔''کوئی غیر نبی، کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا''

اب قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کی تحریر بھی پڑھیئے:

''انبیاء اپنی اُمت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں''۔(تحذیر الناس صفحہ ۹)

اب المہند علی المفند کی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: کیا تم اس کے قائل ہو کہ جنابِ رسول ﷺ کو بس ہم پر ایسی فضیلت ہے۔ جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ اور کیا تم میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے؟

جواب: ہم میں سے اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے۔ اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا۔ اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے واہیات خرافات کا ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر بہتان باندھے وہ بے اصل ہے۔(المہند علی المفند صفحہ ۳۶)

اپنے بزرگوں کے عقائد کا انکار

شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوفخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔(براہین قاطعہ صفحہ۵۱)

سوال: کیا تمہاری یہ رائے ہے۔ کہ ملعون شیطان کا علم سیّدالکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے؟ اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم حکم واسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمام مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے۔ کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلیٰ ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔(المہند علی المفند ،صفحہ ۳۶ ،انیسواں سوال و جواب)

واہ بھئی واہ کمال ہے

یہ تو وہ بات ہوئی جیسے کہاوت ہے کہ ''چوری اور سینہ زوری'' ماریں بھی اور رونے بھی نہ دیں۔ میرے دوست ذرا سنجیدگی سے، محبت سے، تعصب سے ذرا دور ہٹ کر فرمائیں کہ کیا یہ خرافات اور بہتان ہیں یا حقیقت؟

صاحب تقویۃ الایمان نے صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ ''اولیاء، انبیاء، امام زادہ، پیرو شہید اور جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے''

دیکھا پیارے! یہ ہے میرے ان دوستوں کا عقیدہ، یہ سراسر انبیاء علیہم السلام اور حضور نبی کریم رَؤف الرّحیم ﷺ اور بزرگان عظام، شہداء اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں کی توہین نہیں تو کیا ہے؟

استغفر اللہ ثُمَّ استغفر اللہ

آپ انصاف کی نظر سے دیکھ کر خود فرمایئے اور بتایئے کہ اسے کیا کہیں گے۔ کیا اسماعیل دہلوی صاحب نے ان تمام مذکورہ ہستیوں پر خرافات اور بہتان لگایا ہے کہ نہیں، حالانکہ انبیاء کرام افضل ترین مخلوق ہیں اب اس طرح الفاظ کے ہیر پھیر اور پردہ ڈالنے سے کیا حاصل؟

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے　　خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

ایک اور دِلسوز حقیقت کا بیان

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کی علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۵۲)

ناظرین وقارئین حضرات! گروہ بندی اور فرقہ بندی سے بالاتر ہو کر فیصلہ کیجئے اور قسم ہے آپ کو جلال رب جلیل کی (جس کے رعب وجلال سے دل لرز جاتے ہیں) کہ فیصلہ کرنے میں بالکل طرف داری نہ کیجئے گا۔ بتائیے کہ المہند کے فتویٰ کے موجب براہین قاطعہ کے دونوں حوالوں اور تقویۃ الایمان کے حوالہ کی رو سے دائرہ ایمان سے خارج کون ہوا، جو سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا کہتا یا فیصلہ دینے میں پاسداری کرتا ہے وہ منصف مزاج تو ہرگز نہیں کہلا سکتا لہٰذا بارگاہ رب العزت میں جوابدہ ہوگا۔ فیصلہ مبنی برحقیقت ہونا چاہیے۔

آپ کو دوسرے بشر پر قیاس کرنا کفر ہے

آپ کی تنقیص کر کے دوسرے بشر پر آپ کو قیاس کرنا کفر یا بدعت ہے۔ (نشر الطیب صفحہ ۲۶۹)

مولانا گنگوہی کا فتویٰ کفر

صاحب الشہاب الثاقب، مولانا گنگوہی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ کے نزدیک ''جو الفاظ موہوم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگر چہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

دوستو! بغیر صحیح عقیدہ کے بارگاہ رب اکبر میں کوئی بھی عبادت قابل قبول نہیں۔ ایمان کا دوسرا نام عقیدہ ہے، تقویۃ الایمان دیوبندی اور اہل حدیث حضرات کے عقائد میں اہم ترین کتاب تصور کی جاتی ہے۔ دہلوی صاحب فرماتے ہیں ''جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے ہی حکم لائے کہ اللہ کو مانے اور اس اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے'' اس عبارت کی رو سے قرآن مجید کی ضرورت کا انکار ہے۔ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک، انبیاء کرام، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا نام تک نہیں لیا گیا۔ یہ کس قسم کا ایمان ہے اور کس قسم کی توحید ہے۔ ''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۱۶، ۱۷ کی مندرجہ بالا عبارت سے رسالت کی اہمیت کم کرنے کی بو تو نہیں آتی اگر ایسا ہے تو کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں فیصلہ خود فرمائیے۔

ناراض نہ ہونا فقیر کا مقصد کسی بھائی کی دل آزاری نہیں، بلکہ میری تو دلی دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب حضور نبی کریم، رؤف الرحیم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں اور تمام مسلمانوں کو صحیح طور پر دین اسلام کو سمجھنے اور عمل

کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔آمین

آیئے اس کتاب ''تقویۃ الایمان'' کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں ''ہر مخلوق میں، چھوٹا ہو یا بڑا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے''۔(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۵)

پیارے یہاں عقل بھی حیران ہے کہ کیا کہا جائے صاحب تقویۃ الایمان اس قسم کے گرے ہوئے الفاظ لکھ کر کیا حاصل کرنا چاہتا ہے اور کون سے دین کی خدمت بجالا نا چاہتا ہے۔

دوستو! غور کرو کہ مخلوق میں چھوٹے بڑے سبھی آ جاتے ہیں۔انبیاء کرام، اولیاء عظام اور آقائے دو عالم ﷺ بھی، آخر یہ گستاخی، یہ بے ادبی کیوں اور کس لیے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنٰفقون ۸)

ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (المنٰفقون ۸)

ترجمہ: مگر منافقوں کو خبر نہیں۔(کنز الایمان)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (البقرۃ ۸)

ترجمہ: اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔(کنز الایمان)

دوستو! اب بتاؤ کہ دہلوی صاحب کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا اور کسی کے ماننے کی ضرورت نہیں لیکن قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے کہ کچھ لوگ اللہ کو مانتے ہیں یوم جزا پر بھی ایمان رکھتے ہیں لیکن وہ ابھی بھی مومن اور مسلمان نہیں۔ صاحب تقویۃ الایمان کا انبیاء و اولیاء کو چمار سے ذلیل تصور کرنا کس امر کی غمازی کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دے اور صحیح سوچ عطا فرمائے۔رب تعالیٰ تو حضور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھے۔ملائکہ بھی یہ فریضہ سرانجام دیں اور مومنین کو بھی اس کا حکم ہو۔

۵۵ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب ۵۶)

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ تو عزت دیتے وقت اپنے محبوب کو اپنے ساتھ رکھے اولیاء کو ساتھ رکھے، اپنے محبوب پر درود وسلام بھیجے اور یہ صاحب چمار سے بھی ذلیل بتائیں، آپ ہی بتائیں کہ اللہ کا حکم مانیں یا اس جیسے شخص کی بات پر کان دھریں۔

تقویۃ الایمان کا ایک اور ظلم

سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۶۸)

توبہ نعوذ باللہ۔ یہاں صاحب تقویۃ الایمان تمام انبیاء، اولیاء کو ذرۂ ناچیز سے کم تر کہہ رہے ہیں۔ پیارے! غور فرمائیے کہ ذرہ ناچیز کیا ہوتا ہے اور پھر اس سے بھی کمتر کہنا۔ کیا یہ بے ادبی اور گستاخی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

رسولِ خدا کی گستاخی کا ایک اور انداز

''کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۱)

اے برادر! سمجھ نہیں آتی کہ ان بھائیوں کو کیا ہو گیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ علی الاعلان حضور کے اختیارات کو بیان فرماتا ہے ارشاد باری ہے:

قَدْنَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ط (البقرۃ ۱۴۴)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو! جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول

تفسیر روح البیان و تفسیر کبیر میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے فرمایا تھا، میری خوشی ہے کہ کعبہ ہمارا قبلہ ہو، جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ میں تو بندہ ہوں اور آپ رب کے محبوب۔ آپ دعا فرمائیں۔ یہ کہہ کر آسمان پر گئے۔ حضور علیہ السلام وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ تب اس آیت کا نزول ہوا۔

یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال ساڑھے پانچ ماہ کے بعد پندرھویں رجب پیر کے دن ہوا۔ آپ ﷺ مسجد بنی سلمہ میں نماز پڑھا رہے تھے۔ دو رکعت بیت المقدس کی طرف ہو چکی تھیں کی عین نماز کی حالت میں جبرائیل علیہ السلام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام بصورت آیت بالا لیکر حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ فوراً بمعہ صحابہ جانب کعبہ پھر گئے۔ یہ نماز، نماز قبلتین اور مسجد، مسجد قبلتین کہلائی۔ یہ مسجد اب تک موجود ہے اور یہی اس کا نام

ہےاس میں جنوباً شمالاً دومحرابیں ہیں۔اب آپ بتائیے۔

کیاحضور نبی کریم، رؤف الرحیم ﷺ کے چاہنے سے کچھ ہوایانہیں۔اس حقیقت سے کیسے انکار کر سکتے ہو کہ رضائے مصطفیٰ ﷺ ہی میں رضائے خدا ہے۔لیکن انکار کرنے والوں پرسوائے صد افسوس کیا کر سکتے ہیں۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

ذرا سوچئے پیارے! جس کے درکی دربانی جبرائیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کریں جس کے وسیلہ جلیلہ سے تمام انبیاء ورسل کو نبوت ورسالت عطا ہوئی۔جن کے صدقہ سے کائنات معرض وجود میں آئی، جن وانس بنے، نباتات، جمادات، حیوانات بنے، بحرو بر شجر وحجر، مدوجزر اور شمس وقمر بنے۔الغرض حدیث قدسی کے مطابق۔اے حبیب ﷺ! اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو یقیناً کائنات کی کوئی چیز نہ پیدا کرتا'' یعنی سمندر میں مدوجزر نہ ہوتے پانی میں روانی نہ ہوتی، سدرہ کی بلندی نہ ہوتی، جن وانس نہ ہوتے انبیاء واولیاء نہ ہوتے غرضیکہ کچھ بھی نہ ہوتا۔

جس محبوب کورب کائنات یاایھاالمزمل، یاایھاالمدثر، یٰس، طٰہ، جیسے پیارے القاب سےنوازے اس ذات ستودہ صفات کوصاحب تقویۃ الایمان ذرۂ ناچیز سے کمتر، بےاختیار، چمار سے زیادہ ذلیل سمجھنے اور لکھنے کی جسارت کرے تو کیا یہ توہین، بےادبی گستاخی نہیں تو کیا ہے؟۔اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب سرکار دوعالم ﷺ کے متعلق فرمائے کہ ان کی بارگاہ میں اپنی آوازکوان کی آواز سے اونچا نہ کرو۔اگرتم نے یہ غلطی اور بےادبی کاارتکاب کرلیا توتمہیں اسکی سخت سزادی جائیگی تمہاری نماز، تمہاری تلاوت، تمہاراروزہ، تمہاراحج، تمہاری زکوٰۃ غرضیکہ تمام اعمال ضبط کر لیے جائیں گے اورتمہیں اس کی خبر تک نہ ہوگی۔یہ ہے محبوب کی شان اوراس بارگاہ کے آداب جن کے بارے میں عشاق فرماتے ہیں۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنیدؒ بایزیدؒ ایں جا

ترجمہ: آسمان کے نیچے حضور پاک ﷺ کی ایسی بارگاہ ہے جوکہ انتہائی ادب کی حامل اورعرش سے بھی نازک ہے۔اس جگہ جنید بغدادی اور بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی ہستیاں اونچی سانس نہیں لیتیں۔

تعظیم مصطفیٰ ﷺ

مولانا اشرف علی تھانوی نشر الطیب میں اور مولانا زاہد الحسینی رحمتِ کائنات کے صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں کہ''حضور ﷺ کی محبت کے ساتھ ادب بھی ضروری ہے۔آپ کے نام کی، کلام کی، مقام کی، احکام کی تعظیم واجب ہے فرض ہے''۔

نے غیب دانی دے دی ہو کہ جس کے دل کا احوال جب چاہیں معلوم کر لیں یا جس غائب کا احوال جب چاہیں معلوم کر لیں کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا۔ کس شہر میں ہے یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کر لیں کہ فلاں کے ہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا یا اس لڑائی میں فتح پائے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۵)

مشکوٰۃ کے باب رویۃ اللہ عز وجل میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ جو کوئی خبر دے تجھ کو کہ حضرت پیغمبر خدا جانتے تھے۔ وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے مذکور کی ہیں سو بیشک بڑا طوفان باندھا یعنی وہ پانچ باتیں کہ سورۃ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۶)

دوستو! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ پہلے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے فرمایا کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے، یکساں بے خبر اور ناداں ہیں پھر دوسری عبارت میں مزید زور دینے کے لیے دوسرا فرمان جاری کیا کہ سوائے خدا کے کوئی بھی مندرجہ بالا پانچ چیزوں کے بارے میں نہیں جان سکتا۔

جب ان حوالہ جات سے ان حضرات کے خیال میں قرآن پاک اور مشکوٰۃ شریف سے علم غیب کی نفی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تو انبیاء و اولیاء کو مدنظر رکھا گیا تھا اب چاہیے تو یہ تھا کہ چونکہ ''بقول علماء دیوبند'' یہ علم خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں معلوم تو ہر ایک شخص پر یہ قانون لاگو ہوتا۔ یہی علم اگر انبیاء و اولیاء کے لیے مانا جائے تو ان کے نزدیک شرک ہو جاتا ہے اور قرآن و حدیث سے یہ شرک ثابت کرنے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے مگر جب یہی علم انبیاء و اولیاء کی بجائے علمائے دیوبند کے لیے ہو تو ان کا کشف، کرامت اور مناقب میں لکھا جائے اور قرآن و حدیث سے حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے یہ ہے انصاف؟ یہ ہے علم؟

آخر یہ دوہرا معیار اپنانے کے پس پشت کیا ہے یہ انبیاء و اولیاء کی مخالفت کر کے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اُمت مسلمہ میں یہ تفرقہ ڈالنا اور اپنی مرضی کے نتائج اخذ کرنا کس کو فائدہ پہنچانے کے لیے کیا گیا۔ دوستو! غور کرو اُمت مسلمہ میں اس تفرقہ سے ''کفر'' خوش ہوگا اور اُمت مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا۔ خدارا سوچو اور انبیاء و اولیاء کا دامن پکڑو۔

حاجی امداد اللہ عالم گر تھے

ایک شخص نے راس الاذکیا مولانا قاسم صاحب نانوتوی سے پوچھا کہ حضرت مخدوم عالم حاجی امداد اللہ صاحب

عالم بھی ہیں؟ اس کے جواب میں فرمایا کہ عالم ہونا کیا معنی اللہ نے ان کی ذات پاک کو عالم گر فرمایا ہے۔

(امداد المشتاق، صفحہ ۱۰)

حاجی امداد اللہ رحمتہ اللعالمین

(استغفر اللہ ثم استغفر اللہ) مولانا رشید احمد گنگوہی، حاجی صاحب کی نسبت بار بار رحمتہ للعلمین فرماتے تھے۔

دوستو! ذرا غور فرمائیں کہ مولوی رشید احمد اپنے پیرومرشد کو رحمتہ للعلمین لکھتے اور بولتے ہیں کیا یہ شان رسالت میں بے ادبی نہیں کیوں کہ رب تعالیٰ نے یہ لقب خاص اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے مخصوص کیا ہے۔ اور کسی کے لیے نہیں۔ دیوبندی مکتب فکر کے شیخ الاسلام اس بارے میں مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶ پر فرماتے ہیں کہ ''بزرگوں کے لیے القاب و آداب وہی لکھے جاویں جو ان کی حالت کے مطابق اور حدود شریعت کے اندر ہوں نہ یہ کہ ایسے الفاظ لکھے جائیں جو بجائے ان کے انبیاء علیہم السلام کے احوال کے مطابق ہوں اولیائے کرام کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس لیے انبیاء کے کسی وصف میں اولیاء کرام کو برابری حاصل نہیں۔ پس مرید کے لیے زیبا نہیں کہ ایسے الفاظ لکھے یا زبان سے نکالے جو انبیاء کے لیے مخصوص ہوں۔ اب بتایئے یہاں کیا کہیں، اللہ تعالیٰ ہی صحیح سوچ عطا فرمائے۔ (آمین)

حاجی امداد اللہ، علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وقت تھے

میرے نزدیک حضرت حاجی صاحب (حاجی امداد اللہ) علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وقت تھے اور حق انکا تابع۔

(حکایات اولیاء، صفحہ ۳۷۷ حکایت ۴۳۸)

حضرات! یہاں ذرا ذہن پر زور دے کر سمجھنے کی کوشش کیجئے گا کہ ''حق ان کا تابع'' سے کیا مراد ہے حق سے مراد اللہ تعالیٰ یعنی وحدہ لاشریک کی ذات ہے یا کچھ اور عقیدہ ہے بات کو گول مول کر نا بات کو کہاں سے کہاں لے جائے گا۔

دوستو! ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی بشر نہیں ہو سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام کو یہ شرف کوہ طور پر حاصل ہوا اور آپ کلیم اللہ کہلوائے یا نبی اکرم ﷺ عرش اعظم پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے۔

حق تعالیٰ سے گستاخانہ کلام

خاں صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت جناب مولوی محمد یعقوب صاحب مدرسہ میں اپنی درسگاہ میں پریشان اور خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور چند دوسرے اشخاص بھی اس وقت پہنچ گئے مولانا نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اف! رات مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی میں نے حق تعالیٰ سے کچھ عرض کیا حضور نے کچھ جواب ارشاد فرمایا میں نے پھر کچھ عرض کیا اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ بس چپ رہو۔ بکومت، اسی گستاخی، یہ سنکر میں خاموش ہوگیا اور بہت کچھ استغفار اور معذرت کی بالآخر میرا قصور معاف ہوگیا اس کے بعد آسمان سے ایک پیڑھا یا کھٹولا (یہ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کیا فرمایا تھا) اترا جس کی پٹیاں، سیروے، پاوے سب الگ الگ تھے۔ (حکایات اولیاء، صفحہ ۳۸۸، حکایت ۳۴۸)

قارئین کرام! ذرا غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی اور وہ بھی گستاخانہ لہجے میں، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور تحفہ عنایت ہونا یعنی پیڑھا یا کھٹولا (یہ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کیا فرمایا تھا) اترنا۔ جس کی پٹیاں، سیروے، پاوے سب الگ الگ تھے۔ (حکایات اولیاء صفحہ ۳۸۸، حکایت ۳۴۸)

قارئین کرام ذرا غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی اور وہ بھی گستاخانہ لہجے میں، پھر اللہ تعالیٰ سے معافی اور تحفہ عنایت ہونا یعنی پیڑھا یا کھٹولا اترنا۔ واہ مولانا! قربان جائیں ایسے کشف اور کرامات کے۔

نواب مصطفیٰ خان اور طوائف کا عشق

خاں صاحب نے فرمایا نواب مصطفیٰ خاں، حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کے خلیفہ اوّل ہیں نواب صاحب کا عہدِ شباب ایسا ہی تھا جیسا کہ عموماً نوجوانوں اور امراء کا ہوتا ہے۔ طوائف سے اختلاط رکھتے۔ خصوصاً ایک طوائف ''رجو'' کے ساتھ گہرا تعلق تھا اور وہ تعلق اس وجہ سے اور بھی بڑھ گیا تھا کہ نوابِ لوہارو والئی ملک تھے ''رجو'' پر عاشق ہو گئے اور اس سے شب باشی کی درخواست کی۔ رجو نے صاف انکار کر دیا۔ انہوں نے صرف ایک قیام شبی کے لیے سوالاکھ روپیہ دینا منظور کیا۔ مگر رجو نے نہ مانی دوسری طوائف اور اس کی دلالہ نے اسے ہر چند سمجھایا اور کہا کہ تیرا نام ہو جائے گا کہ فلاں والئی ملک نے تجھے سوالاکھ روپیہ میں ایک شب کے لئے بلایا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ سے بڑھ چڑھ کر طوائفیں اور بھی ہیں مگر پھر بھی یہ والئی ملک سوالاکھ مجھے ہی کیوں دیتا ہے یہ درحقیقت مجھے نہیں دیتا بلکہ نواب مصطفیٰ خاں صاحب کی عزت کو دیتا ہے اور اس کی عزت میرے نزدیک سوالاکھ سے کہیں زیادہ ہے اس پر نواب صاحب کو ''رجو'' کا عشق اور بھی بڑھ گیا جب وہ مری تو نواب صاحب کے بازو پر اس کا سر تھا۔ نواب صاحب پر اس کا بے انتہا صدمہ پڑا جس سے وہ دیوانہ وار

سر و پا برہنہ گلی کوچوں میں پھرتے تھے۔(حکایات اولیا،صفحہ ۳۴۶،۳۴۵،حکایت ۳۹۳)

برادرم!فقیر کا اس واقعہ کے اظہار سے یہ بالکل مطلب نہیں کہ کسی کی عیب جوئی کی جائے۔بات جو سامنے لانی ہے وہ یہ ہے کہ نواب صاحب،شاہ عبدالغنی کے خلیفہ اوّل تھے۔کیا شاہ صاحب کے نزدیک خلافت کا معیار دولت تھی یا تقویٰ؟ کیا یہی تصوف ہے؟ اسی کو معرفت اور طریقت کہتے ہیں کیا تزکیہء نفس کی یہی تعلیم اور طریقہ ہے؟ افسوس صد افسوس

حاجی امداداللہ سے عقیدت

ہم تو حضرت صاحب کو ایسا سمجھتے ہیں کہ کوئی اگر یوں کہے کہ حضرت حاجی صاحب کی پیدائش سے پہلے اور آسمان زمین تھے خدا تعالیٰ نے حاجی صاحب کی خاطر سے نیا آسمان اور نئی زمین پیدا فرمادی تو ہم تو اس کا بھی یقین کر لیں۔ہم تو حاجی صاحب کو ایسا سمجھتے ہیں۔اللہ اکبر،بڑی دور کی بات کہی۔(قصص الاکابر جلد اول صفحہ ۷۰)

حاجی امداداللہ کے لیے رب المشرقین ورب المغربین کا لقب

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کے پاس ایک خط آیا جس میں حضرت کو لکھا تھا ''رب المشرقین و رب المغربین'' کسی شخص سے وہ خط پڑھا نہیں گیا۔مارے ہنسی کے برا حال ہوا جاتا تھا لیکن حضرت ایسے متین تھے کہ ذرا ہنسی نہیں آئی۔(قصص الاکابر جلد اول صفحہ ۷۳)

حاجی امداداللہ علم کا سمندر تھے

حضرت حاجی صاحب کا علم ایک سمندر تھا کہ جو موجیں مار رہا تھا حالانکہ آپ ظاہری عالم نہ تھے حق تعالیٰ نے آپ کو اس سے بھی علیحدہ رکھا تھا۔(قصص الاکابر جلد اول صفحہ ۷۴،۷۵)

ان ہی علم کے سمندر کا فرمان ہے کہ ''میں قیام وسلام میں لذت محسوس کرتا ہوں'' (فیصلہ ہفت مسئلہ/کلیات امدادیہ)

نجانے ان کے اس فرمان پر عمل نہ کرنے میں کوئی شیطانی مصلحت ہے یا ہٹ دھرمی رکاوٹ بن رہی ہے۔

پیارے!مقام غور ہے،کہا کچھ جارہا ہے،سمجھا کچھ اور جارہا ہے اور عمل کرنے کے لیے کوئی اور معیار پیش نظر ہوتا ہے ذیل کی اس عبارت کو پڑھنے سے شاید کچھ سمجھ آجائے۔

حضرت مولانا گنگوہی کی بابت لوگ کہتے تھے کی یہ پیر کے خلاف (حاجی صاحب کے) کرتے ہیں۔ان

کے معتقد نہیں ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ دیوانے ہوئے ہیں ہم نے جس مقصود کے لیے حضرت حاجی صاحب کا دامن پکڑا ہے اس کی تو ان کو ہوا بھی نہیں لگی۔ حضرت جس فن کے امام ہیں اس میں ہم ان کے مقلد ہیں باقی ان فریعات میں ہم امام ہیں۔ حضرت حاجی صاحب کو چاہیے کہ ہم سے پوچھ پوچھ کر عمل کیا کریں۔ حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ حضرت حاجی صاحب اور حضرت حافظ ضامین صاحب ہم سے مسئلے پوچھ کر عمل کیا کرتے تھے۔ اب ہم حضرت حاجی صاحب کا فقہی مسائل میں کیسے اتباع کرلیں۔ یہاں تو حضرت ہمارا اتباع کریں۔

(قصص الاکابر، جلد اوّل صفحہ ۶۸، ۶۹)

اے برادر! غور طلب بات یہ ہے کہ ایک طرف تو حاجی صاحب کو رحمۃ اللعالمین کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ رب المشرقین ورب المغربین کہا جاتا ہے۔ عالم گر اور علم کا سمندر بتایا جاتا ہے بلکہ یہاں تک عقیدت مندی دکھائی جاتی ہے کہ اگر کوئی یوں کہے کہ حاجی صاحب کی پیدائش سے پہلے اور آسمان وزمین تھے اور آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے نیا آسمان وزمین بنائی ہے تو اس کا بھی یقین کرلیں گے۔

دوسری طرف حاجی صاحب کو یہ سبق پڑھایا جارہا ہے کہ مریدوں کی اتباع کریں کیا اسی کا نام فنافی الشیخ ہے کیا آپ نے بیعت کے یہی معنی سمجھے ہیں۔ حافظ شیرازی نے فرمایا:

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید   کہ سالک بے خبر نبود زِرسم و راہ منزلہا

ترجمہ: اگر پیر مغاں حکم دے کہ اپنا جائے نماز شراب سے رنگ لے تو فوراً اس پر عمل کر کیونکہ سالک اس پر عمل کر کے ہی منزل کے رسم وراہ سے واقف ہو سکے گا۔

نبی پاک ﷺ قاصد ہیں (استغفر اللہ)

سو اللہ تعالیٰ نے محمد کو اپنا قاصد بنا کر اور فرمان دے کر لوگوں کے واسطے بھیجا (تذکیر الاخوان صفحہ ۱۰)

مردوں کے سننے کے متعلق تضاد:

۱۔ حنفی مذہب کی معتبر کتابوں میں قطعی فیصلہ موجود ہے کہ مردے نہیں سنتے۔ (درس توحید صفحہ ۱۰)

اب مندرجہ بالا عبارت کا بالکل الٹ انہی کی تصنیف سے ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

۲۔ اس ظاہری موت پر بھی انسان میں زندگی باقی رہتی ہے اس لئے میت کا سننا، بولنا، جواب دینا، دیکھنا، پہچاننا سب ثابت ہے۔ (رحمت کائنات صفحہ ۸۹)

رحمت کائنات کے مصنف نے مندرجہ بالا عبارت کی تصدیق میں اس کتاب کے صفحات ۹۰، ۹۱، ۹۲ پر یوں رقمطراز ہیں:

زید بنؓ خارجہ صحابی کا بعد از وصال گفتگو فرمانا

یہ صحابی حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں فوت ہوئے اور کافی دیر کے بعد کفن منہ سے ہٹا کر باتیں کرتے رہے۔
حضرت علامہ انور شاہ صاحب نے اپنی کتاب ''اکفار الملحدین'' کے صفحہ ۲ پر اس کو بیان فرمایا ہے اور اس کی تفصیل سعودی عرب کے محقق مورخ احمد بن عبدالحمید عباسی نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ منورہ ''عمدۃ الاخبار'' میں یوں بیان فرمائی ہے ''ترجمہ ملاحظہ فرمائیں'' نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ جب زید بن خارجہ کی وفات ہوئی تو حضرت عثمانؓ کی تشریف آوری کا انتظار تھا کہ حضرت زیدؓ نے دو دفع اپنے چہرہ سے کفن کا کپڑا دور کر کے دو دفعہ السلام علیکم کہا اور وہ کہتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا تو میں نے تعجب سے سبحان اللہ کہا زیدؓ بولے تم سب خاموش ہو کر ادھر کان لگاؤ، محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ (رحمت کائنات صفحہ ۹۰،۹۱)

گنگوہی صاحب کا جوش

خاں صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہیؒ جوش میں تھے اور تصورِ شیخ کا مسئلہ درپیش تھا فرمایا کہہ دوں عرض کیا گیا فرمایئے تو فرمایا کہ تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا اور پھر جوش آیا فرمایا کہہ دوں۔ عرض کیا گیا کہ حضرت ضرور فرمایئے۔ فرمایا کہ اتنے سال حضرت محمد ﷺ میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات آپ سے پوچھے بغیر نہیں کی، یہ کہہ کر اور جوش ہوا فرمایا کہ اور کہہ دوں۔ عرض کیا گیا کہ فرمایئے مگر خاموش ہو گئے، لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا کہ بس رہنے دو۔ (حکایات اولیا، صفحہ ۲۶۵، حکایت ۳۰۶)

ایصال کردہ ثواب مردہ کو پہنچتا ہے

بشار بن عالب بحرانی کہتے ہیں کہ میں حضرت رابعہ بصریؒ کے لیے کثرت سے دُعا کیا کرتا تھا میں نے ایک مرتبہ ان کو خواب میں دیکھا وہ کہتی ہیں کہ بشار تمہارے تحفے ہمارے پاس نور کے خوانوں میں رکھے ہوئے پہنچتے ہیں۔ جن پر ریشم کے غلاف ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی جو دُعا مردہ کے حق میں قبول ہو جاتی ہے تو وہ دُعا نور کے خوان پر ریشم کے غلاف سے ڈھکی ہوئی میت کے پاس پیش ہوتی ہے کہ یہ فلاں شخص نے تمہارے پاس ہدیہ بھیجا ہے۔۔۔۔ آئندہ حدیث کے ذیل میں بھی اسی قسم کے کئی واقعات آ رہے ہیں۔ امام نووی نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ صدقہ کا ثواب میّت کو پہنچنے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہی مذہب حق ہے اور بعض لوگوں نے جو یہ لکھ دیا کہ میّت کو اس کے مرنے کے بعد ثواب نہیں پہنچتا، یہ قطعاً باطل ہے اور کھلی ہوئی خطا ہے۔ یہ قرآن پاک کے خلاف ہے۔ یہ حضور ﷺ کی احادیث کے خلاف ہے۔ یہ اجماعِ اُمت کے خلاف

ہے، اس لیے یہ قول ہرگز قابل التفات نہیں، شیخ تقی الدین فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ آدمی کو صرف اپنے ہی کئے کا ثواب ملتا ہے وہ اجماع اُمت کے خلاف کر رہا ہے، اس لئے کہ اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ آدمی کو دوسروں کی دُعا سے فائدہ پہنچتا ہے یہ دوسرے کے عمل سے نفع ہوا نیز حضور اقدس ﷺ میدان حشر میں شفاعت فرمائیں گے، نیز دوسرے انبیاءِ وصلحاءِ سفارش فرمائیں گے یہ سب دوسروں کے عمل سے فائدہ ہوا، نیز فرشتے مومنوں کے لیے دعا اور استغفار کرتے ہیں (جیسا کہ سورۃ مومن کے پہلے رکوع میں ہے) یہ دوسرے کے عمل سے فائدہ ہوا۔۔۔(نیز حج بدل کرنے سے میت کے ذمے سے حج فرض ادا ہو جاتا ہے یہ دوسروں کے عمل سے نفع ہوا)۔(فضائل صدقات صفحہ ۹۴،۹۵)

یہ ہے پیر کی محبت اور اتباع۔ مولانا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روم　　تا غلامِ شمسِ تبریزیؒ نشد

کاش گنگوہی صاحب کو یہ شعر سمجھ آجاتا اور اس پر عمل کر سکتے

قبر کے قریب قرآن مجید پڑھنا جائز ہے

عبدالرحمٰن بن علا بن لجاج نے اپنے والد سے یہ نقل کیا کہ جب ان کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ ان کی قبر کے سرہانے سورۃ البقرہ کا اوّل و آخر پڑھا جائے۔(فضائل صدقات صفحہ ۹۶)

فاتحہ خوانی

محمد بن احمد مروزی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جب تم قبرستان میں جایا کرو تو الحمد شریف، قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس پڑھ کر قبرستان والوں کو بخشا کرو اس کا ثواب ان کو پہنچ جاتا ہے صاحب مغنی نے جو فقہ حنبلی کی بہت معتبر کتاب ہے اس قصہ کو نقل کیا ہے اور اس مضمون کی اور روایات بھی نقل کی ہیں، بذل المجہود میں بحر سے نقل کیا ہے کہ جو شخص روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا صدقہ کرے اور اس کا ثواب دوسرے شخص کو بخش دے خواہ وہ شخص جس کو بخشا ہے زندہ ہو یا مردہ اسکا ثواب اسکو پہنچتا ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ جس کو

ثواب بخشا ہے وہ زندہ ہو یا مردہ۔ (فضائل صدقات صفحہ ۹۶)

فوت شدہ کو کلام و طعام سے فائدہ پہنچانا افضل کام ہے

اور یہ بھی گمان نہ کریں کہ فوت شدہ لوگوں کو طعام سے فائدہ پہنچانا اوران کی فاتحہ خوانی ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ کام تو بہتر اور افضل ہے۔ ہماری غرض صرف یہ ہے کہ رسم کا پابند نہ ہونا چاہیے، تاریخ اور دن اور طعام کی جنس اور قسم کی تعین کے بغیر جس وقت اور جس قدر کہ موجب ثواب ہے، بجالائے اور جب میت کو نفع پہنچانا مقصود ہو تو اسے کھانا کھلانے پر ہی موقوف نہ سمجھنا چاہیے، اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا ثواب بہت بہتر ہے۔
(صراط مستقیم صفحہ ۱۰۷)

نوٹ: ایصال ثواب کے موقع پر ہم بھی طعام کو لازم قرار نہیں دیتے اور نہ طعام کی تخصیص کرتے ہیں بلکہ حسب استطاعت جو کچھ ہو سکے، رہا سوال دن مقرر کرنے کا، بغیر دن کا تعین کئے کوئی بھی کام احسن طریقہ سے سرانجام نہیں پاتا، خود باری تعالیٰ نے ہر کام کا وقت معیّن فرمایا ہے۔ بعض دن (جمعۃ المبارک) رات (لیلۃ القدر) مہینہ (رمضان المبارک) کو دوسروں پر فضیلت عطا فرمائی ہے اسی طرح خود باری تعالیٰ نے دن دسواں اور رات گیارھویں کو نہایت فضیلت بخشی ہے۔

آپ خود بھی اپنے کاموں کے لیے (خواہ دینی ہوں یا دنیاوی) دن مقرر کرتے ہیں اور یہی بہتر ہے۔ کیوں کہ اس سے وقت کی پابندی اور بہتر نظم و نسق ہوتا ہے۔ زندگی گزارنے کا یہ طریقہ اور شعار عقلمندی اور کامیابی کی دلیل ہے۔ (پرچہ اہلحدیث ۱۶ تا ۲۴ اگست ۱۹۵۴ میں ۱۴ اگست (یوم آزادی) کے مقررہ دن کو دھوم دھام سے منانے کہ تلقین کی جا رہی ہے۔ صفحہ اوّل پر نظم ہے۔ ''آ مسلمان، جشن پاکستان منا''

شانِ رسالت مآب ﷺ میں بے ادبی

زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔ (نعوذ باللہ) (صراط مستقیم صفحہ ۱۶۹)

پیارے! وہ نماز، نماز ہی کیا ہے جس میں حضور پرنور، شافع یوم النشور ﷺ کا خیال ہی نہ ہو۔ چنانچہ خواجہ غریب نواز، ہندالولی معین الدین چشتیؒ کا ایمان افروز شعر پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور اپنی نماز اور ایمان کو اس

سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں فرماتے ہیں۔

آنکس کہ درنماز نبیند جمال دوست　　　فتویٰ ہمی دِہم کہ نماز او قضا کند

ترجمہ: جو شخص نماز میں محبوب رسولِ اکرم ﷺ کی زیارت نہیں کرتا میں (معین الدین چشتیؒ) فتویٰ دیتا ہوں کہ وہ دوبارہ نماز ادا کرے۔

مزارات کی حاضری اور حصول فیض

حضرت سیّد صاحب کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہوگئی۔ نسبت قادریہ اور نقشبندیہ کا بیان تو اس طرح ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرّہ، العزیز کی وسعت برکت اور آنجناب ہدایت مآب کی توجہات کے یمن سے جناب حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کی روح مقدس آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور تقریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روح مقدس کے مابین فی الجملہ تنازع رہا کیونکہ ہر ایک ان دونوں عالی مقام اماموں میں سے اس امر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو بتمامہ اپنی طرف جذب کرے۔ تا آنکہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر صلح کے واقع ہونے کے بعد ایک دن ہر دو مقدس روحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور قریباً ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی اور پرزور ڈالتے رہے پس اسی ایک پہر میں ہر دو طریقہ کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی اور نسبت چشتیہ کا بیان اس طرح ہے کہ ایک دن آپ حضرت خواجہ خواجگان، خواجہ قطب الدین بختیار کا کی قدس سرہ العزیز کی مرقد منور کی طرف تشریف لے گئے اور ان کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے اس اثناء میں ان کو روح پر فتوح سے آپ کو ملاقات حاصل ہوئی اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطابؒ نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے سبب سے ابتداء حصول نسبت چشتیہ کا ثابت ہو گیا۔ (صراط مستقیم صفحہ ۲۴۲)

اے برادر! مندرجہ بالا عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مزارات پر حاضر ہو کر صاحب مزار سے فیوض و برکات کے حصول کو یہ حضرات جائز سمجھتے تھے لہٰذا ان کے ماننے والوں کو انکے طریقہ پر عمل کر کے بزرگوں کے مزارات پر حاضر ہو کر فیض حاصل کرنا چاہیئے اور اپنے بزرگوں کے طریق کار کو جاری رکھنا چاہیئے۔

سعادتِ ازلیہ کے انوار اور خزانوں کی کنجیاں

سعادتِ ازلیہ کے انوار آپ (سیّد احمد) کی جبین مبارک میں روشن تھے۔ حتیٰ کہ سعادت کے خزانوں کی کنجی

جس کی مدد سے ہر دو فریق یعنی طریق نبوت، طریق ولایت کے بند دروازے کھل جائیں آپ کے ہاتھ آ گئی۔
(صراط مستقیم صفحہ ۲۳۹)

قبر پر مراقبہ، ملاقات اور گفتگو

جناب مولانا یحییٰ علی صاحب، مولانا فصیح کے والد کی قبر پر مراقبہ میں ملاقات کے دوران بہت سی باتیں ہوئیں۔

(حیات سید احمد صفحہ ۳۴۶)

سید احمد کا ہاتھ، خاص دستِ قدرت کی گرفت میں

یہاں تک کہ ایک دن حق تعالیٰ نے آپ کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دستِ قدرت میں پکڑ لیا اور کوئی چیز امور قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع اور بدیع تھی آپکے سامنے کر کے فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور، اور چیزیں بھی عطا کریں گے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۲۴۰)

مریدوں کی کفایت کا مژدہ

حکم ہوا کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا اگر چہ وہ لکھو کھہا ہی کیوں نہ ہوں ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے۔ القصہ، اس قسم کے وقائع اور ایسے معاملات سینکڑوں پیش آئے تا آنکہ کمالات طریقِ نبوت اپنی انتہائی بلندی کو پہنچے اور الہام اور کشفِ علومِ حکمت کے ساتھ انجام پذیر ہوئے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۲۴۱)

حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور خاتونِ جنت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بے ادبی

ایک دن جناب ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدۃ النساء، فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو خواب میں دیکھا پس جناب علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آپ کو اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کی خوب اچھی طرح سے شست وشو کی جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے اور شست وشو کرتے ہیں اور جناب فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے نہایت عمدہ اور قیمتی لباس اپنے دستِ مبارک سے آپ کو پہنایا پس اس واقعہ کے سبب سے کمالات طریق نبوت جلوہ گر ہوئے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۲۴۰)

پیارے! غور فرمائیں۔ کیا یہ بے ادبی نہیں ؟

نماز میں خانہ کعبہ سامنے آ گیا

مولانا شہید (مولوی اسماعیل دہلوی) یہ فرمایا کرتے تھے کہ ان دو رکعات میں خانہ کعبہ کو ہم نے اپنے سامنے ان ظاہری آنکھ سے دیکھا ہے (حیات سید احمد صفحہ نمبر ۷۸)

مولوی عبدالحئی اور دیدار الٰہی

لکھتے ہیں کہ میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ اس شہر کی تمام خلقت گروہ در گروہ ہو کر دیوان عام بادشاہی کو جارہی ہے تب میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ ساری خلقت کہاں جارہی ہے اس نے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ خالق زمین و آسمان کی زیارت کرنے کے واسطے جارہے ہیں کیونکہ آج اللہ رب العزت نے دیوان عام بادشاہی میں اپنا جلوہ ظاہر فرمایا ہے میں بھی اپنی مجرد سننے اس خوشخبری کے دیوان عام کو روانہ ہوا اور دروازہ دیوان عام پر پہنچ کر دیکھا کہ وہاں دربان کسی آدمی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دیتے اس وقت میں حیران و پریشان ہو کر دربارِ عام کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ مجھ کو وہاں کھڑے تھوڑی دیر گزری تھی تو میں نے دیکھا کہ حضرت سلطان الاولیاء شیخ نظام الدولہ وہاں تشریف لائے اور چاہتے تھے کہ پردہ اٹھا کر اندر تشریف لے جائیں۔ اس وقت میں نے دور سے باآوازِ بلند پکارا کہ اے ہادیٔ طریقت اس معتقدِ دیرینہ اور خادمِ کمینہ کو بھی اپنے ساتھ لے جا کر زیارت و دیدار الٰہی سے مشرف کرائیے۔ تب حضرت سلطان المشائخ نے اشارہ کر کے مجھ کو بلالیا۔ اور اپنے ساتھ اندر لے گئے میں نے اندر جا کر دیکھا کہ ایک شخص صاحبِ جلال بارعب وجلال دیوان عام کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس تخت نشین کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی اس مکان میں نظر نہیں آتا، مجھ پر ایسا رعب اور دبدبہ غالب ہوا کہ مارے خوف کے حضرت سلطان المشائخ کے پیچھے آڑ میں جا کر کھڑا ہو گیا، بات کرنا تو درکنار، مجھ میں اس کے جمالِ باکمال پر نظر ڈالنے کی بھی طاقت نہ رہی اس دہشت میں میری آنکھ کھل گئی۔ (حیات سید احمد صفحہ ۷۸، ۷۹)

کلمہ شریف کا غلط ترجمہ

لکھتے ہیں ''جس نے یہ بات کہی اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

تو اس نے اقرار کیا کہ میں کامل یقین کامل سے بیشک وشبہ جانتا ہوں کہ محمد بندے تھے۔ (تذکیر الاخوان صفحہ ۴۶)

اب یہاں ترجمہ تبدیل کر کے ''ہیں'' کے بجائے ''تھے'' لگا دیا۔

اللہ تعالیٰ راہ مستقیم نصیب فرمائے اپنا رحم وکرم فرمائے آمین وثم آمین۔

حضور ﷺ کو پل صراط سے گرنے سے بچانا

مولوی حسین علی دیو بندی واں بھچراں ضلع میانوالی اپنی کتاب بلغتہ الحیران کے شروع میں مبشرات کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

فعانقنی ﷺ وعلمنی اللطائف والاذکار ورائیت انه یسقط فامسکته واعصمته عن السقط فعبرت فی ذلک الوقت ان المراد اقامته دینه (بلغتہ الحیران صفحہ ۸ مبشرات)

ترجمہ: پس حضور ﷺ نے میرے ساتھ معانقہ کیا اور مجھے لطائف واذکار سکھائے اور میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ (معاذ اللہ) پل صراط سے گر رہے ہیں۔ پس میں نے آپ کو سہارا دیا اور گرنے سے بچالیا۔ پس اس وقت میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ اس سے مراد دین کو کھڑا کرنا ہے۔

دیکھو پیارے! مقام غور ہے کہ حضور ﷺ معاذ اللہ گر رہے ہیں اور یہ مولوی صاحب آپ کو سہارا دیکر گرنے سے بچا رہے ہیں کتنی بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ عربی عبارت بلغتہ الحیران کی ہے ترجمہ میں نے کیا ہے فیصلہ آپ فرمائیں کہ ایسے حضرات کے بارے میں کیا کہا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا محدود علم

اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔ (بلغتہ الحیران صفحہ ۱۵۸)

آیت درود کا عجیب وغریب ترجمہ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب ۵۶)

ترجمہ: مومنوں کو کہا گیا کہ تم آفرین آفرین کرو جس طرح اللہ تعالیٰ اور ملائکہ آفرین کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ واہ واہ تو نے اپنے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔

پیارے! غور فرمائیں کیا اس آیت کا یہی ترجمہ ہے کہیں لوگوں کے دلوں سے درود وسلام کی اہمیت کم کرنے کی ایک بھونڈی سازش تو نہیں ہے؟ کیونکہ اس آیت کا یہ ترجمہ تمام مستند تراجم وتفاسیر کے خلاف ہے۔

حدیث پاک میں تحریف

الفاظ حدیث **اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیۡکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیِّ الرَّحۡمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیۡ فِیۡ حَاجَتِیۡ هٰذِهٖ.**

اس دعائے حاجت کو مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی تصنیف ''مناجات مقبول کے صفحہ ۱۶۱'' مطبوعہ تاج کمپنی پر بھی درج کیا ہے لیکن اس میں سے الفاظ **یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیۡ** ۔حذف کر دیئے ہیں اور حاشیہ پر اسکی وجہ بیان کی ہے۔ **اَخۡتَصَرۡتُه النِّدَاءَ الۡوَارِ دَفِیۡهِ لَا دَلِیۡلَ عَلٰی بَقَائِهٖ بَعۡدَ حَیَاتِهٖ عَلَیۡهِ السَّلَامُ.**

ترجمہ: میں نے اس حدیث میں ندا کی عبارت نکال کر اس لیے اختصار کیا ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی کے بعد اس (ندا) کے باقی رہنے کی کوئی دلیل نہیں ہے اس تحریف اور اسکی دلیل پر تبصرے کا حق ہم قارئین پر چھوڑ تے ہیں کیونکہ تھانوی صاحب نے اپنی تصنیف نشر الطیب مطبوعہ تاج کمپنی کے صفحہ ۱۹۴ پر سرکار دو عالم ﷺ سے اس طرح ندا کی ہے:

یَا شَفِیۡعَ الۡعِبَادِ خُذۡ بِیَدِیۡ — **اَنۡتَ فِی الۡاِضۡطِرَارِ مُعۡتَمَدِیۡ**

ترجمہ: دستگیری کیجئے میری نبی — ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی (نشر الطیب صفحہ ۱۹۴)

یَارَسُوۡلَ الۡاِلٰهِ بِابُکَ لِیۡ — **مِنۡ غَمَامِ الۡغُمُوۡمِ مُلۡتَحَدِیۡ**

ترجمہ: میں ہوں بس اور آپ کا در یارسول — ابرِ غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

اب ضمن میں مولانا قاسم نانوتوی کے اشعار بھی ملاحظہ فرمالیجئے:

مدد کر اے احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامئی کار

جو تو ہی نہ پوچھے تو کون پوچھے گا — ہے کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(قصائد قاسمی صفحہ ۸)

آپ خود ہی اس دورخی کو پڑھ کر فیصلہ فرمائیں ایک طرف حدیث پاک میں سے چند حروف حذف کر دیئے کہ ان میں ندا کی گئی ہے دوسری طرف خود تھانوی صاحب ندا کر رہے ہیں اور بانی دارالعلوم دیو بند بھی۔ فیصلہ آپ فرمائیں کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔ Confusion یا ذہنی انتشار نہیں تو کیا ہے؟

اُمتی کو نبی پر برتری

انبیاء اپنی اُمت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو

جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۹)

ختمِ نبوّت اور قاسم نانوتوی

وصف نمبر ایک۔ فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۲۲)

وصفِ نبوّت نمبر دو

بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۴۲)

مندرجہ بالا عبارات اقتباسات اور ملفوظات سے یہ صاف ظہر ہوتا ہے کہ آج کل کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں آئے گا ایسی ہی عبارات بلکہ ان ہی عبارات کا سہارا لیکر ان سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اللہ تعالیٰ ایسے غلط عقائد سے ہم سب مسلمانوں کو محفوظ فرمائے اور اپنا رحم و کرم شامل حال رکھے اور صراط مستقیم، عقائد اہلسنّت و جماعت پر کار بند رکھے۔ (آمین)

رشید احمد گنگوہی اور تصوف پر متضاد خیالات

تصوف یا صوفیا کی حمایت: جس کو دین کا بنانا ہو اور دنیا سے دور رکھنا ہو اس کو صوفیا کے سپرد کردے۔

نوٹ: یعنی جو صوفیا کے پاس حاضر ہوا وہ دین دار بن گیا۔ صحیح مسلمان ہوگا (حکایات اولیاء، حکایت ۳۱۱، مطبوعہ صفر ۱۳۹۵، صفحہ ۲۶۹، ۲۷۰)

تصوف اور صوفیا کی مخالفت از گنگوہی

فرماتے ہیں ''ابتدا سے اور اس وقت تک جس قدر ضرر دین کو صوفیا سے پہنچا ہے اتنا کسی اور فرقہ سے نہیں پہنچا۔ ان سے روایت کے ذریعہ بھی دین کو ضرر ہوا اور عقائد کے لحاظ سے بھی اور اعمال کے لحاظ سے بھی اور خیالات کے لحاظ سے بھی۔ (حکایات اولیاء حکایت ۲۹۶، مطبوعہ صفر ۱۳۹۵، صفحہ ۲۵۶)

ایک ہی عالم (رشید احمد گنگوہی) سے بیان کردہ دو حکایات ایک ہی کتاب میں طبع شدہ آپ نے پڑھیں۔ دونوں کا تضاد بھی ملاحظہ فرمائیں اور پھر بتائیں کہ کیا یہ حضرات جب کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کو مانتے ہیں تو اسمیں کہاں تک صداقت اور اخلاص ہے۔ حکایت نمبر ۲۹۶ کو مزید پڑھیں تو شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے ''بہت اصلاحیں کی ہیں مگر خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا'' جب یہ علماء ان عظیم

روشنی کے میناروں کی مساعی جمیلہ اور دینی خدمات سے مطمئن نہیں ہیں تو پتہ نہیں کون دین کی صحیح خدمت کر رہا ہے۔ نجانے یہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کیا درس دینا چاہتے ہیں۔ عوام کو کدھر لے جانا چاہتے ہیں۔ فیصلہ فرمائیں۔

اے برادر! فقیر نے اس باب میں دیوبندی حضرات کی کتب سے ایسے اقتباسات پیش کئے ہیں جن سے شانِ رسالت مآب ﷺ، یا شان اولیاء میں گستاخی ہوتی ہے بعض جگہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ میں بھی گستاخی کی گئی ہے۔ ہم لوگ اگر مسلمان ہیں تو انہی ہستیوں (انبیاء، اولیاء) کے طفیل۔ ان کی شانِ اقدس میں بے ادبی و گستاخی کے کیا معنی؟ وہ توحید جو رسالت سے خالی ہو وہ توحید نہیں بلکہ زندیقی ہے کیونکہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار تو یہودی، عیسائی اور بعض دیگر کفار بھی کرتے ہیں ہمارے ایمان کا دارومدار اقرارِ رسالت پر ہے یہی ہمارے ایمان کی پہچان ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست | اگر بوزسیدی تمام بولہبی است

ترجمہ: اپنے آپکو سرکار دوعالم ﷺ تک پہنچاؤ کیونکہ دین تمام تر وہی ہیں۔ اگر تو ان کی خدمت اقدس میں نہیں پہنچتا تو سب کافر ہی ہے۔

اے برادر! ایک انسان سے غلطی ہوسکتی ہے۔ لیکن اس غلطی کا تکرار اور ضد کرنا یا اس غلط آدمی کی حمایت کرنا انسان کو کسی بڑے خطرے (کفر) تک لے جا سکتا ہے اگر صحابہ کرام کے عقائد کا مطالعہ کیا جائے تو حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی ہی کو دین کی بنیاد ماننا پڑے گا۔ چنانچہ ایک اور موقع پر علامہ اقبال نذرانہ عقیدت ملاحظہ فرمائیں:

معنی حرم کنی تحقیق اگر | بنگری بادیدۂ صدیقؓ اگر
قوتِ قلب و جگر گردد نبی | از خدا محبوب تر گردد نبی

ترجمہ: اگر تو میرے الفاظ کی تحقیق کرے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آنکھ سے دیکھے تو نبی اکرم ﷺ تیرے دل اور جگر کی قوت بن جائیں اور حضور نبی اکرم ﷺ تجھے اللہ تعالیٰ سے زیادہ پیارے ہو جائیں۔

اے دوست! آخر میں فقیر کی یہی دعا ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ ہمیں سرکار دوعالم ﷺ کی غلامی میں رکھے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اب پیارے! کچھ دیگر مسائل پر بھی بحث ہو جائے تاکہ اصل حقیقت سامنے آجائے جس سے ہمارے ایمان کو تقویت پہنچے۔

علم غیب

اے برادر! آجکل مسئلہ علم غیب پر بھی چہ میگوئیاں ہوتی رہتی ہیں بعض میرے بھائی نہ صرف حضور نبی اکرم ﷺ کے علم غیب کی نفی کرتے ہیں بلکہ رسالت مآب ﷺ کے علم غیب کو ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ چسپاں کرر ہے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالوں سے ظاہر ہے۔ دوحوالے پیش خدمت ہیں۔

حضور ﷺ کو عالم الغیب سمجھنے والا کافر ہے (نعوذ باللہ)

''اگر کسی نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ سمجھا کہ آپ غیب جانتے ہیں تو کافر ہو جاتا ہے'' (سیرت سید المرسلین، صفحہ ۲۶۵)

''جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبی ﷺ غیب جانتے ہیں وہ شخص کافر ہے'' (بلغة الحیر ان صفحہ فتویٰ مولانا یار محمد ملتانی)

اے برادر! کسی بھی مسئلے پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اس کی نوعیت کیا ہے؟ حقیقت کیا ہے؟ جب ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ علم غیب کیا ہے اور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ اس کے کس طرح مستحق ہیں اور علم الٰہی اور علم نبوی میں کیا نسبت ہے۔ اور اس عقیدے کے رکھنے یا نہ رکھنے سے مسلمان گنہگار تو نہیں ہوتا۔ پھر یقیناً ایک زی فہم بے تعصب انسان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ علم غیب نبوی ﷺ پر اس کا کیا عقیدہ ہونا چاہیئے۔ اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بھی کسی مسئلہ پر گفتگو ہوتی ہے تو بعض حضرات علمی اور اخلاقی کمزوری کی وجہ سے زبان درازی و بدکلامی پر اتر آتے ہیں جسکی وجہ سے حقیقت تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کسی بھی مسئلہ کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان بُردباری اور صبر و تحمل سے کام لے۔ تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حقیقت کو اپنائے یہی ایمان کا تقاضا ہے۔

غیب کیا ہے: مفسرین فرماتے ہیں کہ غیب وہ چیز ہے جو حواس ظاہری کے ادراک سے خارج ہو۔ بعض میرے دوست علم غیب کے مسئلہ میں اہلسنت والجماعت پر بہتان لگاتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے علمِ غیب اور حضور نبی کریم ﷺ کے علمِ غیب میں مماثلت کر دیتے ہیں۔ یہ میرے ان بھائیوں کا خیال غلط ہے کوئی بھی ایسا نہیں سمجھتا۔ اہلسنت والجماعت کا کوئی فرد ایسا عقیدہ نہیں رکھتا۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کے علم کے قطعاً منکر بھی نہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر　مِن وَجھِکَ المُنِیر لَقَد نُوِّرَ القَمَر

لَا یُمکِنُ الثّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقّہٗ　بعد از خدا بزرگ تُوئی قصہ مختصر

معلوم ہوا کہ حیوانات بھی آپ کے علم غیب کو جانتے اور مانتے ہیں اب ایک اور مسئلہ بھی قابل غور ہے۔ بچیوں کا گانا اور دف بجانا اس پر عبدالمجید شاکر نے کوئی کلام نہ فرمایا، نہ کوئی تبصرہ فرمایا خدا جانے یہاں پر کیوں خاموشی اختیار فرمائی۔ ہاں تو مسئلہ چل رہا تھا علم غیب پر۔ دوستو نبی لالفظ ''نبا'' سے مشتق ہے اور لفظ ''نبی'' صفت مشبہ کا صیغہ ہے جس کے معنی خبر دینے والے اور خبر رکھنے والے کے ہیں۔ اس کا ذکر قرآن پاک میں مختلف جگہ فرمایا ہے مثلاً نَبِی عِبَادِیْ یعنی خبر دیجئے یارسول میرے بندوں کو ''یَا اَیُّهَا النَّبِی ''اے غیب کی خبر دینے والے

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (النحل ۸۹)

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

وَتَفْصِیلَ کُلِّ شَیْءٍ

ترجمہ: اور ہر چیز کا مفصّل بیان (کنزالایمان)

یعنی قرآن مجید میں ہر شے کی پوری پوری تفصیل ہے۔ جب دوستو! قرآن پاک میں ہر شے کا بیان ہے تو پھر فرش تا عرش تمام موجودات اس میں داخل ہوئے اور موجودات میں سے لوح محفوظ بھی ہے تو لوحِ محفوظ کے جملہ مکتوبات بھی اس بیان میں شامل ہوئے۔ اب قرآن پاک ہی ہمیں لوحِ محفوظ کے متعلق بتاتا ہے:

وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ

ترجمہ: اور ہر چھوٹی بڑی چیز (لوحِ محفوظ میں) لکھی ہوئی ہے۔ (کنزالایمان)

اور ملاحظہ فرمائیں:

وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (الانعام ۵۹)

ترجمہ: اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر و خشک جو ایک روشن کتاب میں نہ لکھا ہو۔ (کنزالایمان)

کتاب مبین سے مراد لوحِ محفوظ ہے۔ دوستو! قرآن پاک کی رو سے ثابت ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی مکرّم نُورِ مجسّم رُوحِ دوعالم اور جانِ دوعالم ﷺ کو تمام فرش تا عرش، موجودات، مندرجات لوحِ محفوظ ''مَا کَانَ وَ مَا یَکُونَ'' یعنی روزِ اوّل سے آخر قیامت تک جو کچھ ہو چکا، جو ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا سب کا تفصیلی علم عطا فرمایا ہے۔ بعض میرے بھائی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ''ما کان و ما یکون'' ابتدائے آفرینش سے قیامت تک جو ہوا یا ہوگا تک محدود ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی علم ہے اور نہ معلوم۔ زمین و آسمان کے حالات، آئندہ و گزشتہ کے حالات، لوح و قلم کے مکتوبات،

آسمان کے ستارے اور مخلوق کی گنتی کیا ہے؟ لوگوں کے دلوں کی کیفیات کیا ہیں؟ اسی میں اللہ تعالیٰ کا علم منحصر کئے ہوئے ہیں۔ اس بنا پر بعض میرے دوست کہہ دیتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ ما کان و ما یکون کے عالم ہوئے اور روز اوّل تا قیامت کے حالات سے باخبر ہوئے تو پھر خدا کے پاس کیا رہ گیا؟

غالباً میرے یہ دوست بھول رہے ہیں کہ ''ما کان و ما یکون'' محدود علم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم ''ما کان و ما یکون'' تک محدود نہیں بلکہ یہ تو علم الٰہی کو محدود جاننا، اللہ تعالیٰ کے علم بے نہایت کو علم جمیع اشیاء میں محدود سمجھنا سخت نادانی ہے۔ چنانچہ یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ تمام اشیاء کا علم، علم الٰہی کے سامنے نہایت ہی قلیل ہے۔ خود میرے کملی والے آقا ﷺ نے اس کا فیصلہ فرما دیا ہے۔

''ایک یہودی نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ جو تورات ہم کو عطا ہوئی ہے اس میں ہر چیز کا علم ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بیشک تورات میں یہ ارشاد خداوندی موجود ہے کہ تورات میں ہر چیز کا علم ہے مگر یہ ہر چیز کا علم، علم الٰہی کے سامنے قلیل ہے۔ (تفسیر خازن، جلد سوم)

تفسیر مدارک، خازن، کبیر، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور تفسیر رُوحُ البَیان میں ہے کہ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آسمان کھول دیے گئے یہاں تک کہ آپ نے عرش و کرسی اور جو کچھ آسمانوں میں ہے ملاحظہ فرمایا اور زمین بھی آپ کے لیے کھول دی گئی یہاں تک کہ آپ نے زمین کے تمام عجائبات کو ملاحظہ فرمایا''۔

تفاسیر سے معلوم ہوا کہ از عرش تا تحت الثریٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے گئے اور مخلوق کے اعمال کی بھی آپ کو خبر دی گئی۔ حضرت خضر علیہ السلام کے واقعے کو بھی یاد کیجئے کہ آپ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمانا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے اور اس بچے کے آئندہ کے حالات جان لینا کہ بڑا ہو کر سرکش ہوگا۔ اسے ہلاک کر دینا۔

حضرت آصف بن برخیا کا بغیر دیکھے اتنی دور سے تختِ بلقیس کا لے آنا۔ تفسیر روح البیان، تفسیر کبیر اور تفسیر خازن میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا فرمانا کہ میں تمہیں کھانے کے گذشتہ اور آئندہ کے سارے حالات بتا سکتا ہوں کہ غلہ کہاں سے آیا اور اب کہاں جائے گا تفسیر کبیر میں تو یہاں تک فرما دیا گیا ہے کہ یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ یہ کھانا نفع دے گا یا نقصان۔

غور فرمائیں کہ یہ چیزیں وہی بتا سکتا ہے جو ان تمام چیزوں کی پوری پوری خبر رکھتا ہو اور پھر یہ بھی فرمایا:

ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِىْ رَبِّىْ (یوسف ۳۷)

ترجمہ: یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے۔ (کنز الایمان)

یعنی یہ علم تو میرے بعض علوم کا حصہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمانا کہ میں جانتا ہوں کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور تمہارے

گھروں میں کیا رکھا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر عزیزی میں آیۃ کریمہ:

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط

ترجمہ: اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔ کنزالایمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت اپنے نورِ نبوت کے ساتھ ہر اُمتی کے حالات اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے ہتھیلی پر ایک رائی کا دانہ۔ (ملفوظات امیر ملت صفحہ ۹۵)

''فرمایا نبی کریم ﷺ نے حضرت ابنِ عباس کی والدہ سے کہ تمہارے شکم میں لڑکا ہے وہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لے آنا۔ چنانچہ بچے کی پیدائش کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائیں تو حضور نبی دو عالم ﷺ نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت فرمائی اور اپنا لعاب مبارک انہیں چٹایا اور ان کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ یہ ابوالخلفاء ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ ۳۷۶)

''ایک اعرابی نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو بتاؤ کہ میرے اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ مسلمہ بن سلامہ نے کہا، حالانکہ وہ بچے تھے کہ تو حضور نبی کریم ﷺ سے کیا پوچھتا ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ کیا ہے۔ سن، تو نے اپنی اونٹنی پر جفت کیا لہٰذا اس اونٹنی کے پیٹ میں تیرا نطفہ ہے۔ (مستدرک، جلد دوم)

ذرا غور فرمائیں کہ حضور ﷺ کے چھوٹے چھوٹے غلاموں کو بھی معلوم ہے کہ مادہ کے رحم میں کیا ہے اور میرے یہ دوست کہیں کہ انبیاء اکرام علیہم السلام اور تاجدارِ مدینہ، سرورِ سینہ، آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کے نگینہ، باعثِ تخلیق مخلوقات ﷺ کو کوئی علم نہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھنے کی توفیق دے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے نزدیک دس اَسپ سوار نکلیں گے میں ان کے ناموں کو جانتا ہوں ان کے باپوں کے ناموں کو بھی جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگوں کو بھی۔ (صحیح مسلم شریف، جلد دوم)

اونٹ کی بازیابی

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص کا اونٹ گم ہو گیا۔ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! جاؤ فلاں آبادی میں تیرا اونٹ موجود ہے وہ شخص وہاں گیا اور اونٹ کو پا لیا۔

قبر کا حال اور مشکل کشائی فرمانا

ایک مرتبہ نبی کرم ﷺ ایک قبرستان سے گذر رہے تھے صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ہمراہ تھے

آپ دو قبروں کے درمیان ٹھہر گئے اور دُعا فرمائی۔ بعد ازاں ایک کھجور کی ٹہنی کو لیا اس کے دو حصے کئے۔ پھر ہر دو قبر پر ایک ایک حصہ رکھ دیا۔ صحابہ اکرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا راز ہے؟ کملی والے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ان دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ وجہ عذاب کی یہ تھی کہ ایک چغل خور تھا اور دوسرا اپنے کپڑوں کو پاک نہیں رکھتا تھا۔ ہم نے ان کی مغفرت کے لئے دُعا فرمائی جب تک ان میں یہ تازگی رہے گی یہ ذکر الٰہی میں مشغول رہیں گی اس لئے ان کو عذاب نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث مقدسہ سے حضور نبی کریم، رَؤفُ الرَّحیم ﷺ کا علم غیب بھی ثابت ہوا اور قبر کے عذاب کے مشکل ترین وقت میں مشکل بھی حل فرمائی اور آپ کا قبروں پر جانا بھی ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مزارات پر پھول چڑھانا، تر و تازہ شاخ رکھنا یا گھاس لگانا بھی جائز بلکہ سنت ہے۔ جو حضرات ناجائز سمجھتے اور کہتے ہیں یہ ان کی بھول ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمان بھائیوں کو سمجھ عطا فرمائے۔

کسی بھی مسئلے کو سنجیدگی سے سمجھنے کی کوشش کی جائے تو ایسی کوئی بات نہیں جو سمجھ میں نہ آئے۔ پیارے! جب رب تعالیٰ نے اس کائنات کو تخلیق کیا فرمایا: **لَو لَاکَ لَمَا خَلقتُ لا فُلاکَ**

ترجمہ: اے محبوب ﷺ اگر ہم تمہیں پیدا نہ فرماتے تو آسمان بھی نہ بناتے۔ (حدیث قدسی) آگے طویل حدیث ہے۔

قرآن مجید میں ''

وَمَآ اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَةً لِّلعٰلَمِینَ (الانبیا ۱۰۷)

ترجمہ: ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے یعنی حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کو تمام کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ جن کے ذکر مبارک کو رب تعالیٰ یٰس، طٰہٰ اور **یاایھا المزمل** جیسے پیارے پیارے القاب سے نوازے پھر یہ تو ناممکن ہے کہ انہیں کچھ بھی علم نہ عطا فرمائے۔ حضور انور ﷺ فرماتے ہیں ''انا حبیب اللہ'' میں اللہ کا محبوب ہوں۔ حبیب کون ہوتا ہے محب کی نظر میں اس کا کیا مقام ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سمجھنے اور پرکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ارشاد ربانی ہے:

عٰلِمُ الغَیبِ فَلاَ یُظهِرُ عَلٰی غَیبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارتَضٰی مِن رَّسُولٍ (الجن ۲۶-۲۷)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ میں واضح ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو علوم غیبیہ سے نوازا گیا ہے۔ اور سجہ یہ فرمائی گئی کہ جس سے خدا تعالیٰ راضی اور خوش ہوں۔ یا بات ہر شک وشبہ سے بالا ہے کہ حضور سے رب تعالیٰ راضی ہے یا نہیں۔ تحویل قبلہ کے موقع پر ارشاد الٰہی ہے "اے میرے محبوب ﷺ ہم آپ کی مرضی کے مطابق قبلہ تبدیل فرمادیں گے" اور پھر ایسا ہی ہوا کہ حالتِ نماز میں ہی اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو قبلہ بنادیا آپ کے علم کے بارے میں ارشاد ہے:

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (النساء ۱۱۳)

ترجمہ: اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین کرام متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کو وہ سب باتیں سکھائیں جن کو آپ نہیں جانتے تھے۔ تفسیر مواہب الرحمٰن میں ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دنیا و آخرت، عرش و کرسی، زمین و آسمان، تمام کائنات میں اجرام فلکی کا علم، حرام و حلال سکھلا کر اپنی مخلوق پر حجت کیا۔

صاحبِ تفسیرِ خازن اس آیت مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آپ کو وہ سب کچھ سکھادیا جو آپ نہ جانتے تھے یعنی احکام شرع، امور دین اور امور غیبیہ، اور یہ بھی قول ہے کہ عَلَّمَکَ سے علم غیب ہی مراد ہے جو حضور ﷺ نہیں جانتے تھے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ تمام خفیہ اور ظاہر باتیں سکھادیں اور خبردار کردیا تمام لوگوں کی خفیہ دلوں کی باتوں پر اور تمام منافقین کے حالات اور ان کے مکروں پر آگاہ کردیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور اے محمد ﷺ یہ ہمیشہ سے ہے آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم کہ آپ کو علم غیب عطا ہوا۔

تفسیر روح البیان جلد دوم صفحہ ۲۸۲ پر ہے کہ آپ کا علم جمیع معلومات غیبیہ و امور مخفیہ پر محیط ہو گیا جیسا کہ حدیث بحث ملائکہ میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے شانوں پر رکھا پس اسکی خنکی میرے پستانوں میں پہنچی پس جان لیا میں نے علم، اولین و آخرین کا، دوسری روایت میں ہے۔ علم اس چیز کا جو ہو چکی ہے اور جو آئندہ ہو گی۔

دوستو! جب اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ

وَ کُلُّ صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ مُّسْتَطَر

ترجمہ: "ہر چھوٹی بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے" تو یہ ثابت ہوا کہ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز قرآن پاک ظاہر

کر رہا ہے اب حضور ﷺ کے علم ''ما کان و ما یکون'' میں کونسی شک کی گنجائش ہے۔ اور خود ذاتِ باری نے اپنے محبوب ﷺ کو قرآن پڑھایا، سکھایا ارشاد ربانی ہے

یعنی رحمٰن وہ ہے جس نے اپنے محبوب ﷺ کو قرآن سکھایا اور پھر انسان کو خلق فرمایا۔ یعنی تعلیم قرآن پہلے ہے اور تخلیق انسان بعد میں۔ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس وقت قرآن پڑھایا اور سکھایا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی پیدا نہیں فرمایا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سورج ڈھلنے پر باہر تشریف لائے اور ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیرنے کے بعد آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا جو پسند کرتا ہے کہ مجھ سے کسی چیز کے متعلق سوال کرے۔ پس اللہ کی قسم تم کوئی ایسا سوال نہ کرو کہ میں اپنے اسی مقام پر کھڑے کھڑے اس کی خبر دوں گا حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ بیان فرما رہے تھے اور لوگ رو رہے تھے اور حضور ﷺ فرماتے جاتے تھے کہ مجھ سے پوچھو۔ تو عبداللہ بن حذافہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تیرا باپ حذافہ ہے۔ آقائے دو عالم فرما رہے تھے کہ مجھ سے پوچھو حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم اپنے اسلام، رب اور محمد ﷺ پر راضی ہوئے۔ حضور ﷺ خاموش ہو گئے۔ (بخاری شریف جلد سوم صفحہ ۷۲۵)

حضرت حذیفہؓ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک مقام پر کھڑے ہوئے تھے ہم بھی حاضر خدمت تھے آپ نے قیامت تک جو ہونے والا تھا ہمیں بتا دیا اور کوئی چیز نہ چھوڑی پس جس نے یاد کر لیا سو کر لیا جو بھول گیا سو بھول گیا۔ (متفق علیہ)

میرے دوستو! بعض میرے بھائی مختلف قسم کے سوالات لاتے ہیں۔ فقیر کی مخلصانہ طور پر عرض ہے کہ اس مسئلہ علمِ غیب کے بارے میں یہ چند باتیں ضرور اپنے ذہن میں رکھیے گا۔ اوّل تو یہ کہ علم غیب کی نفی میں جب بھی کوئی دوست آپ کے سامنے کوئی دلیل پیش کرے کوئی آیت مبارکہ ہو تو اس کے معنی میں احتمال نہ نکل سکتے ہوں اور حدیث پاک ہو تو متواتر ہو دوسرے آیت یا حدیث سے علم کے عطا کی نفی ہو کہ ہم نے نہیں دیا۔ یا حضور ﷺ یہ فرمائیں کہ مجھے علم نہیں دیا گیا۔ تیسرے یہ کی حضور ﷺ کا ظاہر نہ فرمانا کافی نہیں۔ ممکن ہے حضور نبی کریم ﷺ کو اس کا علم ہو مگر کسی مصلحت کے تحت اسے ظاہر نہ فرمایا ہو۔ جیسے کسی مقام پر آپ کا یہ فرمانا ''خدا ہی جانے'' ''اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا'' یا ''مجھے کیا معلوم'' یہ کلمات کبھی علم ذاتی کی نفی اور مخاطب کو خاموش کرنے کے لیے بھی ہوتے ہیں۔

چوتھے واقعہ ہوتو وہ ہوجس میں علم عطائی کی نفی کی گئی ہو۔ اور وہ قیامت تک کا ہو۔ ان صفات کا بعد قیامت کوئی بھی دعویٰ نہیں کرتا۔

بعض دوست کچھ ایسے اعتراض کرتے ہیں جنکی کچھ بھی حقیقت نہیں ہوتی جیسے کہ اگر حضور نبی اکرم ﷺ کو علمِ غیب ہوتا تو صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کیوں پوچھتے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ یا تم کہاں گئے تھے؟ ایسے سوالات کرنے سے حضور ﷺ کے علمِ عطائی کی نفی نہیں ہوتی یہ سب نکتہ چینیاں ہیں کسی بات کا پوچھ لینا اس امر کو مستلزم نہیں کہ سائل اس سے ناواقف ہے۔ آئیں قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کریں۔ ارشاد باری ہے۔

وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی　(طٰہٰ ۱۷)

ترجمہ: اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔ اے موسیٰ　(کنزالایمان)

قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُد　(ص ۷۵)

ترجمہ: فرمایا اے ابلیس! تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے۔ (کنزالایمان)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب فرشتے کسی اچھی مجلس سے لوٹتے ہیں تو اور آسمانوں پر جاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کہ اے فرشتو! تم کہاں سے آرہے ہو اور میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو۔

دوستو! مندرجہ بالا دو آیات قرآنی اور حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ سوال فرما رہے ہیں پہلی آیت میں موسیٰ علیہ السلام سے، دوسرے آیت میں شیطان سے اور حدیث پاک میں فرشتوں سے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سوال کرنا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ ضرورت کے تحت اس کا مقصد امتحان لینا یا کچھ تعلیم دینا اور سکھانا بھی ہوسکتا ہے۔ اگر کسی چیز کا پوچھنا عدمِ علم کی دلیل ہے تو پھر نعوذ باللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم کا بھی انکار کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اس بنا پر علم کی نفی کرنے والی سوچ غلط ہے۔

مثنوی مولانا روم اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

جب مثنوی کے درس کا وقت آتا تو حضرت حاجی صاحب یوں فرمایا کرتے تھے کہ آؤ بھائی مثنوی کی تلاوت کرلیں ایک شعر ہے۔

مثنوی　مولوی　معنوی　　ہست قرآں در زبان پہلوی

اس کا لوگوں نے اس طرح حل کیا ہے کہ اس میں زیادہ مضامین قرآن شریف کے ہیں لیکن حضرت نے عجیب تفسیر فرمائی کہ بھائی قرآن سے مراد کلام الٰہی ہے اور کلام الٰہی کبھی وحی سے ہوتا ہے۔ اور کبھی الہام سے ہوتا ہے تو معنی مصرعہ کے یہ ہیں کہ مثنوی کلام الٰہی یعنی الہامی ہے۔ (حکایات اولیا، صفحہ ۱۷۱، حکایت ۱۷۳)

مولانا رومؒ اور علم غیب

مندرجہ بالا حکایت سے مثنوی مولانا روم کی اہمیت واضح کرنا ہے۔ اسی کتاب کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں تا کہ علمِ غیب کی حقیقت سمجھنے میں مدد مل سکے۔

گفت پیغمبر صباحے زیدرا کیف اصبحت اے رفیق باصفا

ترجمہ: ایک صبح نبی اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ اے میرے پیارے رفیق! آج رات کیسے گزری؟

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا شب نخفتستم زعشق و سوزہا

ترجمہ: عرض کی یارسول اللہ ﷺ! دنوں کو (روزہ سے) پیاسا رہا ہوں اور راتوں کو سوز و عشق کی آگ میں جلتا رہا اور جاگتا رہا۔

گفت خلقاں چوں بہ بینند آسماں من بینم عرش رابا عرشیاں

ترجمہ: (زیدؓ نے) کہا جب لوگ آسمان کو دیکھتے ہیں میں عرش کو مع عرش کے باشندوں کو دیکھتا ہوں

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ہست پیدا ہمچوبت پیش شمن

ترجمہ: آٹھوں جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے اس طرح نمایاں ہیں جسطرح پجاری کے سامنے بت۔

کہ بہشتی کیست و بیگانہ کے ست پیش من پیدا چوما رو ماہی ست

ترجمہ: کہ بہشتی کون ہے اور جنت سے بیگانہ کون ہے؟ میرے سامنے اس طرح ظاہر ہیں جیسے سانپ اور مچھلی۔

یا رسول اللہ بگویم سّرِ حشر دو جہاں پیدا کنم امروز نشر

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ میں قیامت کا راز کہہ ڈالوں دنیا میں آج ہی قیامت برپا کردوں

وانمایم حوض کوثر رابجوش کاب برروشاں زند بانگش بگوش

ترجمہ: حوض کوثر کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھادوں کہ ان کے چہروں پر پانی چھڑ کے کانوں پر آواز پہنچائے۔

ہیں بگویم یا فروبندم نفس لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس

ترجمہ: ہاں میں بتاؤں یا سانس گھونٹ لوں مصطفیٰ ﷺ نے انکے لیے ہونٹ دبایا کہ بس

(مثنوی مولانا روم دفتر اول، صفحہ ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۰، ۳۶۲)

مقام غور ہے کہ حضور ﷺ کے غلاموں کا جب یہ کمال ہے تو پھر آقائے دوعالم ﷺ کے علوم غیبیہ کا کیا عالم ہوگا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے واقعے کو دیکھئے کہ مقام نہاوند میں جنگ ہو رہی ہے ادھر آپ کا مدینہ منورہ میں جمعتہ المبارک کے روز دوران خطبہ حضرت ساریہؓ کو آگاہ فرمانا اور حضرت ساریہؓ کا یہ آواز سنکر عمل کرنا اور جنگ جیت جانا مشہور واقعہ ہے۔

اخبار الاخیار

اخبار الاخیار میں حضرت شاہ عبدالحق محدثؒ دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر میرے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں بتادیتا کہ تمہارے گھروں میں، کوٹھڑیوں میں کیا رکھا ہے تم کیا کھا کر آئے ہو۔ ایک مرتبہ میرے ایک عزیز نے سوال کیا کہ "ماکان و مایکون" میں تو اول سے لیکر قیامت تک تمام اشیاء کا علم ہے لیکن بعض ایسے علوم ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ جو رب تعالیٰ نے کسی اور کو نہیں بتائے مثلاً قیامت کب ہوگی۔ مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ آئندہ کے واقعات بارش کب ہوگی اور موت کس جگہ آئے گی۔ قرآن پاک فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌۢ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (لقمٰن ۳۴)

ترجمہ: بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔ (کنزالایمان)

قرآن پاک میں ہے

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (النمل ۶۵)

ترجمہ: تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ، انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ (کنزالایمان)

قرآن پاک کی ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان چیزوں کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بلکہ

حدیث میں بھی ہے کہ ان پانچ چیزوں کا غیب ماسوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا یعنی قیامت کب ہوگی مادہ کے رحم میں کیا ہے، کل کیا ہوگا، کس جگہ موت واقع ہوگی اور بارش کب ہوگی۔

اے عزیز! بے شک یہ اللہ تعالیٰ کے خاص غیوب ہیں اس پر کسی کو بھی انکار نہیں ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جسے نوازنا چاہے تو کوئی روکنے والا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خاص حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ اور اپنے محبین کو ان پانچوں علوم سے بھی نوازا ہے۔ مندرجہ بالا آیت مبارکہ کے بارے میں تفسیر احمدی میں لکھا ہے ''بے شک ان پانچ چیزوں کا علم سوائے رب تعالیٰ کے کسی کو نہیں، لیکن وہ اپنے محبین اور اپنے پیاروں میں سے جس کو چاہے ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرما دے'' اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبر دینے والا ہے'' اس آیت کے تحت تفسیر صاوی میں ہے۔ کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔ اس کا مطلب میرے عزیز یہ ہے کہ نفس خود بخود اپنی ذات سے نہیں جانتا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے بتانے سے اگر نفس کل کی بات جان لے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ جیسا کہ انبیاء واولیاء کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے ''نہیں احاطہ کرتے اللہ تعالیٰ کی معلومات کا مگر جتنے کا احاطہ وہ چاہے کہ سورہ جن جو پیچھے گزر چلی ہے'' فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ''اللہ ہی غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے'' مفسرین فرماتے ہیں ایسے ہی بعض اولیائے کرام۔ پس اس بات سے کوئی روکنے والا نہیں۔ رب تعالیٰ انے بعض نیک بندوں کو ان پانچ غیوب میں سے جسقدر بھی عنایت فرمائے۔ نبی کے لیے یہ معجزہ ہوگا اور ولی کے لیے کرامت ہوگی۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پردہ نہیں فرمایا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ غیبوں کے مطلع نہیں فرمایا۔

مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ ۳۷۶ میں ہے کہ ''سرکار دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابن عباسؓ کی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ تمہارے شکم میں لڑکا ہے (یہ پچھلے اوراق میں بیان ہو چکا ہے) مولوی اشرف علی تھانوی کے خلیفہ راؤ عبدالرحمٰن بتا دیا کرتے تھے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ (حکایات اولیاء)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بتانے سے اوروں کو بھی ان پانچ چیزوں کا علم ملتا ہے۔ بیشک ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو ان غیبوں کو جانتے ہیں۔ ہم نے بہت سے اشخاص ایسے بھی ان کے جاننے والے پائے۔ ایک جماعت کو ہم نے دیکھا کہ انہیں معلوم تھا کہ کب مریں گے اور انہوں نے عورت کے حمل کے زمانہ بلکہ حمل سے بھی پہلے جان لیا کہ پیٹ میں کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، مکتوبات جلد اول میں فرماتے ہیں ''ہر علمِ غیب یعنی جو علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص

ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو اس پر علم بخشا ہے۔

لکھتے ہیں ''مولانا ظفر صاحب مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور اشتیاق تھا کہ مدینہ منورہ میں ہی وفات ہو۔ حضرت حاجی صاحب سے استفسار کیا کہ میری وفات مدینہ منورہ میں ہوگی کہ نہیں۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ میں کیا جانوں عرض کیا کہ حضرت صاحب یہ عذر آپ تو رہنے دیجئے۔ جواب مرحمت فرمائیے۔ حاجی صاحب نے مراقب ہوکر فرمایا'' آپ مدینہ منورہ میں وفات پائیں گے مجھ کو تو ایسا ہی علم ہوا ہے حق تعالیٰ کی طرف سے۔ پس مولانا صاحب کو بڑا اعتماد ہوگیا حتیٰ کہ لوگوں نے بھی کہنا شروع کردیا۔ (قصص الاکابر صفحہ ۱۰۶)

خان صاحب نے فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب جب بطن مادر میں تھے کہ ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ایک دن حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مراقب ہوئے اور ادراک بہت تیز تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہاری زوجہ حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں قطب الاقطاب ہے اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا اقرار و تسلیم فرمایا اور آکر بھول گئے ایک روز شاہ صاحب کی زوجہ نماز میں تھیں جب انہوں نے دُعا مانگی تو انکے ہاتھوں میں دو چھوٹے چھوٹے ہاتھ نمودار ہوگئے وہ ڈر گئیں اور گھبرا کر شاہ صاحب سے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے؟ فرمایا ڈرو مت تمہارے پیٹ میں ولی اللہ ہے پس اس لیے اصل نام تو قطب الدین احمد رکھا گیا اور اکثر تحریرات میں اس نام کو شاہ صاحب لکھتے بھی تھے اور مشہور ولی اللہ ہوا۔ (حکایات اولیاء صفحہ ۱۷، حکایت ۴)

اب جو میرے بھائی یہ کہتے ہیں جن کا نظریہ ہے کہ کسی بھی نبی، ولی اور حضور نبی کریم، رؤف الرحیم ﷺ کو یہ علم نہیں کہ مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ اب یہاں میرے وہ بھائی کیا کہیں گے۔ قبر والے نے بتایا کہ تمہاری زوجہ حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں لڑکا ہے اور وہ بھی ولی اللہ۔ یہاں یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا کہ بزرگان عظام پردہ فرمانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگوں کو فیض پہنچاتے ہیں۔ جو بھی سچی عقیدت کے ساتھ آتا ہے ہرگز اس کو خالی نہیں لوٹاتے۔

آیا جو درِ فقر پہ کوئی بھی سوالی	مانگا وہی پایا لوٹا نہ کبھی خالی
دامن کے چراغ اُن کے لپٹ جاتا ہے جو بھی	ہوجاتی ہے شان اسکی فرشتوں سے بھی عالی

(مصنف)

''میاں نور عالم صاحب ایک جہاں دیدہ انسان تھے وہ حضرت مولانا احمد علی کے کہنے پر حضرت کی زیارت کے لیے امروٹ شریف گئے حضرت کے متعلق ان کی رائے تھی کہ حضرت ایک دفعہ سر سے پاؤں تک نظر کرتے اور ان پر سب حالات عیاں ہوجاتے۔ (رسالہ خدام الدین ۱۹ جون ۱۹۶۴، صفحہ ۹)

فرمایا ''احمد علی باطن کی روشن آنکھ سے دیکھ کر کہتا ہے کہ پیغمبران عظام اپنی اپنی قبروں میں زندہ پائندہ باد ہیں۔

(رسالہ خدام الدین ۱۱ نومبر ۱۹۵۵، صفحہ ۶)

ذرا غور فرمایئے کہ مولانا احمد علی صاحب لاہوری کا باطن اس قدر روشن ہوسکتا ہے اور عالم برزخ کو دیکھ کر حالات بتا سکتے ہیں۔ جب ایک اُمتی کا یہ مقام ہے تو پھر نبی مکرم، ہادی کل، فخرِ رسل، نورِ مجسم، فخرِ آدم، باعثِ تخلیقِ مخلوقات، منبع انوار و برکات، محبوبِ رب العلمین رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین، مقصود العاشقین، نورِ خدا، حبیبِ کبریا، احمدِ مجتبےٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس کا کیا مقام اور کتنا علم ہوگا۔

مولانا قاسم نانوتوی کی وجہ سے قلب پر علوم کے دریا جاری ہونا

ایک دفعہ مولانا محمد یعقوب صاحب نے چھتہ کی مسجد میں فرمایا جبکہ لوگوں کا کچھ مجمع تھا کہ بھائی آج ہم تو صبح کی نماز میں مرجاتے بس کچھ ہی کسر رہ گئی۔ عرض کیا گیا، کیا حادثہ پیش آیا فرمایا کہ آج صبح کی نماز میں سورۃ مزمل پڑھ رہا تھا کہ اچانک علوم کا اتنا عظیم الشان دریا میرے قلب کے اوپر گزرا کہ میں تحمل نہ کر سکا قریب تھا کہ میرے روح پرواز کر جائے مگر وہ دریا جیسا ایک دم آیا ویسا ہی نکلا چلا گیا۔ اس لیے میں بچ گیا۔ نماز کے بعد جب میں نے غور کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا تو منکشف ہوا کہ حضرت مولانا نانوتوی ان ساعتوں میں میری طرف میرٹھ میں متوجہ ہوئے تھے یہ ان کی توجہ کا اثر تھا۔ پھر فرمایا کہ اللہ اکبر جس شخص کی توجہ کا یہ اثر ہے۔ کہ علوم کے دریا دوسروں کے قلوب پر موجیں مارنے لگیں اور تحمل دشوار ہو جائے تو خود اس شخص کے قلب کی وسعت وقوت کا کیا حال ہوگا جس میں خود وہ علوم ہی سمائے ہوئے ہیں اور وہ کس طرح ان علوم کا تحمل کئے ہوئے ہوگا۔ (حکایات اولیاء، صفحہ ۲۴۳)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک وعظ میں جتنے اُمور قیامِ قیامت تک ہونے والے تھے سب بیان فرمائے جس نے یاد رکھا اسے یاد رہے اور بھول گئے جو بھول گئے۔ (نشر الطیب صفحہ ۲۰۲)

بخاری نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ موتہ کے قصے میں خبرِ شہادت زید اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہؓ لوگوں کو سنا دی قبل اس کے کہ خبر آوے اور آپ نے فرمایا نشان لیا زیدؓ نے پس شہید ہوا اور پھر نشان لیا جعفرؓ نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا ابن رواحہؓ نے پس شہید ہوا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمایا آپ نے آخر کو ایک خدا کی تلوار (یعنی حضرت خالد) نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی۔ (پھر اس کے مطابق خبر آئی) (نشر الطیب صفحہ ۲۰۳)

نور العابدین حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم طائف کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک

قبر دیکھی گئی۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ قبر ابو رغال کی ہے یہ شخص قوم ثمود میں سے تھا جب ثمود کی قوم پر عذاب آیا تو اس وقت یہ حرم مکہ میں تھا اس لیے اسوقت عذاب سے بچ گیا لیکن جب حرم مکہ سے نکلا تو وہی عذاب اس پر نازل ہوا اور وہ وہیں دفن ہوا فرمایا کہ میرے اس دعوے کی سچائی کی دلیل یہ ہے کہ جب یہ دفن ہوا تھا تو اس کے ساتھ سونے کی لمبی اینٹ دفن کی گئی قبر کو کھودو تو اس سونے کو پاؤ گے۔چنانچہ قبر کھودی گئی تو واقعۃً سونے کی اینٹ موجود تھی۔

(رسالہ خدام الدین ۱۹ جنوری ۱۹۶۸، یہ واقعہ ابوداؤد جلد اول میں بھی ہے)

حضرت مولانا احمد علی لاہوری فرمایا کرتے تھے کہ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک میں وہ موتی ملتے ہیں جو دنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں مل سکتے ان میں ایک یہ ہے کہ اللہ کے نام کی برکت دینے سے مجھے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ اس چیز میں نور ہے یا ظلمت، یہ حلال ہے یا حرام اور یہ بھی کہ فلاں شخص کے دل میں ایمان ہے، کس درجے کا ہے، اور اگر کفر ہے تو کس درجے کا، فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نام کی بڑی برکات ہیں ان میں ایک یہ بھی اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے کہ اگر کسی کافر کی شکل صورت لباس وضع قطع مسلمان کی بنادی جائے تو میں بتلا سکتا ہوں کہ ھٰذَا کَافِرٌ حَقًّا۔۔۔ فرماتے تھے کہ کسی کافر کو داڑھی رکھا کر مونچھیں کٹا کر کلاہ اور دستار پہنا کر صرف فوٹو میرے سامنے رکھ دیا جائے تو میں انشاءاللہ بتادوں گا کہ ھٰذَا کَافِرٌ حَقًّا اسی طرح اگر کسی مومن مسلمان کی وضع قطع شکل وشباہت کافر بنادی جائے مثلاً داڑھی منڈوا دیں چٹیا یا اس کے سر پر سکھوں والے کیس اور بال یا ہیٹ، کوٹ ٹائی وغیرہ لگا کر صرف تصویر مجھ دکھلا دی جائے تو میں خدا کے فضل وکرم اور اس کے نام کی برکت سے ایک سیکنڈ سے پہلے بتادوں گا کہ ھٰذَا مُؤمِناً حَقًّا مدینہ منورہ میں جہاں عارضی طور پر قیام تھا وہاں سے مسجد نبوی جارہے تھے راستے میں کچھ آدمیوں کے پاؤں کے آثار نظر آئے ان سے ذرا پیچھے ایک اور شخص کے پاؤں کے نشانات دکھائی دیئے۔حضرت نے اس اثر قدم پر توجہ دینے کے بعد فرمایا کہ ''اس شخص کے قلب میں ایمان نہیں مجھے ذرا شک اور تردد ہوا یہاں تو سب حاجی آتے ہیں جن کے گناہ حج کرنے کے ساتھ ہی معاف ہوجاتے ہیں۔اس لیے دل کو تشویش ہوئی تو حضرت کو مسجد میں چھوڑ کر میں نے ان آثار قدم کا پیچھا کیا تو وہ لوگ جنت البقیع کی جانب جارہے تھے اور ایک ایرانی ان سے علیحدہ کھڑا ہے (وہ قدم جو پیچھے دکھائی دے رہا تھا وہ اس کا تھا جس کے متعلق حضرت نے فرمایا تھا کہ اس کے قلب میں ایمان نہیں ہے) میں نے دیکھا کہ وہ شخص فارسی میں بلند آواز میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کو دعائیں دے رہا ہے اور ساتھ ہی حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے حق میں بھی اس طرح والہانہ محبت کا اظہار اور انکی شان میں بڑے اچھے کلمات کہہ رہا تھا مگر ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو غاصب کہہ رہا اور نہایت نازیبا جملے اور گستاخانہ کلمے کہہ رہا ہے۔

(رسالہ خدام الدین ۱۴ اگست ۱۹۶۴ء، صفحہ ۸)

ذرا غور فرمایئے، تعصب سے ہٹ کر ایمانداری سے فیصلہ کریں اقتباسات، حوالہ جات اور عبارات آپ کے سامنے ہیں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایمان کی روشنی عطا فرمائے دین کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

حضور نبی کریم ﷺ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے فضالہ بن عمیر نے موقع دیکھ کر افادہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کر ڈالے جب وہ اس ارادہ سے قریب پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کیا فضالہ آیا ہے؟ فضالہ "ہاں" نبی پاک ﷺ نے فرمایا تم اپنے دل میں ابھی کیا ارادہ کر رہے تھے۔ فضالہ نے کہا کچھ نہیں میں تو اللہ اللہ کر رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ یہ سن کر ہنس پڑے، اور فرمایا "اچھا تم اپنے خدا سے اپنے لیے معافی کی درخواست کرو۔ یہ فرما کر اپنا ہاتھ بھی اسکے سینے پر رکھ دیا۔ فضالہ کا بیان ہے کہ ہاتھ (مبارک) رکھ دینے سے مجھے بہت اطمینانِ قلب حاصل ہوا اور آنحضرت ﷺ کی محبت اس قدر میرے دل میں پیدا ہوگئی کہ حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی بھی محبوب نہ رہا۔

(رحمۃ للعلمین، جلد اول صفحہ ۱۴۱)

جنگ بدر سے چند روز بعد کا ذکر ہے کہ صفوان بن امیہ جس کا باپ بدر میں قتل ہوا تھا اور عمیر بن وہب (جس کا بیٹا ہنوز مسلمانوں کے ہاتھ اسیر تھا) مکہ سے باہر سنسان جگہ میں جمع ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کے خلاف باتیں کرنے لگے عمیر بولا اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ادا نہیں کر سکتا اور اگر مجھے اپنے کنبہ کے بیکس رہ جانے کا خیال نہ ہوتا تو میں خود مدینہ جاتا اور محمد ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل ہی کر کے آتا۔ صفوان بولا تیرا قرض میں چکا دوں گا اور تیرے کنبے کا خرچ جب تک میں زندہ ہوں میرے ذمہ ہوگا۔ عمیر بولا، بہتر۔ یہ راز کسی پر نہ کھلے پھر عمیر نے اپنی تلوار کی دھار کو تیز کروایا اور زہر میں اسے بجھوایا اور مکہ سے روانہ ہوگیا۔ عمیر مدینہ پہنچ کر مسجد نبوی کے سامنے اپنا اونٹ بٹھا رہا تھا کہ اونٹ بول پڑا۔ عمر فاروقؓ نے اسے دیکھا اور پہچانا اور دل میں سمجھ گئے کہ یہ شیطان ضرور مفسد ارادہ سے آیا ہے۔ اس لیے آگے بڑھ کر نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ عمیر بن وہب مسلح چلا آرہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس آنے دو۔ عمر فاروقؓ نے اسکی تلوار کے قبضہ پر۔ قبضہ کر لیا اسکی گردن پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کے سامنے لے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ دیکھا تو فرمایا "عمرؓ! اسے چھوڑ دو۔ عمیر! تم میرے پاس آؤ۔ عمیر نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا، کہو کس طرح آئے کہا اپنے بیٹے کی خبر لینے آیا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا یہ تلوار کیسی ہے؟ عمیر بولا یہ کیا تلوار ہے اور ہماری تلواروں نے پہلے بھی آپ کا کیا کر لیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سچ سچ بتاؤ، عمیر نے پھر اسی جواب کو دہرایا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "دیکھو تو اور صفوان مکہ سے باہر سنسان پہاڑ میں گئے تھے صفوان نے تیرا قرض اور تیرے کنبے کا خرچ

اپنے اوپر لیا ہے اور تو نے میرے قتل کا وعدہ کیا ہے اور اسی ارادہ سے تو یہاں آیا ہے'' عمیر تو یہ نہ سمجھا کہ میرا محافظ خدا ہے'' عمیر یہ سن کر حیران ہو گیا بولا اب میرا دل مان گیا کہ آپ ضرور اللہ کے نبی اور سچے رسول ہیں۔ یہ بالکل آسان تھا کہ سماوی خبروں اور وحی کی بابت ہم آپ کو جھٹلاتے رہے لیکن اب میں اس راز کی بابت کیا کہہ سکتا ہوں جس کی خبر میرے اور صفوان کے سوا تیسرے کو نہیں، خدا کا شکر ہے جس نے میرے لیے یہ اسلام کا بہانہ بنا دیا۔ (رحمۃ للعلمین جلد اول صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴)

حضرت ابوایوب انصاریؓ

فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو قافلہ ابوسفیان کی خبر دی۔ (سیرت مصطفیٰ جلد دوم صفحہ ۶۱)

حضرت انسؓ، حضرت عمرؓ سے راوی ہیں کہ جس شب کی صبح کو میدان کارزار گرم ہونے والا تھا اس شب میں نبی اکرم ﷺ ہم کو میدان کارزار کی طرف لے کر چلے تا کہ اہل مکہ کی قتل گاہیں ہم کو آنکھوں سے دکھلا دیں چنانچہ آپ اپنے دستِ مبارک سے اشارہ فرماتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔

یہ ہے فلاں کی قتل گاہ صبح کو انشاء اللہ اور مقامِ قتل پر ہاتھ رکھ کر نام بنام اس طرح صحابہ کو بتلاتے رہے قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا، کسی ایک نے بھی اس جگہ سے سرِ مو تجاوز نہ کیا جہاں آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کے قتل کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ (رواہ مسلم) (سیرت مصطفیٰ جلد دوم صفحہ ۷۰)

حضرت عباسؓ سے جب فدیہ کا مطالبہ کیا گیا تو اپنی ناداری کا عذر کیا۔ آپ نے فرمایا'' اچھا وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور تمہاری بیوی اُمِ فضل نے مل کر دفن کیا تھا۔ حضرت عباس سنتے ہی حیران رہ گئے اور عرض کیا بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ میرے اور ام فضل کے سوا کسی کو بھی اس کا علم نہ تھا۔

(سیرت مصطفیٰ جلد دوم صفحہ ۱۲۴)

میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جو فدیہ میں دے سکوں۔ آپ نے فرمایا'' وہ نیزے کہاں ہیں۔ جو تم جدہ میں چھوڑ آئے ہو۔ نوفل نے کہا بخدا اللہ کے بعد میرے سوا کسی کو بھی انکا علم نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (سیرت مصطفیٰ

جلد دوم صفحہ ۱۲۵)

حضرت عبداللہ بن زیادؓ سے مروی ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد حارث بن ابی ضرار بہت سے اونٹ لیکر مدینہ منورہ روانہ ہوئے تا کہ فدیہ دیکر اپنی بیٹی کو چھڑا لائیں۔ ان میں سے دو اونٹ جو نہایت عمدہ پسندیدہ تھے۔ ان کو ایک

گھاٹی میں چھپا دیا۔ کہ واپسی میں ان کو لے لوں گا مدینہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ اونٹ آپ کے سامنے پیش کئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ تم نے میرے بیٹی کو گرفتار کیا ہے۔ یہ اس کا فدیہ ہے۔ ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' وہ اونٹ کہاں ہیں جو تم فلاں گھاٹی میں چھپا آئے ہو' حارث نے کہا

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (سیرت مصطفیٰ جلد دوم صفحہ ۲۷۲،۲۷۳)

اے برادر! ان حضرات کا یہ بھی خیال ہے کہ جو ارشاد بذریعہ وحی ہوتا ہے وہ غیب نہیں۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ بھول ہے، اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتے ہیں

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

ایک فرمان غوث اعظمؓ کا ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں ''اے فاسق! مومن سے ڈر اور اس کے پاس ایسی حالت میں نہ جا کہ تو اپنے گناہوں کی نجاست میں لتھڑا ہوا ہو کیونکہ وہ اللہ عز وجل کے نور سے تیری اس حالت کو جس میں تو مبتلا ہے دیکھتا ہے مومن تیرے شرک اور نفاق کو دیکھتا ہے وہ تیری اندرونی حالت کو جو تیرے کپڑوں کے نیچے پوشیدہ ہے دیکھتا ہے۔ وہ تیری رسوائیوں اور برائیوں کو دیکھتا ہے۔ جو شخص اہلِ فلاح اور بزرگ آدمی کو نہیں دیکھتا فلاح نہیں پاتا۔ تو سراپا ہوس بنا ہوا ہے اور تیرا میل جول اہل ہوس ہی سے ہے۔

(فیوض یزدانی ترجمہ الفتح الربانی دوسری مجلس)

اس کتاب پر صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں ''محبوب سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی جاتی''

فقیر مسئلہ علم غیب پر اس پر اکتفا کرتا ہے اس میں ایک عقلمند اور باشعور انسان کے لیے بہت کچھ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ۔

مسئلہ نور و بشر

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْن (المائدہ ۱۵)

ترجمہ: بیشک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنز الایمان)

دوستو! جو آیت کریمہ آپ نے اوپر پڑھی ہے اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے نور

ہیں۔مگر بعض حضرات نے اس نور خداوندی کا انکار کر کے اس مسئلہ کو اختلافی بنانے کی کوشش کی ہے۔لہٰذا ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں یا نہیں۔آیئے ذرا سنجیدگی سے تعصب سے ہٹ کر رضائے رب کو مقدم رکھتے ہوئے اس بات پر غور کریں۔

اگر بقول ہمارے ان بھائیوں کے حضور نور نہیں تو انہیں چاہیے کہ اس حقیقت کے لیے کوئی دلیل پیش کریں لیکن یہ حضرات جب دلیل پیش نہیں کر سکتے تو اس آیت کریمہ پر ایمان لاتے ہوئے تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر حقیقت کو اپنائیں۔

فقیر نے یہ عرض کرنا ہے کہ آیا نبی اکرم ﷺ کو نور ماننا ضروری ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔میرے دوستو! ہم نے یہ جاننا ہے کہ خلیفہ کسے کہتے ہیں؟ خلیفہ کون ہوتا ہے؟ اس کے لفظی معنی نائب کے ہیں۔خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی کا جانشین یا قائم مقام ہو مثلاً جب جوئی اللہ کی برگزیدہ ہستی اس دنیا سے پردہ فرما جائے تو اسکی جگہ پر کسی اور نیک ہستی کو خلیفہ یا جانشین مقرر کیا جاتا ہے تا کہ وہ انتظام جو اس ہستی کے پاس تھا وہ خلیفہ سنبھالے اور اس مرد کامل کی طرح بطریقِ احسن چلاتا رہے۔یہ ضرورت پیش آنے کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک صورت تو خلیفہ بنانیکی یہ ہو سکتی ہے کہ اصل کی موت واقع ہو جائے۔اس کی زندگی کے آخری ایام یا موت پر کسی کو اس کی جگہ پر خلیفہ یا جانشین مقرر کر لیتے ہیں۔کیا اللہ تعالیٰ کو یہ ضرورت در پیش آ سکتی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ پر موت طاری ہو سکتی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ موت کے خطرے پیش نظر کسی کو خلیفہ بنا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں،خلیفہ بنانے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اصل کہیں باہر جا رہا ہے۔دورہ کرنا چاہتا ہے۔وہ یقین کرنا چاہتا ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کی ولایت کا کاروبار ٹھیک چلتا رہے۔لہٰذا وہ اپنی کرسی پر کسی اور کو بٹھا دیتا ہے۔کیا اللہ تعالیٰ کا کسی اور ملک میں دورہ ممکن ہے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملک کو چھوڑ کر کچھ عرصہ کے لیے کہیں اور چلا جائے اور غیر حاضر ہو؟ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔لہٰذا خلیفہ بنانے کی یہ وجہ بھی نہیں ہے۔

خلیفہ بنانے کی تیسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اصل کمزور ہے عاجز ہے۔وہ اکیلا نظام سنبھالنے اور چلانے سے قاصر ہے اسے کسی معاون و مددگار کی ضرورت ہے۔جس طرح ہمارے ملک میں صدر یا وزیر اعظم اپنے ملک کو تحصیل،ضلع،کچہری،یا صوبہ میں تقسیم کر دیتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات تو حیّ و قیوم ہے۔ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے۔وہ جو چاہے سب کچھ کر سکتا ہے اسے کسی معاون و مددگار کی ضرورت نہیں تمام انبیاء اولیاء ہم تم سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔

دوستو! ان تینوں صورتوں میں جب اللہ تعالیٰ کو خلیفہ کی ضرورت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کس لیے بنایا۔ یہ نظام خلافت کیوں جاری کیا؟ اگر یہ نظام خلافت نہ ہوتا تو غیر اللہ کی تعظیم شروع نہ ہوتی۔ نہ ہمارے ان بھائیوں کے قول کے مطابق شرک کا دروازہ کھلتا۔

عظمتِ انسان اور خلیفہ بنانے کی غرض وغایت پر علماء ومفسرین کرام نے بہت تفصیل سے لکھا ہے بیش بہا موتی ہیں جو ان حضرات نے اپنی کتب میں تحریر فرمائے ہیں مگر ظلم تو یہ ہے کہ پڑھنے والا کوئی نہیں، سوچنے والا کوئی نہیں، سننے والا کوئی نہیں۔ **اَفَلا تَعْقِلُوْن. اَفَلا تَتَفکَّرُوْن اور اَفَلا یَتَذَکَّرُوْن**

پر عمل نہ ہونے کے برابر ہیں ایک ضد اور ہٹ دھرمی رہ گئی ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ قاضی بیضاوی علیہ الرحمتہ اس مقام پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتی ضرورت کے تحت خلفاء نہیں بنائے بلکہ ہم ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے بنائے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے ہماری کونسی ضرورت ہے جس کے لیے خلفاء بنائے گئے۔

"تفسیر روح المعانی میں علامہ سید محمود آلوسیؒ نے آیت رحمت رسول کے تحت ذکر کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ کا تمام کائنات کے لیے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالم امکان کی ہر چیز کو حسب استعداد جو فیض الٰہی ملتا ہے وہ حضور کے واسطے سے ہی ملتا ہے۔ اس لیے آپ کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا گیا۔

ہماری ضرورت یہ ہے کہ ہم نے رب العزت سے فیض حاصل کرنا ہے یہ فیض بغیر وسیلہ کے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اسکو ایک مثال سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ گوشت تو آپ حضرات کھاتے ہی ہیں۔ آپ نے غور فرمایا ہوگا کہ گوشت میں رگیں ہوتی ہیں اور رگوں میں خون دورہ کرتا ہے جس سے ہر جاندار کی زندگی وابستہ ہے۔ جو خون رگوں میں چل رہا ہے۔ اس خون سے ہڈیوں نے بھی غذا حاصل کرنی ہے۔ لیکن ہڈی ٹھوس ہے، سخت ہے، پختہ ہے۔ ہڈی اور گوشت میں کوئی مناسبت نہیں۔ جس کے پاس غذا ہے اسکی طبیعت اور مزاج اور ہے۔ جسکو غذا کی ضرورت ہے اسکی طبیعت اور مزاج اور ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہڈیوں کے سروں پر ایسے حصے پیدا کر دیئے ہیں جو شکل میں ہڈی کی طرح ہیں اور مزاج میں گوشت کی طرح۔ شکل دیکھو تو ہڈیوں کی طرح مگر نرمی دیکھو تو گوشت کے ساتھ مناسبت ہے۔ نرم ہونے کی وجہ سے ہی گوشت سے غذا وصول کرتی ہے اور سختی کی بنا پر ہڈیوں سے تعلق پیدا کر کے خوراک پہنچا رہی ہے۔ اگر ہڈیوں کے سروں کو چبایا جائے، چوسا جائے تو بخوبی چبایا اور چوسا جا سکتا ہے۔ دوسری ہڈی چبانے اور چوسنے کی کوشش میں دانت ٹوٹ سکتے ہیں۔ تو دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہڈی اور گوشت کے درمیان ایک وسیلہ قائم کر دیا ہے۔ جس کا تعلق نرم اور سخت دونوں کے ساتھ ہے۔

مسئلہ نور و بشر سمجھنے میں مندرجہ بالا بحث ممد و معاون ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات نور مطلق ہے۔ ہم خاکی پتلے، اللہ کے نور اور اسکے فیض کے محتاج ہیں۔ خاکی پتلے اور نور مطلق میں کوئی مناسبت نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ درمیان میں ایسی ہستیاں رکھ دیں جو باطن کے لحاظ سے نور ہیں اور ظاہر کے لحاظ سے بشر ہیں۔ باطن کے لحاظ سے ادھر سے فیض لیتی ہیں اور ظاہری طور پر ہم سے تعلق رکھتے ہوئے فیض دے رہی ہیں۔

یہ ضرورت جسکے تحت اللہ تعالیٰ نے ہمیں انبیاء علیھم السلام عطا فرمائے یہ ہے کہ ہم بحیثیت خاکی براہ راست، کسور استعداد کی وجہ سے فیض حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ بھی پتہ چلا کہ ظاہر پر حقیقت کو محمول نہیں کیا جا سکتا۔ مزید یہ کہ خلیفہ کو مخلوق اور اللہ تعالیٰ، دونوں طرف نسبت ہوتی ہے۔

دوستو! یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ نبی کا مقام اور باطنی حقیقت عام انسانوں سے مختلف ہے۔ نبی کا ظاہر عام انسان جیسا مگر باطن یعنی حقیقت نور ہے اور ایسا ہونا فریضہ نبوت کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے۔ اس حقیقت کی وضاحت کے لیے حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے:

بخاری و مسلم شریف (صحاح ستہ) کی تقریباً ہر کتاب میں یہ روایت موجود ہے کہ نبی مکرم ﷺ صبح کی نماز کے لیے اٹھے۔ حالانکہ آپ تمام رات سوتے رہے اور سوتے وقت جو آواز نکلتی ہے وہ بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سنتی رہیں۔ سرکار دو عالم سیدھے مصلیٰ پر تشریف فرما ہوگئے۔ فجر کی دو رکعت ادا فرما کر گھر واپس تشریف لے آئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی۔ حضور ﷺ میں آج حیران ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں کیا بات ہے؟ عرض کی، سرکار آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے اور نیند میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن آپ وضو کیے بغیر نماز پڑھا آئے ہیں۔ آپ کا حکم یہ ہے کہ سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ہمیں یہ بات سمجھ نہیں آئی۔ ذرا فرمائیے! کہ یہ کیا بھید ہے؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! مجھے اپنے پر قیاس مت کرو۔ میری (ظاہری) آنکھیں سوتی ہیں دل (باطن) نہیں سوتا۔ دوستو! پتہ چلا کہ ظاہر اور ہے باطن اور ہے۔ مسئلہ حل ہو گیا۔ ہمارے آقا حضور ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں۔ لیکن بشریت ایک لباس ہے حقیقت نور ہے، اور سنیئے!

ترمذی شریف حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس وقت بھی نبی تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بھی تیار نہیں ہوا تھا۔ بتائیے اس وقت کیا تھے۔ بشریت کی ابتدا تو حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتی ہے۔ ان کا ابھی تک پتلا بھی تیار نہیں ہوا تھا اور میرے کملی والے آقا فرماتے ہیں کہ ہم اس وقت بھی نبی تھے۔ دوستو! یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حقیقت میں آپ ﷺ نور ہیں بشریت ایک لبادہ ہے۔ لباس ہے۔ جسے اوڑھ کر جنس بشر میں تشریف لائے ہیں۔

حضرت عبدالرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس شے کو پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اے جابرؓ! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی ﷺ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ نور جہاں اللہ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، بہشت تھی نہ دوزخ، زمین تھی نہ آسمان، سورج تھا نہ چاند۔ جن تھا نہ انسان۔ (یہ حدیث مولانا اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں نور محمدی ﷺ کے باب میں بیان فرمائی ہے)

پرچہ اہل حدیث اگست ۱۹۵۴ میں لکھا ہے "حضور ﷺ پرنور" یعنی نور سے بھرے ہوئے۔ پھر یہ انتشار کیوں؟

ایک مثال اور عرض کرتا ہوں توجہ فرمائیں اور سنجیدگی سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمہیں سب کو سمجھنے کی توفیق دیں آمین۔ ایک متفق علیہ حدیث ہے کہ جب جنتی جنت میں جائیں گے تو ان کے سامنے میووں کے تھال رکھے جائیں گے۔ جنتی ان میووں کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ تو وہی میوے ہیں جو ہم پہلے دنیا میں کھا چکے ہیں۔ اے جنت کے فرشتو! کیا ان کے علاوہ اور میوے نہیں ہیں۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے۔ اے جنتیو! شکلیں دیکھ کر مت بھولو۔ وہ اور تھے یہ اور ہیں۔ تم نے ظاہری چھلکوں کو دیکھا مغالطے میں پڑ گئے پہلے چھلکے اتارتے، زبان سے چکھتے، چباتے، پھر پتہ چلتا کہ ان کی حقیقت کیا ہے۔ بعض اوقات شکلیں ایک جیسی ہوتی ہیں لیکن حقیقت مختلف۔

دوستو! اگر جنتی پھل شکل کے لحاظ سے مختلف ہو سکتے ہیں تو دنیا میں بنائے گئے انسان اور حبیب خدا ﷺ کی حقیقت ایک جیسا سمجھنا بھی غلط فہمی ہو سکتا ہے۔ قرآن پاک نے پاکباز مریم سلام اللہ علیہا کا واقعہ بیان فرما کر ان کی طہارت اور بزرگی بیان فرمائی ہے۔ آپ اللہ کی ولیہ☆ ہیں۔ اور ولیہ بھی ایسی کہ اگر آپ سوکھے ہوئے کھجور کے درخت کو ہلائیں تو سرسبز ہو کر تازہ کھجوریں مہیا کرے۔ ایسی مقبول ولیہ بھی جبرائیل علیہ السلام کو شکل انسانی میں آتا ہوا دیکھ کر غلط فہمی کا شکار ہو گئیں اور پکار اٹھیں کہ اے انسان! ٹھہر جا! میں پاکباز مریمؑ ہوں۔

جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے مریمؑ میں تو اللہ کا مقرب فرشتہ ہوں (بشر نہیں ہوں) میری ظاہری حالت کو دیکھ کر دھوکا نہ کھا مغالطے میں نہ پڑ۔ میں فرشتہ ہوں روپ بدل کر، انسانی شکل میں آیا ہوں حقیقت میری نور ہے۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تحفہ☆ دینے آیا ہوں۔ اللہ اللہ، دوستو! تحفہ بھی ایسا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس مادرزاد اندھا آئے تو بینا ہو جائے،

کوڑھی کا کوڑھ جاتا رہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ　(العمران ۴۹)

ترجمہ: میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جگاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (کنز الایمان)

میرے اور تمہارے آقا کی یہ شان ہے بقول مولانا جامیؒ

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضٰی بیضاداری　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ آپ یوسفؑ کا حسن، عیسیٰؑ کی پھونک اور موسیٰؑ والا چمکتا ہاتھ رکھتے ہیں اور تمام بڑے لوگوں کی خوبیاں آپ میں موجود ہیں۔

عیسیٰ کے معجزوں نے مردے جلا دئے ہیں　آقا کے معجزوں نے عیسیٰؑ بنا دیئے ہیں

حضور ﷺ کی شان تو یہ کہ ان کے غلام مردے زندہ کر دیتے ہیں۔ (مثلاً غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کا مردے زندہ کرنا) آپ تو بے جانوں کو بھی جان بخشتے ہیں۔ ابوجہل بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں چند سنگریزے مٹھی میں لیکر آیا اور کہا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو بتائیں میری مٹھی میں کیا ہے؟ کملی والے آقا نے فرمایا! میں بتاؤں یا تیری مٹھی والی چیز خود میری نبوت کی گواہی دے۔ اتنا فرمانا تھا کہ کنکروں نے کلمے کا ورد کرتے ہوئے آپ کی نبوت کا اعلان فرمایا۔ پتہ چلا کہ آپ تو بے جانوں کو جان بخش دیتے ہیں۔

عاشقِ مصطفیٰ ﷺ سرکارِ گولڑوی پکار اُٹھے

اس صورت نوں میں جان آکھاں　جان آکھاں کہ جانِ جہاں آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں　جس شان توں شاناں سب بنیاں

آپ جس راستے سے گزرتے، جاندار کیا بے جان بھی میرے کملی والے آقا ﷺ پر درود و سلام پڑھتے ہیں

(مثنوی دفتر اول صفحہ ۲۳۱)

استنِ حنا نہ در ہجر رسول ﷺ　نالہ میز دہم چو ارباب عقول

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں　گفت جانم از فراقت گشت خوں

ترجمہ: حنانہ ستون رسول اللہ ﷺ کی جدائی میں سمجھداروں کی طرح روتا تھا

☆ عورت ولیہ ہو سکتی ہے اور ولایت کا اعلیٰ درجہ حاصل کر سکتی ہے۔ لیکن تین مقام ایسے ہیں جو کہ مرد کے لیے خاص ہیں۔

۱۔ نبوت　۲۔ خلافت　۳۔ امامت

ارشاد باری تعالیٰ ہے **اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ**۔ ترجمہ: اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علماء اکرام نے فرمایا ہے کہ عورت سربراہِ مملکت نہیں بن سکتی۔

پیغمبر ﷺ نے فرمایا اے ستون! تو کیا چاہتا ہے؟ بولا کہ میری جان آپ کے فراق سے خون ہوگئی۔

از فراق تو مراچوں سوخت جاں　　چون نالم بے تو اے جان جہاں

چونکہ میری جانِ آپ کی جدائی میں جل گئی ہے۔ اے جانِ عالم! آپ کے بغیر میں کیوں نہ روؤں بے جان بھی میرے کملی والے سے کس قدر محبت والفت رکھتے ہیں کہ آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے۔ اے انسان! غور کر کہ تو اس ذاتِ پاک سے کس قدر محبت رکھتا ہے کیا تیری آنکھ کو بھی یہ موتی بہانے کی سعادت نصیب ہوئی ہے یا نہیں؟ تو کیوں عقل نارسا کے چکر میں گھوم رہا ہے؟

ہاں تو ذکر چل رہا تھا عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن میں عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ (الاعمران ۴۹)

ترجمہ: اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

دوستو! عیسیٰؑ کے متعلق تو یہ فرمان خداوندی ہو کہ وہ گھروں میں رکھی ہوئی چیزیں اور پیٹ میں پوشیدہ (کھائی ہوئی) چیزیں بتادیں لیکن سردار الانبیاء سے دیوار کے پیچھے اور مادہ کے پیٹ میں چیزیں پوشیدہ سمجھی جائیں۔ حیرانگی ہے ایسے اُمتی اور اپنے نبی کے متعلق اس کے عقیدے پر۔

دوستو! جب اللہ تعالیٰ کی ولیہ حضرت مریمؑ دھوکہ کھا گئیں تو کیا آج کا عام انسان دھوکہ نہیں کھا سکتا؟ یقیناً ایسا ہوسکتا ہے لیکن ظلم تو یہ ہے کہ آج کا مسلمان حقیقت سامنے آنے پر بھی حق تسلیم کرنے کی بجائے ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑا ہوا ہے۔ آیئے حقیقت کو اجاگر کرنے کے لیے انبیاء اکرام کی مثال لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وسیلہ اختیار کرنے کا حکم بایں الفاظ فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ (المائدہ ۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ اپنے احکام لوگوں تک پہنچاؤں تو انبیاء کا وسیلہ درمیان میں رکھا جو اللہ تعالیٰ سے احکام لیکر مخلوق تک پہنچائیں۔ انبیاء اللہ تعالیٰ سے نور بن کر لیتے اور بشر بن کر تقسیم فرماتے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم

☆ قرآن پاک کے الفاظ ہیں لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا　ترجمہ: تاکہ میں تجھے صاف ستھرا بچہ دوں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے موقع پر جبرائیل علیہ السلام حضرت مریمؑ کے پاس بشری صورت میں آتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ تجھے صاف ستھرا بچہ دوں۔ ان الفاظ پر غور فرمائیں اگر قرآن پاک فرمائے کہ جبرائیل علیہ السلام بچے دے سکتے ہیں تو داتا گنج بخشؒ اور فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کیوں نہیں دے سکتے۔ یہ اللہ کے برگزیدہ بندے اور پسندیدہ ہستیاں ہیں۔ جن کا مقام فرشتوں سے ارفع واعلیٰ ہے۔ لہٰذا ان سے مانگنے والوں کو مشرک کہنے والے اس آیت کریمہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے واقعہ پر غور فرمائیں اگر جبرائیل علیہ السلام بیٹے دے سکتے ہیں تو اولیاء اکرام بھی بیٹا دے سکتے ہیں۔ اور ان سے مانگنے سے نہ کوئی شرک ہوتا ہے۔ اور نہ کوئی گناہ۔

کے ساتھ یہی کیا اور ان کی نورانیت میں کوئی کمی یا نقص واقع نہیں ہوا۔ آیت مقدسہ

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ　(المائدہ ۱۵)

ترجمہ: بیشک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

آیت میں پہلے لفظ نور آیا ہے اور بعد میں ''کِتَاب'' یعنی روشن کتاب کا ذکر ہوا۔ یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے جب کتاب خود روشن ہے تو نور کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے متعلق برادرم یہ عرض ہے کہ ہماری آنکھوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے نور دیا ہے جو بفضل اللہ روشن ہیں مگر روشن ہونے کے باوجود انہیں دن کے وقت سورج اور رات کو شمع کے نور کی ضرورت ہے۔ آنکھوں کا نور بھی اس وقت کام کرے گا جب کوئی خارجی نور موجود ہوگا۔ یعنی انسان ان آنکھوں کے نور کے باوجود کسی خارجی نور کے بغیر نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح قرآن پاک روشن ہونے کے باوجود نور مصطفوی ﷺ کی روشنی کے بغیر ہرگز ہرگز نہیں سمجھا جا سکتا۔ مطلب یہ ہوا کہ نور محمدی ﷺ کی شمع اپنے دلوں میں روشن کئے بغیر قطعاً قرآن مجید سمجھ نہیں آ سکتا۔ قرآن پاک کو صحیح معنوں میں سمجھنا ہے تو اپنے دل میں حضور نبی کریم ﷺ سے محبت اور عقیدت کی شمع روشن کرنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حقیقت اپنانے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب سے بچاتے ہوئے آپس میں ملنساری محبت عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ دوستو! حقیقت تو یہ ہے کہ

جس نے نبی کی یاد کو دل میں بسا لیا　حقیقت میں اس نے اپنا مقدر جگا لیا

(مصنف)

فقیر اپنی گفتگو کا (حضور ﷺ کی نورانیت) اختتام پاک و ہند کے عظیم محدث عبدالحق دہلویؒ کی مشہور زمانہ کتاب مدارج النبوت کی عبارت پر کرتا ہے۔ جس میں انہوں نے اس آیت کریمہ کی تشریح فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں ''حق سبحانہ'' نے آنحضرت کا نام مبارک اس لئے نور اور سراج منیر رکھا کہ وہ غایت درجہ روشن تھے۔ اور روشن ☆ کرنے والے تھے۔ آپ سے وصول بحق کا راستہ روشن ہو گیا اور اُن کے جمال و کمال سے آنکھیں اور ان کی بینائی روشن ہو گئی جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ　(المائدہ ۱۵)

فقیر اس پر نورانیت کا بیان ختم کر کے مسئلہ کے دوسرے پہلو پر کچھ عرض کرتا ہے۔ آپ سے گزارش کرتا ہے کہ قرآن حدیث اور صحابہ و محدثین کے مطابق عشق اور محبت کے مطابق عقیدہ رکھیں۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ　مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللہِ مَسْلُوْلُ

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نور ہیں جس سے دوسرے بھی نور پاتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی تنی ہوئی ہندی تلوار ہیں۔

یہ شعر سنکر حضور ﷺ نے کعبؓ کو ایک چادر مبارک عنایت فرمائی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے دس ہزار درہم حضرت کعبؓ

کو چادر حاصل کرنے کے لیے پیش کئے لیکن حضرت کعبؓ نے جو ایمان افروز جواب دیا وہ صحابہؓ کے عقیدہ اور عشق رسولؐ کی ایک جھلک ہے۔ فرمایا ''میں رسول اللہؐ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا'' حضرت امیر معاویہؓ بھی عاشقِ رسول ﷺ میں یکے تھے۔ حضرت کعبؓ کی وفات پر ورثاء کے پاس گئے اور بیس ہزار درہم میں یہ چادر ان سے حاصل کی۔ کہتے ہیں یہ چادر عباسی خلفاء کے پاس یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ سقوط بغداد کی نذر ہو گئی۔

شعر کے ترجمہ پر غور فرمائیں کہ صحابی نے عرض کیا کہ حضورؐ نور ہیں اور ایسا نور کہ جس سے دوسرے بھی نور حاصل کرتے ہیں۔ حضورؐ نے اپنے صحابی کی اس طرح تصدیق فرمائی کہ اس کو چادر مبارک عطا فرمائی جو ایک امیر معاویہؓ جیسے کاتب وحی صحابی کے لئے قابل رشک بن گیا۔ سبحان اللہ یہ تھے مسلمان اور عشاق رسول ﷺ۔

اے برادر! نبی جنس بشر میں ہی آتے ہیں۔ انسان ہی ہوتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ بھی بشر ہیں، انسان ہیں، مخلوق ہیں۔ یہ جو بعض حضرات نے بات اڑائی ہوئی ہے کہ یہ اہلسنت و جماعت ''بریلوی مسلک'' حضور نبی اکرم ﷺ کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ آپ کو خدا سے ملا دیتے ہیں۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ کوئی بھی مسلمان حضور نبی اکرم

☆ شاعر دربار رسالت حضرت کعب بن زبیرؓ نے ایک شعر　اِنَّالرَّسُوْلَ لَنُوْرٍ یُسْتَضَاءُ بِہٖ　مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللہِ مَسْلُوْلٗ

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نور ہیں جس سے دوسرے بھی نور پاتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی تنی ہوئی ہندی تلوار ہیں۔

ﷺ کو نہ تو خدا اور نہ خدا کا شریک سمجھتا ہے۔ نہ ہی حضور نبی کریم ﷺ کی بشریت کا انکار کرتا ہے۔ ہم اہلسنت و جماعت حضور نبی کریم ﷺ کی بشر مانتے ہیں مگر اُن حضرات کی طرح نہیں جیسا کہ اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنی تصنیف ''تقویۃ الایمان'' میں لکھا ہے کہ ''جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

دوستو! مقرب بندوں میں تمام انبیاء اکرام، حضور نبی کریم ﷺ اور بزرگان عظام سب ہی آجاتے ہیں ہم اہلسنت و جماعت کا یہ ایمان نہیں۔ جو اسماعیل دہلوی کا ہے۔ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کو ایسا بشر سمجھتے ہیں۔ ہم حضور ﷺ کو ''بعد از خدا بزرگ توئی'' کے قائل ہیں۔ اور تمام انبیاء اکرام اور جس قدر بھی برگزیدہ ہستیاں ہیں ان کے مقام اور درجات کے مطابق ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ان پاک ہستیوں کی خاک پا سمجھتے ہیں۔ دوستو! ان حضرات نے مقام مصطفیٰ کو سمجھا ہی نہیں صرف اپنی عقلِ نارسا کے چکر میں رہتے ہیں۔ جس ہستی کے ذکر پاک کو اللہ تعالیٰ بلند فرمائیں اور ارشاد ہو کہ

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا۔ (کنز الایمان)۔

اللہ تعالیٰ نے ذکر بلند کر دیا۔ اونچا کر دیا اور پھر ایک ذکر کی کوئی حد نہیں رکھی بلکہ رب تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو اپنا ہی ذکر ٹھہرا لیا۔ پھر بھلا کون ہے جو آپ کی رفعت و عظمت کا نشان پا سکے؟ کون ہے جو شان کی بلندیوں کی حد بندی کر سکے پھر یہ الفاظ کہ "تعظیم بڑے بھائی کی سی کی جائے" بڑے افسوس کا مقام ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے ابو بکرؓ! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ دوستو! اس عبارت (اسماعیل دہلوی کی عبارت) نے تو حضور نبی کریم ﷺ کے تمام فضائل و کمالات کو مٹا کے ہی رکھ دیا۔ لیکن یہ میرے ان دوستوں کی بھول ہے۔ جو چاند کی طرف تھوکتا ہے یہ تھوک واپس اسی کے اوپر گرتا ہے۔ جن کی شان رب العزت بڑھائیں اسے کون گھٹا سکتا ہے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے　　　نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

(حدائق بخشش)

مٹ مٹا جاتے ہیں خود اس کے مٹانے والے کیونکہ یہ خدائی فیصلہ ہے

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ

حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کو اپنے جیسا یا بڑا بھائی سمجھنا سراسر کم عقلی و کم ظرفی کا ثبوت ہے کہاں وہ ذاتِ ستودہ صفات جن کا مقام "**قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی**" ہو جو خلوتِ گاہ قدس میں پہنچ کر عین ذاتِ حق کا مشاہدہ کریں اور "**فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی**" کے پیغامات وصول کریں، اور کہاں ہم آلودۂ عصیاں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ

صد ہزاراں جبرائیل اندر بشر　　　بہر حق سُوئے غریباں یک نظر

ترجمہ: لاکھوں جبرائیل بشر میں ہیں یا رسول اللہ ﷺ خدارا ہم غریبوں پر اک نظر کرم ہو۔

دوستو! جس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا

'**اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَاء**"

کیا آپ اسے خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد پھیلائے گا۔ لیکن جب ان پر آدم علیہ السلام کی علمی برتری ثابت ہوئی تو بول اٹھے "**لَا عِلْمَ لَنَا اَلَّا مَا عَلَمتنا**"، "ہمیں اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے عطا فرمایا" اس طرح خلیفہ فضیلت مان گئے حضرت نبی کریم ﷺ بشر ہیں مگر بے مثال بشر ہیں۔ آپ کی بشریت عام انسانوں جیسی نہیں آپ سے کسی قسم کی ہمسری یا برتری کا دعویٰ کرنا یا سمجھنا سراسر بے ادبی اور گمراہی ہے۔ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں حضور نبی کریم رؤف الرحیم کی محبت ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس در کا ادنیٰ غلام سمجھتا ہے۔ مگر یہ بڑا بھائی کہہ کر رشتہ جوڑ رہے ہیں۔ اور لوگوں کے

دلوں سے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت گھٹانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہاں آقا، کہاں غلام۔

دوستو! ذرا تعصب سے ہٹ کر غور کرو کہ کیا حضور انور ﷺ کی بشریت عام انسانوں جیسی ہے۔ کیا آپ کا دل مانتا ہے؟ کیا آپ کی عقل سلیم اس حیثیت کو تسلیم کرتی ہے۔ فقیر کا خیال ہے۔ ہرگز نہیں۔ دوستو! قرآن وحدیث میں کہیں بھی یہ حکم نہیں کہ حضور ﷺ یا مقرب بندوں کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرو بلکہ قرآن پاک تو بارگاہ نبوت کے آداب سکھاتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بات نہ کرو

ولاَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات ۲)

ترجمہ: اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے۔

ورنہ تمہارے تمام نیک اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ صحابہ اکرامؓ جب بھی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں کچھ عرض کرنا چاہتے تو پہلے عرض کرتے ''فِدَاکَ اُمِّي وَاَبِي يَارَسُوْلَ اللّٰه ''یعنی یارسول اللہ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں سوچئے، غور فرمائیے۔ اُمت کا بہترین گروہ (صحابہؓ) تو بات بات پر اپنے ماں باپ قربان کرتے ہوئے غلامی کا ثبوت دیں اور آج کا مسلمان حضور ﷺ کو بڑا بھائی کہنے کی جسارت کرے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ جلیل القدر صحابہ کے مابین فرمائیں'' اَيُّكُمْ مِثْلِي ''تم میں سے کون میری مثل ہے''کسی صحابی نے کبھی کسی حدیث میں مثلیت کے الفاظ نہیں کہے۔ ہمیشہ کفار نے انبیائے کے دعویٰ نبوت کے وقت مثلیت کا دعویٰ کر کے اظہار کفر کیا۔ دوستو! آپ کی برابری کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپکے گھرانے یا آپ کے یاروں کی برابری نہیں ہو سکتی۔ صحابہ کرامؓ کے متعلق حدیث ہے'' اور اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کے راستے میں خرچ کرے تو وہ صحابہ اکرامؓ میں سے کسی ایک کے چلو (جو یا گندم) کے برابر یا اس کے نصف حصے کے برابر بھی درجے میں نہیں ہے۔ (حدیث پاک مشکوٰۃ شریف)

عموماً میرے یہ دوست کہا کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں سوتے ہیں جاگتے ہیں۔ لہٰذا ہماری طرح ہی بشر ہوئے۔ اس طرح کفار مکہ نے حضور کو بشر سمجھا اور معراج کی حقیقت اور شان مصطفیٰ ﷺ پر ان کی نظر نہ گئی یہ میرے ان دوستوں کی بھول ہے۔ غلط فہمی ہے۔ شیطانی مغالطہ ہے۔ ہمارے کھانے پینے اور حضور ﷺ کے کھانے پینے میں بہت فرق ہے۔ بقول مولانا رومؒ:

اَیں خورد گردد پلیدی زوجدا وآں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

ترجمہ: یہ کھاتا ہے تو اس سے بول و براز نکلتا ہے۔ وہ کھاتے ہیں تو سب نور بن جاتا ہے۔

ہم کھانے پینے کے محتاج ہیں ہمیں اگر ایک دو فاقے آجائیں تو حالت غیر ہو جائے مگر ہمارے نبی کریم ﷺ کھانے پینے کے محتاج نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں رات اپنے رب کے پاس گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ ہمارے سونے اور نبی کریم ﷺ کے آرام فرمانے میں بڑا فرق ہے۔ ہم تو غفلت کی نیند سوتے ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کی نیند آپ ﷺ کا وضو نہیں توڑتی۔ دوستو! ہمارے آقا، ملجا و ماویٰ حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے مقام و اختیار کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ یہ تو دینے والا جانے یا لینے والا جانے۔ درحقیقت

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنا دیا دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

یہاں اگر آپ یہ سوال کریں کہ جب آپ مالکِ کل ہیں اور سب کچھ آپ کے اختیار میں ہے تو پھر فاقے کیوں اٹھائے؟ پیٹ پر پتھر کیوں باندھے؟ اس کا جواب یہ ہے:

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

دوستو! یہ سب کچھ تعلیم اُمت کے لئے تھا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کے دولت کدہ میں کچھ نہ تھا۔ بلکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے عائشہؓ اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ ساتھ چلا کریں۔ دنیا کی تمام نعمتیں آپ کے قدموں کے نیچے ہیں مگر آپ قوت شہنشاہی کا اظہار نہیں فرما رہے۔ اپنے اختیارات و فضائل کو چھپاتے ہیں۔ اپنی اُمت کو فقر و زہد کی تعلیم دے رہے ہیں۔ شکمِ اقدس پر پتھر باندھنا، سادہ غذا استعمال کرنا، سات سات دن تک کاشانہ نبوت سے دھواں نہ اٹھنا یہ سب کچھ تعلیم اُمت کے لئے تھا۔ کہ ریا کاری اور دنیا کے دکھاوے سے بچو اور اگر کوئی برا وقت آجائے، مصائب و آفات کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو گھبراؤ نہیں بلکہ خندہ پیشانی سے کام لو۔ صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو، زباں پر ناشکری کے الفاظ نہ آئیں۔ رضائے الٰہی مقدم رہے اپنی مرضی کو رضائے رب سے وابستہ رکھو۔

میرے یہ دوست ایک آیت پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم (حم سجدہ ٦)

ترجمہ: تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہی جیسا ہوں (کنزالایمان)

دوستو! یہ بھی ہمارے ان دوستوں کا مغالطہ ہے غلط فہمی ہے اس آیت مبارکہ کو کلمہ ''قل'' سے شروع کیا گیا ہے۔ جس سے مراد ہے اے میرے محبوب آپ فرمادیں یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھے بشر کہہ کر پکارا کرو۔ یہ اجازت آپ کی ذات کے لئے ہے کسی اور کو اجازت نہیں۔ قرآن مجید میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے نہ تو خود اپنے محبوب کو ''بشر'' کہہ کر ندا کی اور نہ

ہی کسی اور کو اجازت دی دیگر انبیاء کو ان کے نام سے یاد فرمایا مگر اپنے محبوب ﷺ کے لیے پیارے پیارے القاب منتخب فرمائے مثلاً یَا ایُّهَا النَّبِیُّ، یَا ایُّهَا الْمزَمِّلُ، یَاایُّهَاالرسول، یَا ایُّهَا الْمُدَّثِرُ، بھلا ہم غلاموں کو کیا حق ہے کہ ہم حضور ﷺ کو بشر یا بڑا بھائی کہیں اور اس طرح سے یاد کریں۔ دوستو! ہمارے آقا، ملجا و ماویٰ حضور نبی اکرم ﷺ اللہ کے حبیب ہیں، محبوب ہیں، خود میرے کملی والے نے فرمایا"اَنَــا حَبِیْــبُ اللہ" میں اللہ کا حبیب ہوں۔ مقام حبیب، اللہ، اللہ۔۔۔۔ دوستو! یہ بہت بلند مقام ہے جسے اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔ دوستو! یاد رکھو، آنحضرت ﷺ کو اپنے جیسا بشر، بڑا بھائی کہنا، سمجھنا، سراسر بے ادبی و گستاخی ہے۔

ذرا غور فرمایئے۔ ایک عام انسان جسے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی عہدہ یا اقتدار مل جائے تو اسے عام انسانوں کی طرح نہیں پکارا جاتا۔ اسکے مرتبے کا، عہدے کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس کے مطابق اس کی تعظیم وتکریم کی جائے گی اگر کوئی اس کے رتبے کا پاس نہ کرے تو مجرم تصور ہوگا اور توہین عدالت کا مرتکب ہوگا۔ بھلا جس ذاتِ گرامی کے لئے یہ عالم وجود میں آیا جن کے لئے یہ کائنات بنائی گئی جنہیں رحمۃ اللعٰلمین کے لقب سے نوازا جن کے دستِ قدرت سیاہ چہرہ کو جمال یوسفی عطا کردیں۔ جن کی انگشتہائے مبارکہ سے پانی کے چشمے ابل پڑیں۔ کیا انہیں عاجز، بڑا بھائی سمجھا جائے۔ ہرگز نہیں۔

حضور ﷺ کے گھرانے کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ　(الاحزاب ۳۲)

ترجمہ: اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں۔

یہاں مفسرین فرماتے ہیں چونکہ امہات المومنین کی نسبت حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھی اس لئے دنیا کی تمام عورتیں ان کی مثل نہیں ہوسکتیں اس نسبت کے تحت ان کا مقام دیگر عورتوں سے بلند فرمایا اور آپکے پردہ فرمانے کے بعد عام عورتوں کی طرح نکاح حرام ہے۔ اللہ اللہ

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کی نسبت کملی والے آقا سے ہوجائے وہ چیز دوسروں کی مثل نہیں رہتی چہ جائیکہ کہ آپ کی ذات پاک دوسروں کی مثل ہو: چہ نسبت خاک رابہ عالم پاک۔ سورۃ یوسف میں ہے۔

فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَکْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ

(یوسف ۳۱)

ترجمہ: جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو جنس بشر نہیں یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ (کنز الایمان)

جب انہوں نے حسن یوسفی کو دیکھا تو اس قدر بے خود ہوئیں کہ بجائے پھلوں کے انگلیاں کاٹ رہی ہیں۔ خون بہہ رہا ہے اور انہیں خبر تک نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ''اگر وہ عورتیں میرے کملی والے کو دیکھ لیتیں تو اپنے جگر کاٹ لیتیں۔ (ترمذی شریف)

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں تمام مخلوق الٰہی سے افضل و اعلیٰ ہوں میرا خاندان تمام خاندانوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ دوستو! حضور نبی کریم ﷺ کو ہم مثل بشر کہنا کفار کا طریقہ ہے جس پر رب کریم نے اپنے محبوب کو مخاطب کر کے فرمایا اے میرے محبوب! یہ کیسی کیسی مثالیں گھڑتے ہیں ان کافروں نے اپنے پر قیاس کر کے آپ کو اپنے ہم مثل سمجھ رکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اپنے پر قیاس کرنا ہم مثل بشر سمجھنا کفار کا طریقہ ہے۔ جب کبھی کسی نبی نے نبوت کا اعلان فرمایا تو کفار نے ہمیشہ یہ کہا کہ یہ کیسے نبی ہو سکتا ہے۔ یہ تو ہماری طرح کا بشر ہے۔ ہماری طرح کھاتا پیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا لا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ لا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ (یسین ۱۵)

ترجمہ: بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا تم نرے جھوٹے ہو۔ (کنز الایمان)

مثنوی مولانا روم میں ہے

گفتہ اینک مابشر ایشاں بشر ماو ایشاں بستہ خوابیم و خور

ترجمہ: انہوں (کفار) نے کہا ہم بھی بشر ہیں یہ بھی بشر ہیں ہم اور یہ کھانے اور سونے میں ایک جیسے ہیں۔

مومن کبھی انہیں اپنے جیسا نہیں سمجھتا بلکہ بے مثل بشر سمجھتا ہے قرآن مجید میں ہے۔

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ (النور ۳۵)

ترجمہ: اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ (کنز الایمان)

اب بتایئے کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی حقیقت صرف ایک چراغ کی مانند ہے۔ ہرگز نہیں۔ دوستو! ہمارے نبی مکرم ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے سوا تمام کائنات کے نبی ہیں۔ جاندار کیا، بے جان کیا، چرند کیا، پرند کیا، جمادات کیا، نباتات کیا، حیوانات کیا، شجر و حجر کیا، جن و انس کیا، سب ہی آپ کے اُمتی ہیں۔ کیا یہاں پر کوئی مماثلت ہے؟ کوئی یہ کہہ سکتا ہے؟ کہ میں الو یا گدھے کی مانند ہوں وغیرہ وغیرہ۔ دوستو! یہاں پر مماثلت صرف مخلوق ہونے کی

حیثیت سے ہے۔ اُن کے مثل نہیں۔

حضور ﷺ کی بشریت کو بھی اسی طرح سمجھنا چاہیے۔

بعض میرے دوست، یہ بھی کہتے ہیں کہ جب قرآن مجید یہ فرماتا ہے کہ سب مسلمان آپس میں بھائی ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ بھی ہمارے بھائی ہوئے۔

جواب: قرآن پاک نے تو اللہ تعالیٰ کو بھی مومن فرمایا ہے۔

اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِن　(الحشر ۲۳)

ترجمہ: بادشاہ نہایت پاک، سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا۔ (کنز الایمان)

دوستو! ایک عام مکھی ہے ایک شہد کی مکھی۔ ایک عام ہرن ایک مشک و کستوری والا ہرن۔ بڑا فرق ہے۔ قرآن پاک (کتاب اللہ) اور عام کتابوں میں بڑا فرق ہے۔ حالانکہ لکھائی، روشنائی، چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے ایک ہیں مگر مماثلت نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ درود وسلام بھیجیں اور مومن بھی۔ کس قدر بلند شان ہے۔ ان کی مماثلت کی جائے اور پھر بڑے بھائی تک ہی محدود کردی جائے۔ رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کے مبارک ہاتھوں سے پھینکے ہوئے کنکروں کے بارے میں فرمایا:

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی　(الانفال ۱۷)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (کنز الایمان)

یعنی آپ کے پھینکنے کو رب تعالیٰ اپنا فعل بتائیں۔ کیا شان ہے۔ اللہ کے محبوب کی۔ یہ سچ ہے کہ ہر نبی کی جلوہ گری انسانوں میں ہوئی۔ اسی طرح ہمارے آقا، ملجاو ماویٰ، حضور نبی کریم، رؤف الرحیم ﷺ بھی انسانوں میں ہی جلوہ گر ہوئے لیکن آپ کو بشر، بھائی، انسان کہہ کر پکارنا ناجائز ہے۔

رب تعالیٰ نے اپنے کلام میں جو یہ فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُم　(حم سجدہ ۶)

ترجمہ: تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں۔ (کنز الایمان)

اس فرمان میں بھی رب تعالیٰ کی مصلحت ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ دنیا میں جس قدر انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ان سے جسقدر معجزات ظہور پذیر ہوئے۔ لوگ ان کی شان میں افراط سے کام لینے لگے مثلاً عیسیٰؑ کو عیسائیوں نے خدا کا بیٹا بنا دیا۔ یہودیوں نے عزیرؑ کو خدا کا بیٹا سمجھ لیا۔ ہمارے حضور تو سرتاپا معجزہ تھے۔ ایسے ایسے

معجزات مثلاً چاند کا دوٹکڑے ہونا، سورج کا لوٹنا، معراج، کنکروں کا کلمہ پڑھنا وغیرہ ایسے معجزات تھے کہ یہ خدشہ تھا کہ لوگ آپ کو الہ یا خدا نہ کہنا شروع کر دیں۔

حضور ﷺ کو اپنے کو بشر کہنے کو دلیل بنا کر ہمسری اور مثلیت کی بات کرنا، درست نہیں۔ دوستو! اگر کوئی لیڈر یہ کہے کہ میں تو آپ کا خادم ہوں تو کیا عوام الناس کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اسے اپنا خادم یا نوکر کہہ کر پکاریں۔ ہرگز نہیں۔ ان کے یہ الفاظ کسر نفسی ہیں۔ ہمیں ہر حال میں انکے مقام اور مرتبے کا خیال رکھنا پڑے گا۔ اسی طرح انبیاء و اولیاء اکرام اگر اپنے آپ کو بندہ ناچیز، آلودہ عصیاں کہیں یا لکھیں تو ہمارے لئے ایسا کہنا روا نہیں ہوگا۔

حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی:

لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیا ۸۷)

ترجمہ: کوئی معبود نہیں سوا تیرے، پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔ (کنز الایمان)

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا (الاعراف ۲۳)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے اپنا آپ برا کیا۔ (کنز الایمان)

اپنی طرف ظلم و خسارہ کو منسوب کیا۔ کیا ہمیں یہ کہنا جائز ہوگا۔ دوستو! ایسے الفاظ تواضع کے ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے وہی الفاظ استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سراسر بے ادبی اور گستاخی تصور ہوگی۔ دوستو! حضور نبی کریم ﷺ کی محبت پیدا کرو۔ اسی میں ہماری بھلائی ہے۔ فلاح ہے۔ عافیت ہے۔ یادرکھو

نکتہ چینی عاشقوں کا اے دلا شیوہ نہیں انتظار یار سے بڑھ کر کوئی میوہ نہیں

(مصنف)

ایمان کا دارومدار حضور نبی کریم ﷺ کی محبت و الفت پر ہے۔ آپ آئینہ قدرت ہیں میرے پیرومرشد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قبلہ عالم امیر ملت الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوریؒ فرماتے ہیں۔

ہماری بشریت اور حضور نبی اکرم [illegible] یت میں ستائیس درجے کا فرق ہے اولاً بشر، اس کے اوپر مومن، مومن [illegible] پر ابرار، اس کے اوپر اخیار، پھر [illegible] کے اوپر صالحین، پھر شہید، شہید کے اوپر متقین، اس کے اوپر مقربین، [illegible]، اسکے اوپر اوتاد، پھر ابدال، اس کے اوپر نجباء، پھر قطب، پھر غوث، اس کے اوپر تبع تابعین پھر تابعین، اس

کے اوپر صحابی، پھر اصحاب بدر، پھر خلفاء راشدین، پھر صدیق اکبرؓ پھر نبی، پھر رسول، پھر اولوالعزم، پھر حضور نبی اکرم رحمتہ اللعالمین ﷺ۔

حضرت علامہ کمال الدین الامیری شافعیؒ حیٰوۃ الحیوان جلد اول میں لکھتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے مثل کسی کو پیدا نہیں فرمایا اور نہ ہی فرمائے گا۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ اس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا۔ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ معلوم ہوا کہ جس خوش نصیب نے خواب میں آپ ﷺ کی زیارت کی حقیقت میں حضور نبی کریم ﷺ ہی کی زیارت کی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان آپ کی شکل میں نہیں آ سکتا۔ اگر کوئی انسان آپ کے مثل بننے لگے۔ اور یوں کہے کہ حضور ﷺ میرے ہی مثل ایک بشر ہیں پھر بات کہاں جائے گی۔ بھائیو! اپنے آقا کملی والے آقا کو پہچاننے کی کوشش کرو۔ اُن کی ہمسری اور برابری کے دعویٰ کو چھوڑ کر اپنے اندر آپ ﷺ کی محبت اور غلامی پیدا کرو۔ فلاح پاؤ گے کیونکہ مثل مشہور ہے:

با ادب ، بانصیب　　　　بے ادب ، بے نصیب

مثنوی شریف میں مولانا رومؒ فرماتے ہیں ''ان برگزیدہ ہستیوں کو اپنے پر قیاس مت کرو۔ شیر و شیر لکھنے میں ایک جیسے ہیں لیکن شیر جنگل کا درندہ ہے اور شِیر دودھ ہے جسے پیتے ہیں۔ متفق علیہ حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ بتایئے کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آدمؑ کی صورت ربّ کی صورت ہے۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

شاہِ دین را منگر اے ناداں بطین　　　　کیں نظر کردہ است ابلیس لعین

ترجمہ: اے بیوقوف حضور کو مٹی کا بنا ہوا نہ سمجھ کیونکہ یہ نظر شیطان مردود نے کی ہے۔ (مثنوی مولانا روم دفتر چہارم صفحہ ۸۹)

تا تو می دانی عزیزان را بشر　　　　داں کہ میراثِ بلیس است آں نظر

ترجمہ: جب تک تو انبیاء، اولیاء کو بشر سمجھتا ہے سمجھ لے کہ یہ نظر شیطان کی میراث ہے۔

گرنہ فرزند، بلیسی اے عنید　　　　پس بتو میراث آں سگ کے رسید

ترجمہ: اے سرکش! اگر تو شیطان کی اولاد نہیں ہے تو تجھے اس کتے کی میراث کیسے ملی ہے۔

(مثنوی مولانا روم دفتر اول صفحہ ۴۰۱)

مزید فرماتے ہیں، منکروں نے انبیاء اکرام کی ہمسری شروع کر دی اور اولیائے اکرام کو اپنی مثل سمجھنا شروع

کر دیا اور یوں کہنا شروع کر دیا وہ بھی بشر ہیں ہم بھی بشر ہیں وہ کھاتے پیتے ہیں ہم بھی کھاتے پیتے ہیں۔ ان بے خبروں نے یہ نہ جانا کہ ان کی بشریت اور ہماری بشریت میں بے انتہا فرق ہے آگے فرماتے ہیں بھڑ بھی ایک مکھی ہے۔ شہد والی بھی مکھی ہے دونوں ہی پھول کو چوستی ہیں لیکن اس سے شہد اور دوسری سے زہر بنتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں، بانس اور گنا دونوں ہم شکل ہیں قد برابر ہے ایک جتنے موٹے ہیں درمیانی ٹکڑے (پوریاں) بھی یکساں ہیں دونوں ایک ہی کنویں یا نہر سے پانی پیتے ہیں۔ ایک ہی زمین میں پیدا ہوئے ہیں لیکن بانس اندر سے خالی اور گنا مٹھاس سے پر ہے۔ کیا کوئی شخص بانس کو گنا کہہ سکتا ہے۔ کہاں گنا! کہاں بانس اسی طرح دوستو! کہاں حضور ﷺ اور کہاں ہم عاصی غلام؟
سچ پوچھو تو ایمان کی بات تو یہ ہے کہ ہم سرورِ کائنات ﷺ کے غلاموں کی بھی ہمسری نہیں کر سکتے۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۳۶)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ''اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو تمام آسمان والوں اور کل انبیاء علیہم السلام پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ رد المختار میں ہے۔ کہ حضور ﷺ کو فقیر، غریب، مسکین کہنا جائز نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ دوستو! پتھر پتھر میں بڑا فرق ہے۔ ایک وہ پتھر ہے جو سڑکوں پر بچھا ہوا ہے۔ ایک وہ پتھر ہے جو شاہوں کے سروں پر سجا ہوا ہے بعض دوست حضور کی عبدیت پر بھی زور دیتے ہیں تا کہ مماثلت کا پہلو نکالا جائے علامہ اقبالؒ نے خوب فرمایا:

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر ‏ ما سراپا انتظار او منتظر

ترجمہ: عبد اور عبدہٗ میں بہت فرق ہے ہم تو اُس (اللہ تعالیٰ) کا انتظار کرتے ہیں لیکن عبدہٗ کا انتظار خود رب تعالیٰ کرتا ہے۔

ایک مقام پر رب تعالیٰ نے فرشتوں کو بھی عبد کہا ہے دوستو! یہ سب نکتہ چینی ہے۔ ان باریکیوں میں پڑنا ایمان کو ضائع کرنا ہے۔ ایمان کہتے ہی حضور ﷺ کی محبت کو ہیں۔ اہل محبت کو دوست میں کبھی عیب نظر نہیں آیا کرتے۔ یاد رکھو دین کا لبِ لباب (خلاصہ) کملی والے آقا کی محبت پر ہے۔

دینِ حق اے دوستو عشقِ نبی کا نام ہے ‏ کر غلامی مصطفیٰ ﷺ کی بس یہی اسلام ہے
بندگی رب کی چراغ دن رات بھی کرتے رہو ‏ حُب نہیں دل میں نبی کی سب کی سب ناکام ہے

(مصنف)

ایک موقع پر حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی حضرت سارہؓ کو اپنی ''بہن'' کہا، کیا آپ کے ایسا کہنے پر وہ

آپ کی بہن بن گئیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا سورج آپ کے چہرہ انور پر چمکتا یا طلوع ہوتا ہے۔ یہی عقیدہ تمام صحابہؓ کا تھا جسکی عکاسی حضرت حسان بن ثابتؓ نے ان الفاظ میں فرمائی

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِالنِّسَاء

خُلِقْتَ مُبَرًّا مِنْ کُلِّ عَیبٍ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ آپ سے خوبصورت میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں۔ اور آپ سے حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا۔ گویا جیسا آپ نے چاہا ویسا ہی خالق نے بنایا۔

دوستو! کسی بھی صحابیؓ نے آپ کو اپنی مثل نہیں کہا بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ اور انبیاء علیہم السلام ہماری مثل نہیں۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا اور میں دروازے کے پیچھے سن رہی تھی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ایک جنبی شخص روزہ رکھ سکتا ہے۔ میرے کملی والے آقا نے فرمایا کہ میں بھی ایسی حالت میں روزہ رکھتا ہوں۔ صحابیؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری مثل نہیں ہیں"۔

آیئے ! اب ذرا ہمارے ان ہی دوستوں کا اکابرین کی تصنیفات کے چند ایک حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

پیر کی شان

فرماتے ہیں "گو بظاہر تجھ کو معلوم ہو رہا ہے کہ یہ صحبت اپنے ایک ہم جنس کی ہے لیکن یہ سمجھنا سراسر غلط ہے اور اپنے پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ (الافاضات الیومیہ ہفتم صفحہ ۱۰۸)

مولانا قاسم نانوتوی قصائد قاسمی میں لکھتے ہیں:

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کسی نے بھی تجھے جز ستار

حضور ﷺ کی شان

مقام محمود محمود پر ہر شخص کی زبان پر آپ کی حمد و تعریف ہوگی حق تعالیٰ بھی آپ کی تعریف کرے گا گویا شانِ محمدیت کا پورا پورا ظہور اس وقت ہوگا۔ (خدام الدین ۲۸ نومبر ۱۹۵۸)۔

مزید لکھتے ہیں "حضور نبی کریم ﷺ کے بعد تمام مخلوق سے افضل آپ کی آل و اصحاب ہیں۔ (خدام الدین ۱۴ مارچ

(۱۹۴۹

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین وآخرین میں زیادہ مکرم ہوں"

(نشر الطیب صفحہ ۲۶۰ بحوالہ ترمذی ومشکوٰۃ)

مزید لکھتے ہیں "پس نہایت ہمارے اپنے فہم اور علم کی یہ ہے کہ بشر عظیم القدر ہیں اور آپ تمام خلق اللہ، انسان وملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں"۔ (نشر الطیب صفحہ ۲۶۳)

اس تصنیف میں لکھتے ہیں "دعویٰ کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی بابت کیا ہے۔ اے مخاطب غافل تو چھوڑ دے اور ایسا دعویٰ اپنے حضرت محمد ﷺ کی نسبت مت کر بلکہ ان کو افضل العباد سمجھ اور اسکے سوا آپ کی مدح شریف میں جس وصف وکمال کا جس طرح تیرا جی چاہے قطع دعویٰ کر اور اس پر مستحکم اور استوار رہ۔ (یعنی نہ عبدیت کی نفی کر اور نہ دوسرے بشر کے مساوی سمجھ بلکہ افضل العباد اعتقاد کر)۔

فرماتے ہیں "حضرت نبی کریم ﷺ کا احترام وفات کے بعد بھی وہی ہے جو حالتِ حیات میں تھا۔ (نشر الطیب صفحہ ۲۸۹) اسی صفحہ پر لکھتے ہیں "آپ ﷺ کے نام کی قرب ومقام کی تعظیم، کلام کی، احکام کی سب کی تعظیم واجب ہے" اسی تصنیف کے صفحہ ۳۱۲ پر فرماتے ہیں۔ "حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا سرکارِ دوعالم ﷺ نے کہ میرے صحابہ کا احترام کرو۔ وہ تم سب میں بہترین ہیں۔ دوستو! ہمارے آقا ومولا حضور پرنور ﷺ کی شان وہ مرتبہ ساری مخلوق سے ارفع واعلیٰ ہے۔ بارگاہ رب العزت میں جو عزت وعظمت آپ کی ہے کسی اور کو میسر نہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے جو لکھا ہے "جو بڑا ہو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے" یہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ اگر کہیں ہے تو فقیر کو دکھائیں ہم مان جائیں گے صفحہ ۷۹ تقویۃ الایمان پر لکھا ہے "جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار" سو ان معنی میں کہ ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار ہے" دوستو! سوچو، کیا یہ شان انبیاء کی تنقیص نہیں۔

جس کے ذکر کو رب تعالیٰ بلند فرمائے ہمیں نازیبا الفاظ لکھتے وقت سوچنا چاہیے ورنہ ایمان کی خیر نہیں۔ اس لئے رحمت کائنات کے مصنف نے فرمایا کہ سابق صدر مدرس دیوبند مولانا سید میرک شاہ صاحب نے فرمایا "اُمت محمدیہ کے کچھ حرماں نصیب اشخاص سے بھی رسول کریم ﷺ کی معرفت حاصل کرنے میں کوتاہی سرزد ہوئی ہے اور آپ کے بہت سے معجزات کا انکار محض اس لئے کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو بھی اپنے اوپر قیاس کر گئے۔

(رحمت کائنات صفحہ ۳۰)

اسی صفحہ ۳۰ پر آگے مزید لکھتے ہیں "رسول اللہ ﷺ کی تعظیم بجالانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

دوستو! اب تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا اسماعیل صاحب کی تصنیف تقویۃ الایمان کی وہ عبارت جس میں مقرب بندے بطور عاجز، اور جو بزرگ ہو۔ اسے بڑا بھائی تصور کرنا، ایسی عبارت آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مگر اس کے بالکل برعکس المہند علی المفند کے صفحہ ۲۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی عقیدہ نہیں ہے۔ اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو'' کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اسکے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ (المہند علی المفند صفحہ ۲۳)

اب دوستو! تقویۃ الایمان کی عبارت بھی آپ کے سامنے ہے اور المہند کی عبارت بھی۔ دونوں عبارات کا تضاد آپ کے سامنے ہے۔ اب فیصلہ آپ پر موقوف ہے۔ فیصلہ کرتے وقت یہ ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوبِ پاک ﷺ نے دنیا و آخرت ہر جگہ کام آنا ہے۔

شان رسالت میں تنقیح و تنقید حرام ہے

فرمان باری تعالیٰ: "**لَا تَقُوْلُوْ رَاعِنَا وَقُوْلُوْ اَنْظُرْنَا**

ترجمہ: کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا صحابہ اکرامؓ کو ''رَاعِنَا'' کہنے سے منع فرمانا اور ''اَنْظُرْنَا'' کہنے کا حکم دینا اسی لئے تھا کہ منافقین کو میرے محبوب کی شان میں بے ادبی کا موقع نہ ملے۔ حضور کریم ﷺ کی بے ادبی بہت بڑا گناہ ہے۔ جو حضرات نکتہ چینی اور باریکیوں میں الجھے رہتے ہیں۔ وہ کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت مسلمان کا ایمان ہے۔

دوستو! مقام نبوت بہت بلند مقام ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی اپنی تصنیف امداد السالکین صفحہ ۸۳ پر لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں ''و پیداست کہ نبی را از اں گویند کہ از ہمہ غیر انبیاء قدر بلند دارد چرا کہ نبوت بلندی را گویند'' یہ عبارت رحمت کائنات کے صفحہ ۳۶ پر درج ہے۔ دوستو! حقیقت کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کریں نبی اور غیر نبی کی خصوصیات میں بڑا فرق ہے۔ نبی کی خصوصیت ہے کہ وہ تمام عناصر پر غالب ہوتا ہے جبکہ غیر نبی پر عناصر غالب ہوتے ہیں چاروں عناصر پانی، مٹی، آگ اور ہوا کی اس

حقیقت کو ملاحظہ فرمائیں۔

پانی: عام آدمی پانی میں ڈوب جاتا ہے لیکن نبی کے لئے پانی راستہ دے دیتا ہے۔ جیسا کہ موسیٰ اور بنی اسرائیل کے لئے بحیرہ قلزم میں بارہ راستے بن گئے لیکن خود کو خدا کہلانے والا فرعون اس پانی کہ لہروں میں ڈوب کر موت کی نیند سو گیا۔

مٹی: مٹی میں ہر چیز اور عام انسان مرکر مٹی ہو جاتا ہے۔ لیکن مشکوٰۃ سریف کی حدیث پاک کے مطابق مٹی انبیاء کے پردہ فرما جانے کے بعد ان اجسام کو نہیں چھو سکتی۔ (ابنِ ماجہ)

آگ: آگ کا کام جلانا ہے۔ جو شخص آگ میں جائے وہ جل کر راکھ ہو جائے گا لیکن یہی آگ خلیل اللہ کے لیے گلزار بن جاتی ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک دستر خوان کو لگ جائیں تو اسے بھی نہیں جلاتی۔

ہوا: ہوا عام انسان کے قبضہ میں نہیں بلکہ اس کے لئے طوفان بن کر ہلاکت کا موجب بن جاتی ہے۔ لیکن حضرت سلیمانؑ کی باندی بن کر حکم مانتی ہے۔

دوستو! ایمانداری سے کام لیتے ہوئے تعصب سے دور ہٹ کر سوچیں، کہاں انبیاء علیہم السلام اور کہاں ہم گناہ گار؟ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائے ''آمین'' ہمارے ان دوستوں کا ایک رسالہ ''ماہنامہ الرشید'' جو کہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے نکلتا تھا۔ اس کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ شمارہ شعبان/ رمضان ۱۴۰۳ صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ. (الزمر۔۹)

ترجمہ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔ سمجھتے وہ ہیں جو عقل والے ہیں۔ معلوم ہوا کہ شان نبی اکرم ﷺ اور ان برگزیدہ ہستیوں کو وہی لوگ سمجھیں گے جو عقل سلیم رکھتے ہیں۔

فقیر اسی پر اکتفا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل و کرم فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ہماری سوچ، ہماری گفتار و کردار کو صحیح اور مقام انبیاء صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بزرگانِ دین کے عقیدہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

سلام بدرگاہ خیرالانام ﷺ

حبیبِ خدا پر لاکھوں سلام پیارے نبی ﷺ پر لاکھوں سلام

1۔ہم سب ہیں آقا تیرے غلام
ہو نٹوں پہ ہر دم تیرا ہے نام
اے رحمتِ عالم خیر الانام
پیارے نبی ﷺ پر لاکھوں سلام

2۔عرشِ بریں پر تم کو بلایا
راز نہ کوئی تم سے چھپایا
بعداز خدا ہے تیرا مقام
پیارے نبی ﷺ پر لاکھوں سلام

3۔سارے جہاں کے مالک تم ہو
دیتا رب ہے دلاتے تم ہو
آپ ہیں آقا مختارِ عام
پیارے نبی ﷺ پر لاکھوں سلام

4۔اے فخرِ دو عالم جانِ دو عالم
رب کے ہو دلبر ہم سب کے بالم
اے نورِ مجسم حسنِ تمام

پیارے نبی ﷺ پر لاکھوں سلام

5۔تیری رضا میں رب کی رضا ہے
تیرے لیے یہ سب کچھ بنا ہے
تیرے ہی دم سے قائم نظام
پیارے نبی ﷺ پر لاکھوں سلام

6۔مشکل میں جب بھی جس نے پکارا
دیتے ہیں آقا اس کو سہارا
مشکل کشائی ان کی ہے عام
پیارے نبی ﷺ پر لاکھوں سلام

7۔حورو ملائک جن و بشر کیا
ہر ذرہ شجرو حجر کیا
ہر اک ثنا خواں ہے صبح و شام
پیارے نبی ﷺ پر لاکھوں سلام

8۔جس کا وظیفہ ذکرِ نبی ﷺ ہے
چراغؔ اس کو سمجھو بیشک ولی ہے

رب سے ملا یہ اس کو انعام پیارے نبی ﷺ پر لاکھوں سلام

کے مختلف موضوعات پر بیانات جن میں

1- سخاوتِ مصطفیٰ ﷺ　2- عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

3- اُولیاءاللہ سے محبت کی برکتیں　4- اُولیاءاللہ کی تلاش

5- رجب المرجب کے فضائل　6- معاف کرنے کی فضیلت

7- دعا کی فضیلت　8- غفلت و دیگر بیانات اور سلسلہ نقشبندیہ چراغیہ

سے شائع ہونے والی کتب و رسالہ جات مندرجہ ذیل جگہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

1۔ دربارِ عالیہ پیر سید چراغ النبی شاہ صاحبؒ گیلانی نقشبندی جماعتی

چاندنی چوک کہروڑپکا شریف ضلع لودھراں　0608-342782,0608-608912

2۔ آستانہ عالیہ چراغیہ نقشبندیہ

9/w طارق بن زیاد کالونی ساہیوال　040-4465753

3۔ جامعہ چراغیہ زمردیہ نقشبندیہ

ماڈل کالونی (جہاز گرؤانڈ) ساہیوال　040-4554753

سالانہ محافل

(1) سالانہ محفل ۱۲ ربیع النور شریف

ہر سال محفل ربیع النور شریف، ۱۲ ربیع الاول کو آستانہ عالیہ چراغیہ نقشبندیہ ساہیوال پر منعقد ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ (۱) تا (۱۲) ربیع النور شریف تک روزانہ محفل ذکرِ مصطفیٰ ﷺ منعقد ہوتی ہے اور جامعہ چراغیہ زمردیہ نقشبندیہ سے ۱۲ ربیع النور شریف کو عید میلادِ النبی ﷺ کا جلوس نکالا جاتا ہے۔

(2) بڑی گیارہویں شریف

ہر سال گیارہویں شریف کا سالانہ ختم جامعہ چراغیہ زمردیہ نقشبندیہ جہاز گراؤنڈ ساہیوال میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں حافظ، حافظہ و ناظرہ بچوں اور بچیوں کی دستار بندی ودوپٹہ پوشی ہوتی ہے۔

(3) عُرس مبارک

ولی نعمت، مجدد دین وملت، الحاج حضرت قبلہ پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب گیلانی نقشبندی جماعتیؒ اور امام اولیاء حضرت قبلہ پیر سید چراغ النبی شاہ صاحب گیلانی

نقشبندی جماعتیؒ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۲۶۔۲۷ نومبر کو دربارِ عالیہ نقشبندیہ چراغیہ نزد چاندنی چوک کہروڑ پکا شریف میں منعقد ہوتا ہے۔

(4) ختم پاک یادِ چراغِ اولیاء

امام اولیاء حضرت قبلہ پیر سید چراغ النبی شاہ صاحب گیلانی نقشبندی جماعتیؒ کا ختم پاک ہر سال جنوری میں دربارِ عالیہ نقشبندیہ چراغیہ نزد چاندنی چوک کہروڑ پکا شریف میں منعقد ہوتا ہے۔

(5) معراج مصطفیٰ ﷺ

ہر سال رجب المرجب میں معراج مصطفیٰ ﷺ کے سلسلے میں جامعہ چراغیہ زمردیہ نقشبندیہ میں محفل منعقد ہوتی ہے۔ جس میں شب بیداری وسحری کا اہتمام ہوتا ہے۔

(6) شبِ برات وختم پاک آپا جی سرکارؒ

ہر سال شب برات کے موقع پر محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ اور ختم پاک آپا جیؒ دربارِ عالیہ نقشبندیہ چراغیہ نزد چاندنی چوک کہروڑ پکا شریف میں منعقد ہوتا ہے۔

ماہانہ محافل

ہر ماہ چاند کی دس تاریخ کو گیارہویں شریف کا ختم آستانہ عالیہ چراغیہ زمردیہ نقشبندیہ W/9 گلی نمبر ا طارق بن زیاد کالونی ساہیوال میں منعقد ہوتا ہے۔

ہفتہ وار محافل

ہر جمعۃ المبارک کو ختم خواجگان نقشبندیہ آستانہ عالیہ چراغیہ زمردیہ نقشبندیہ ساہیوال میں بعد نماز مغرب منعقد ہوتا ہے۔

زیر صدارت

یہ تمام محافل، خلف الرشید وسجادہ نشین دربارِ عالیہ چراغیہ نقشبندیہ حضور قبلہ پیر سید زمرد حسین شاہ صاحب گیلانی نقشبندی جماعتی دامت برکاتہم العالیہ کی زیر صدارت منعقد ہوتی ہیں۔

نوٹ:۔ تمام محافل میں لنگرِ عام کا انتظام ہوتا ہے۔
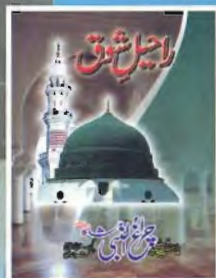
E-mail: zammurd92@yahoo.com
zammurd786@charaghia.com
wabsite:www:charaghia.com